ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث (القران)

اے محبوب علیہ السلام آپ اپنی امت کے لئے صاف ستھری چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں

میثم قادری

مستند علماء کرام کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

اوجھڑی مکروہ تحریمی ہے

بمسمیٰ

القول الغالب علی تحریم الکرش

ابو رضوان علامہ مفتی محمد اکرم نقشبندی شجاع آبادی

مکتبہ متینویہ سیفیہ

(پرانی سبزی منڈی روڈ بہاولپور)

ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث (القران)

اے محبوب علیہ السلام آپ اپنی امت کے لئے صاف ستھری چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں

مستند علماء کرام کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

اوجھڑی مکروہ تحریمی ہے

بمسمیٰ

القول الغالب علی تحریم الکرش

تالیف

ابو رضوان علامہ مفتی محمد اکرم نقشبندی شجاع آبادی

ناشر

مکتبہ متینویہ سیفیہ

(پرانی سبزی منڈی روڈ بہاولپور)

نام کتاب: القول الغالب علی تحریم الکرش (اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے پر غالب قول)

تالیف ولطیف: ابورضوان مفتی محمد اکرم نقشبندی مجددی نثاری مکی شجاع آبادی مکی عفی عنہ

تاریخ: بمطابق 12 ربیع الاول بروز جمعرات 1424ھ۔ بتاریخ 14 جنوری 20014ء

کمپیوٹر کمپوزنگ: جناب سر طارق صاحب پرنسپل اکیڈمی شیراز ماڈل بگڑیں

گرافکس ڈیزائننگ: واجد علی سیفی (ملتان)

تعداد: 1100

قیمت:

⟨1⟩ملنے کاپتہ

تبلیغ صوفیاء دعوت الی الخیر مرکزی خانقاہ شریف اورنگی ٹاؤن سیکٹر 4-F

مجاہد کالونی کراچی نمبر 41

⟨2⟩ملنے کاپتہ

مدرسہ جامعہ نثار العلوم یادگار کالن پیر سائیں رحمۃ اللہ علیہ

تحصیل شجاع آباد، ضلع ملتان روڈ جلال پور پیر والا اڈہ حسن آباد نزد (بگڑیں شہر)

رابطہ نمبر: 0336:7993023 / 0304:5981657

0334:6028340

⟨3⟩ملنے کاپتہ

مکتبہ متینویہ سیفیہ (پرانی سبزی منڈی روڈ بہاولپور)

رابطہ نمبر: 0301-7728754

فہرست مضامین

انتساب

(1) خلوص قلب سلیم سے اس کتاب کو حضور تاجدار کائنات ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتا ہوں آئے باری تعالی اسے قبول فرما:

(2) خلوص دل سے اس کتاب کو اہل بیت عظام کرام رضوان اللہ علیہم کی طرف منسوب کرتا ہوں

(3) دل کی گہریوں سے اس کتاب کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی طرف منسوب کرتا ہوں:

(4) اس کا ثواب حضور ﷺ کی ساری امت کو پیش کرتا ہوں آئے باری تعالی تو قبول فرما:

فیض البحرین

(5) اس کتاب کو اپنے پیرومرشد پیر طریقت رہبر شریعت آقا نام دار تاج دار کائنات ﷺ کے سینہ اطہر سے ظاہری اور باطنی غیر متناہی عظیم فیض سمندر سے روحانی اور باطنی انوار تجلیات اور اسرار الٰہی حاصل کرنے والی عظیم مقدس ہستی حضرت مبارک صوفی نثار الحق دامت براکاتہم العالیہ کی طرف منسوب کرتا ہوں آئے باری تعالی اسے قبول فرما۔

(6) سچے دل سے اس کتاب کو اپنے عظیم مکرم استاذ مناظر اہل سنت خطیب پاکستان حضرت علامہ مفتی اعظم شیخ الحدیث والتفیسر والفقہ قبلہ عبدالمتین نقشبندی (آف بہاول پور) طال اللہ عمرہ کی طرف منسوب کرتا ہوں آئے باری تعالی ان مقدس نفوس کے طفیل قبول فرما

امین امین ثم امین بجاه البنی صلی الله علیه وآله وسلم

طالب دعاء: خادم العلماء احقر الناس ابورضوان محمد اکرم نثاری مکی عفی عنه

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ الْمَکِیْنِ الرَّئُوْفِ الرَّحِیْمِ

ترجمہ: تمام تعریفوں کے لائق اللہ ہے جو تمام جہانوں کو مرتبہ کمال تک پہچانے والا ہے ،اور پرہیزگاروں کے لیے اچھی عاقبت ہے،اور کامل اور اکمل رحمت الٰہی اور درود وسلام کا ہدیہ ہو اللہ عزوجل کے عظیم رسول ﷺ پر جو بہت کریم ہے،اور بہت امین ہے، جو مکین ہے،اور جو انتہائی مہربان اور اپنی امت پر رحم کرنے والے ہیں

کتاب لکھنے کی وجہ تسمیہ

حمد وصلوۃ کے بعد اس کتاب کے لکھنے کی وجہ اہل سنت والجماعت کو جگانا ہے اور ان مذاہب کی حقیقت کو ظاہر کرنا ہے جو مسلک اہل سنت والجماعت کا لبادہ پہن کر ہماری سیدھی سادھی اہل سنت والجماعت کی عوام اور تھوڑا علم رکھنے والے سیدھے سادھے خطیبوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں ،اور مسلک اہل سنت والجماعت کو بدنام کرنا چاہتے ہیں،اور اس کتاب کے لکھنے کی حقیقت یہ ہے کہ ایک دینی پروگرام میں اس بندہ ناچیز کو شرکت کا موقع ملا جس میں خصوصی خطاب سید زاہد حسین گیلانی (گیلے وال والے) کا تھا جب سید صاحب کا بیان ختم ہونے لگا تو کسی نے پرچی لکھ کر بھیجی کہ اوجھڑی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

تو پیر صاحب نے جواب دیا کہ صرف ایک ہی امام اعلی حضرت اس کو مکروہ تحریمی کہتے ہیں:

〈سوال〉 جام فوجی خادم حسین نے پوچھا کہ ہم سیدھے سادھے لوگ ہیں ہمیں معلوم نہیں کہ مکروہ تحریمی کیا ہوتا ہے اس کی وضاحت فرمائیں؟

〈جواب :〉 شاہ صاحب نے جواب دیا کہ مکروہ تحریمی کا مطلب ہے حرام:

اس کے بعد شاہ صاحب کہنے لگے کہ یہ مسئلہ زیادہ تر دعوت اسلامی بیان کرتی ہے اور اعلیٰ حضرت کا حوالہ دیتی ہے جب کہ اور بھی تو امام ہیں جو اوجھڑی کو حلال اور جائز قرار دیتے ہیں، امام زرقانی اس کو حلال قرار دیتے ہیں، اور میرے مرشد اس کو حلال قرار دیتے ہیں میں نے اپنے مرشد کے ساتھ اوجھڑی کھائی ہے، اور میرے مرشد فرماتے تھے کہ اعلیٰ حضرت بہت زیادہ شدت پسند تھے:

﴿مؤلف کی عرض﴾ اس بندہ ناچیز سے امام اہل سنت والجماعت کی گستاخی برداشت نہ ہوسکی تو میں نے کہا شاہ صاحب بیان کے بعد آپ نے جانا نہیں ہے، اور میں اسی مسئلہ کو بیان کرونگا اگر میں غلط بیان کروں تو آپ موقع پر میری اصلاح کرنا:

تو شاہ صاحب کہنے لگے کہ تو مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتا ہے میں نے کہا مناظرہ کی بات نہیں مسئلہ حق کی بات ہے، تو شاہ صاحب کہنے لگے کہ میں نہیں بیٹھ سکتا.... میں نے کہا کہ اگر آپ بیٹھتے نہیں تو آپ نے کہا ہے کہ امام زرقانی نے اس کو حلال قرار دیا ہے، آپ مجھے امام زرقانی کی کتاب کا نام اور جلد اور صفحہ نمبر بتائیں، میرے پاس امام زرقانی کی تقریباً کتب موقعہ پر موجود ہیں ... شاہ صاحب اس کا کوئی جواب نہ دے سکے اور، جوش میں کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ بس میرے مرشد کھاتے تھے ہم کھاتے ہیں، اور قاری شبیر جو شاہ صاحب کی پیر بھائی تھے اس نے امام اہل سنت والجماعت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلویؒ کے خلاف نعرہ بازی لگائی اور لوگوں کو غرغلایا اور امام اہل سنت والجماعت کے خلاف کر دیا:

ماہ ربیع الاول شریف میں اسی بگڑیں شہر میں مولوی عبدالحمید چشتی کا خطاب تھا جنہوں نے اوجھڑی کو حلال قرار دیا، اور دلیل اس پر یہ بیان کی کہ نبی ﷺ نے اوجھڑی کھائی ہے اس پر کوئی حوالہ پیش نہیں کیا اور یہ مسلم قانون ہے کہ دعویٰ بغیر دلیل باطل ہو کرتا ہے مؤلف کتاب نے مولوی صاحب کی دل جوئی کے لیے حدیث نقل کر دی ہے اور اس کا جواب بھی

تفصیلا لکھ دیا ہے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اس حدیث کے راوی ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع المدنی الانصاری ہے جس کو کثیر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے، اور من جملہ محدثین رحمہم اللہ میں سے ایک امام بخاریؒ بھی ہیں اس کی تفصیل آگے آرہی ہے:

میں مفتی صاحب کے جواب کا منتظر رہوں گا اور مفتی صاحب کو چاہیے کہ حدیث حسن درجہ کی دلیل پیش کریں:

اس واقع کے کچھ عرصہ بعد کراچی سے غیر مقلدین یعنی اہل حدیث کی تائید میں سید احمد علی شاہ کا ایک فتویٰ ملا جس میں انھوں نے اوجھڑی کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا، اور ساتھ ساتھ اہل سنت والجماعت کے عظیم اکابرین کے بدمذہب اور اہل ہویٰ ہونے کا فتوی دیا جو اس کتاب میں درج کر دیا ہے،

جن کی بے ادبی کی ہے اُن میں امام اہل سنت والجماعت امام احمد رضا خان بریلویؒ، مفتی علامہ وقار الدینؒ، محدث اعظم مفتی اعظم علامہ فیض احمد اویسیؒ اور علامہ مفتی منیب الرحمٰنؒ صاحب اور جید علماء اہل سنت والجماعت کی ایک عظیم جماعت شامل ہے،

مولوی کوثر عباس کی درمیانی چال

مولوی کوثر عباس جو درمیانی چال چلتا ہے اگر کوئی فون پر اوجھڑی کی شرعی حیثیت پوچھے تو کہتا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے، اور اگر کوئی اسے منبر رسول ﷺ پر پوچھے تو کبھی مکروہ تنزیہی اور کبھی صراحتاً حلال قرار دیتا ہے، اکثر اپنی ذاتی رائی بیان کرتا ہے، اور بے شمار اکابرین علماء اہل سنت والجماعت کے فتاویٰ جات کو رد کرتا ہے، اور ایک مرتبہ تو سو سے زائد علماء اہل سنت والجماعت کے فتاویٰ جات کو یہود و نصاریٰ کی طرح پست پشت ڈال دیا اور قاری یٰسین نے ان کی نگرانی میں کھڑے ہو کر تمام فتاویٰ جات سے روگردانی کر کے اوجھڑی کے حلال ہونے فتویٰ جاری کیا،

یہ لوگ دوگلہ چال چلنے چلنے والے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اکابرین اہل سنت والجماعت کا نعرہ مارتے ہیں، رشید احمد گنگوہی کی اتباع کرتے ہیں کیونکہ رشید احمد گنگوہی اوجھڑی کو حلال کہتا ہے مولوی کوثر عباس غلط بیان اس لیے کرتا ہے کہ شریعت اس کے گھر کی ہے، اسکا باپ اور دادا، پردادا سب عالم تھے اس لیے یہ آقا نامدار تاج دار کائنات ﷺ کی شریعت پر نہیں چلتا، بلکہ اس کو باپ اور دادا کی علمیت پر فخر ہے اور باپ، دادا کی پوجا کرتا ہے:

خدارا ان جیسے نام نہاد مولویوں سے بچو، جو شریعت کا حکم ہے وہ کرو، آے اہل سنت والجماعت جاگو جاگو، جاگو حقیقت کو پہچانو، ہمارا مسلک حق ہے، اور ہمارے اہل سنت والجماعت مسلک میں باطل کی ذرا برابر بھی لچک نہیں ہے، نام نہاد سنیوں سے بچو حقیقت میں اہل سنت والجماعت بنو:

افسوس کا مقام

احمد علی شاہ کے اس فتویٰ کو پڑھ کر مجھے انکی بے ادبی کرنے پر بہت زیادہ افسوس ہوا کہ ایک شخص اپنے آپ کو عالم باعمل اور صوفی اور باصفاء سمجھے، اور اپنے مریدین اور سالکین کو تصوف اور سلوک کا درس دیتے ہیں، اور دوسری طرف اکابرین اہل سنت والجماعت کو گالی دیتے ہیں، اور بد مذھب اور اہل ہوئی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں (اور یہ فتویٰ اس کتاب میں درج کر دیا گیا ہے) اور اسی احمد علی شاہ نے ضرب النعال میں اکابرین اہل سنت والجماعت کو بہت زیادہ غلیظ اور سخت قسم کی گالیاں دیں ہیں، اور کچھ عرصہ پہلے احمد علی شاہ کے بیٹے کی کتاب بنام اظہار الحق کے نام سے ملی تو اس میں بھی اکابرین کو خوب گالیاں دی، احمد علی شاہ کے اس فتویٰ کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ اظہار الحق کا قصور نہیں ہے بلکہ اس کا باپ ہی ایسا ہے:

اور مجھے اس پر ہرگز افسوس نہیں ہے انھوں نے اس مسئلہ میں اپنے اکابرین سے اختلاف کیا ہے اس لیے کہ حدود شرعیہ میں رہ کر مسائل شرعیہ میں آئمہ اربع اور آئمہ ثلاثہ کا اور دیگر آئمہ کرام کا آپس میں اختلاف رہا ہے اور انھوں نے مجتہدین اور عاشقان رسول اور درست عقائد رکھے

والوں کو ہرگز گالیاں گلوچ اور بدمذھب اور اہل ہوئی ہونے کے فتوے جاری نہیں کیئے:

یہ احمد علی شاہ اور ان کے متبعین اور زاہد حسین گیلانی اور ان کے متبعین کا خاصہ ہے فلہٰذا امام اہل سنت والجماعت اور دوسرے اکابرین اہل سنت والجماعت کی عزت اور تکریم کی خاطر اس کتاب کے لکھنے کا عزم کیا تاکہ مسئلہ کی حقیقت ظاہر ہو جائے اور گستاخان اکابرین اہل سنت والجماعت کا پردہ پاش ہو جائے:

اور اس کتاب کا نام القول الغالب علی تحریم الکرش (اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے پر غالب قول) رکھا آقاء علیہ السلام کے طفیل مجھے اور اس کتاب کے پڑھنے والوں کو راہ حق کی توفیق دے:

کلمات شکریہ

☆ میں بہت زیادہ شکرگزار ہوں علامہ یوسف رضوی صاحب (لاہور والے) کا جنھوں نے بگڑیں شہر میں اپنے خصوصی خطاب میں اہل علاقہ کے لوگوں کو مسئلہ کی حقیقت سے اگاہ کیا:

☆ اور بہت زیادہ شکرگزار ہوں علامہ سید پیر مجیب شاہ صاحب کا کہ جنھوں نے اس کتاب کے لکھنے میں حوصلہ دیا اور بھرپور معانت کی اور اپنی وسیع لائبریری سے خوب فائدہ حاصل کرنے کا موقعہ دیا:

☆ اور بہت زیادہ شکرگزار ہوں دیگر جمیع علماء اور عوام الناس کا جنہوں نے اپنے اکابرین علماء کی عزت اور تکریم کی خاطر اس عظیم کام میں بھرپور معاونت کی اللہ تعالی ہم سب کو اکابرین عظام کی عزت اور تکریم کرنے کی توفیق دے اور اپنے بزرگوں کی بے ادبی سے محفوظ رکھے:

آمین ثم آمین بجاہ النبی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم:-

اور اس کتاب کے لکھنے میں حضور سرور کائنات اور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم، اور اہل بیت عظام و کرام طاہر اور مطہر، اور جمیع صحابہ کرام اور اولیاء کرام، اور میرے مرشد کریم پیر طریقت رہبر شریت حضرت مبارک صوفی نثار الحق خلیفہ مطلق نقشبندی دامت برا کاتہم العالیہ، اور جمیع

اساتذہ کرام، بالخصوص، شیخ الحدیث علامہ مفتی عبد المتین نقشبدی رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کی دعائیں ہیں فلہٰذا اس کتاب کو میں ان مقدس نفوس کی طرف منسوب کرتا ہوں اور علم و عمل و خلوص کی دعاؤں کا طالب ہوں:

طالب دعاء: ابو رضوان مفتی محمد اکرم نثاری مکی عفی عنہ

تمہید

اوجھڑی کی کراہت تحریمہ کو بالتفصیل اور دلائل باہرہ کے ساتھ سب سے پہلے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ اصولوں اور قوانین کے مطابق بیان فرمایا، اس لیے بہتر یہ ہوگا کہ سامعین کے سامنے جامع اور مختصر آپ کی سیرت طاہرہ طیبہ کو بیان کیا جائے، اور بالخصواص آپ کے عظیم فقیہ اور مجتہد فی المسلک اور آپ کے مجدد ہونے کو بیان کیا جائے تانکہ سامعین کو آپ کی شخصیت اور حقیقت کا علم ہو جائے، اور ان لوگوں کا رد بھی ہو جائے جو آپ کے مجتہد اور مجدد مائۃ کے ہونے کے منکر ہیں

مختصر اور جامع ذکر خیر

امام احمد رضا خان قادری محمدی سنی حنفی قادری محدث بریلوی 10 شوال 1272ھ 14 جون 1856ء میں بریلوی شہر کے محلّہ سوداگران میں پیدا ہوئے:

حصول علم

والد ماجد امجد مولانا مفتی تقی علی خان قادری برکاتی بریلی (1297ھ/1880ء) اور جد امجد و بانی دار الافتاء بریلی (1250ء) مولانا مفتی رضا خان بریلوی (م 1282ھ/1865ء) سے دینی تعلیم حاصل کی:

13 سال 10 ماہ کے اندر یعنی چودہ شعبان المعظم 1286ھ: 1860ء میں درس نظامی کی تعلیم

سے فارغ ہوگئے، اوراسی دن دین کی خدمت کی ابتدااپنے قلم سے کی اور مسئلہ رضاعت پرایک کامل فتویٰ لکھا،جس کی تصدیق خودان کے والدماجدنے فرمائی اوراس نوجوانی میں وہ اپنے والدماجد کی جگہ بریلی کے دارالافتاء کے مفتی کے بن گے

〈آپ کا مشن〉

پھر مسلسل 65سال فتویٰ نویسوی فرماتے رہے اس دوران کثیر تعداد میں فتاویٰ کے علاوہ ایک ہزار سے زیادہ کتب اوررسائل تحریر میں لے آئے ،فتاویٰ رضویہ کی 12(موجودہ 32جلدیں ہیں)عظیم مجلدات کے علاوہ وتالیفات اس زمانہ کے اعتبارسے 55علوم وفنون پراورموجودہ زمانہ کے اعتبارسے 75علوم وفنون پرمبنی ہیں جو3زبانوں اردو،فارسی،اورعربی میں لکھی گئی ہیں ،فتاویٰ کے اندربھی یہ تینوں زبانیں استعمال ہوئی ہیں،جبکہ فتاویٰ میں منفردحیثیت یہ حاصل ہے کہ منظوم اردواورفارسی کے استفتاء کامنظوم ہی جواب دیاہے جوآپ کے بلندشاعرہونے کی نشان دہی بھی ہے:

آپ کاوصال مبارک25صفر1340ھ:28اکتوبر1921م

25سالہ تاریخ وکردگی ادارہ تحقیقات امام احمدرضا اسلامی جمہوریہ پاکستان صفحہ 2

آپ مجتہداورسوسالہ مجدداورعظیم فقیہ ھیں

〈1〉**دلیل:** وَالشَّیْخُ الْاِمَامُ الْفِقِیْهُ الْمُجْتَهِدُ الْمُجَدِّدُ مَوْلَانَا أَحْمَدُ رَضَا خَانُ قُدِّسَ سِرُّہٗ

ترجمہ: شیخ امام فقیہ اورمجدداورمجتہد مولانااحمدرضاخاں قدس سرہ

(کتبہ)عبدالھادی محمدالخرسة الدمشقی خریج جامعة الازھر/مصرو استاذعلوم العقیدہ والاخلاق فی دمشق /سوریا

معارف رضا المجلةالسنوی العربیة 1429ه/2008م ح 6 صفحہ 9

〈2〉**دلیل**: وَهُوَ مُجَدِّدٌ مِّنْ مُّجَدِّدِیْ هٰذَا الْعَصْرِ الَّذِیْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْهِمْ لَیَبْعَثَنَّ اللّٰهُ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِئَةِ سَنَةٍ مَّنْ یُّجَدِّدُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ اَمْرَ دِیْنِهَا) فَقَدْ جَدَّدَ الشَّیْخُ مَذْهَبَ أَهْلِ الْحَقِّ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا وَعَقِیْدَةً وَّفِکْرًا وَّسُلُوْکًا،

ترجمہ: (اعلیٰ حضرت) وہ اس زمانہ کے تمام مجددین کے مجدد ہیں، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر سو سال کے اختتام پر اللہ تبارک وتعالیٰ ایک مجدد پیدا کرتا ہے جو از سر نو اس کے دین کی تجدید کرتا ہے:

شیخ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے مسلک حق اہل سنت والجماعت کی ظاہری اور باطنی، عقائد اور فکری اور سلوکی یعنی ہر اعتبار سے تجدید کی:

معارف رضا المجلة السنوی العربیة 1429/2008م ح6/ص10

〈3〉**دلیل**: اَلْإِمَامُ الْاَکْبَرُ الْمُجَدِّدُ أَحْمَدُ رَضَا خَانُ وَالْعَالِمُ الْعَرَبِیُّ

ترجمہ: (اعلیٰ حضرت) بہت بڑے امام ہیں اور مجدد ہیں عربی کے عالم ہیں

(کتبه) محمد احمد المصباحی عمید الجامعة الاشرفیه مبارك فور، اعظم اجره الهند والمشرف علی شؤون ،،مجلس البرکات) 8/ 1428ھ 23/ 8/ 2007ء

معارف رضا المحلة السنوی العربیة 1429/2008م ح 6/ص 20

〈4〉**دلیل**: شَیْخُنَا الْعَلَّامَةُ الْمُجَدِّدُ شَیْخُ الْاَسَاتِذَةِ عَلَی الْإِطْلَاقِ الْمَوْلَوِیُّ الشَّیْخُ أَحْمَدُ رَضَا خَانُ

ترجمہ علامہ مجدد شیخ الاستاذ مولوی احمد رضا خان

کتبہ (السید اسماعیل ابن خلیل) معارف رضا المحلة السنوی العربیة 1429ھ/2008م ح1/ص2

(5) **دلیل**: اَلْفَاضِلُ الْکَامِلُ سَیِّدِیْ أَحْمَدُ رَضَا خَانُ مُسْتَحِقًّا لِلثَّنَاءِ الْجَمِیْلِ وَإِنَّهٗ رَأْسُ

اَلْعُلَمَاءِ وَاِنَّهُ الْمُحَقِّقُ الْمُدَقِّقُ فِیْ عُلُوْمِ الشَّرْعِیَّةِ وَمَطَالِبِهَا اُصُوْلًا وَّفُرُوْعًا۔

ترجمہ: فاضل اور کامل میرے مرشد احمد رضا خان اچھی تعریف کے مستحق ہیں، اور آپ علماء کرام کی اصل ہیں، اور شریعت کے علوم اور مطالب میں اصول اور فروع میں محقق اور مدقق ہیں:

(محمد سعید بن محمد باصیل مفتی الشافعیہ/ بمکۃ المکرمۃ) معارف رضا المحلۃ السنوی العربیۃ 1429/2008م ج1/ص 12

〈6〉**دلیل**: اَلْعَلَّامَةُ الْفَهَّامَةُ وَالْعُمْدَةُ الدَّرَّاكَةُ اِلَّااَنَّهٗ مَلِكُ الْعُلَمَاءِ الْاَعْلَامِ الَّذِیْ حَقَّقَ لَنَاالْقَائِلُ الْمَاهِرُ كَمْ تُرِكَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ:

ترجمہ: علامہ فہمہ عمدہ ادراک کرنے والے آپ اجل عظیم علماء کے سروں کے تاج ہیں اور ہمارے لیے حق بیان کرنے میں ماہر ہیں اور ایسی عظیم مقدس ہستیاں بہت کم پیدا ہوتی ہیں

(عبداللہ بن عبدالرحمن سراج ،مفتی الحنفیۃ المکرمۃ) معارف رضا المحلۃ السنوی العربیۃ 1429/2008م ج1/ص12

〈7〉**دلیل**: اَلْعَالِمُ الْمُحَقِّقُ الْمُدَقِّقُ لَازَالَتْ شَجَرَةُ عِلْمِهٖ نَامِیَةً عَلٰی مُمِرِّالْاَزْمَانِ وَثَمَرَةُ عِلْمِهٖ مَقْبُوْلَةً لَدَالْمَلِكِ الدَّیَّانِ

ترجمہ: آپ عالم محقق مدقق ہیں، آپ کے علم کا درخت ہمیشہ رہے اور اہل زمانہ اس علم سے مستفید ہوتا رہے اور آپ کا علم دین کے بادشاہوں کے سامنے مقبول ہے:

(عبداللہ بن حمید مفتی حنابلہ ،الحنابلہ بمکۃ المکرمۃ) معارف رضا المحلۃ السنوی العربیۃ 1429/2008م ج1/ص12

〈8〉**دلیل**: اَللّٰهُمَّ زِدْوَبَارِكْ وَاَطِلْ عُمْرَكَ هٰذَاالْاُسْتَاذُ الْكَبِیْرُوَالْعَالِمُ النَّحْرِیْرُلِیَكُوْنَ غُصَّةً وَّ شَوْكَةً فِیْ حَلْقِ كُلِّ مُبْتَدِعٍ جُهُوْلٍ:

ترجمہ: آے اللہ (اعلیٰ احضرت) کے علم اور عمل اور خلوص میں برکت ڈال دے، اور آپ کی عمر دراز فرما، یہ بہت بڑے استاد ہیں، اور بہت بڑے عالم ہیں، تانکہ آپکا غصہ ہر جاہل اور بدعتی کے حلق میں کانٹا بن کر چبھتا رہے:

کتبہ:(محمد صالح بن المرحوم العلامة الشیخ الصدیق ،کمال المفتی الاحناف بمکة المکرمة) معارف رضا المجلة السنوی العربیة 1429/2008م ح 1 /ص 12

〈9〉**دلیل:** جَنَابُ الْاُسْتَاذِ الْفَاضِلِ وَالْهُمَامِ الْکَامِلِ شَیْخِیْ وَعُمْدَتِیْ عَلَّامَةُ الزَّمَامِ اَبُو الْمُعَارِفِ مَظْهَرُ الْبُرْهَانِ سَیِّدِیْ وَاُسْتَاذِی الشَّیْخِ اَحْمَدُرَضَاخَانُ مَتَّعَ اللّٰهُ الْوُجُوْدَ بِوُجُوْدِهٖ وَاَدَامَ طُلُوْعَ بَدْرِ اِرْشَادِهٖ فِیْ بُرْجِ سَعُوْدِهٖ:

ترجمہ: جناب استاذ فاضل ہمام کامل میرے عمدہ شیخ علماء کی بنیاد اور ابوالمعارف برھان (دین/آقا علیہ السلام) کے مظہر میرے سردار اور میرے استاد شیخ احمد رضا خان اللہ تعالیٰ آپ کے وجود مبارک سے وجود کو نفع پہنچائے ،اور آپ کے ارشادات کے ستارہ کو اپنی بلندیوں پر قائم ودائم رکھے:

(کتبہ) (عبداللہ بن محمد صدقة بن زینی دحلان الجیلانی ،مکة المکرمہ)
معارف رضا المجلة السنوی العربیة 1429/2008م ح 1 /ص 12

〈10〉**دلیل:** اَلْعَلَّامَةُ الْمُفْرَدُوَالسَّیِّدُالْحِبْرُالْاَمْجَدُشَیْخُنَاالشَّیْخُ اَحْمَدُرَضَاخَانُ

ترجمہ: ہمارے شیخ احمد رضا خان بہت بڑے عالم ہیں، یکتائے زمانہ ہیں، بہت بڑے بزرگ ہیں (محمدجمال بن محمدالأمیربن حسین مفتی مالکیه مکة المکرمة)
معارف رضا المجلة السنوی العربیة 1429/2008م ح 1 /ص 13

〈11〉**دلیل:** سُلْطَانُ الْعُلَمَاءِ الْمُحَقِّقِیْنَ فِی الزَّمَانِ وَاِنَّ کَلَامَهٗ کُلُّهٗ حَقٌّ صَرَاحٌ مَکَانُهٗ مِنْ مُّعْجِزَاتِ نَبِیِّنَا ﷺ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی یَدِهٰذَا الْاِمَامِ اِلَّا هُوَ سَیِّدُنَا وَ مَوْلٰنَا خَاتَمُ الْمُحَقِّقِیْنَ وَ عُمْدَةُ الْعُلَمَاءِ السِّنِیْنَ سَیِّدِیْ اَحْمَدُرَضَاخَانُ مَتَّعَنَااللّٰهُ بِبَقَائِهٖ وَحَمَاهُ مِنْ جَمِیْعِ اَعْدَائِهٖ

ترجمہ: زمانہ میں آپ محققین علماء کے بادشاہ ہیں اور آپکا ہر کلام حق اور بالکل واضح ہے اور نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ مبارک سے اپنے دین متین کی خدمت کرائی، آپ ہمارے سردار ہیں، اور خاتم المحققین ہیں، علماء کرام میں عمدہ ترین ہستی ہیں، آپ کی بقا سے اللہ تعالیٰ ہمیں نفع دے، اور آپ کو دشمنوں سے محفوظ رکھے

(محمدمختاربن عطاردالجاوی ،مکة المکرمة) معارف رضا المجلةالسنوی العربیة 2008/1429م ح1 /ص13

〈12〉**دلیل:** اَلْعَلَّامَةُ النَّحْرِیْرُ وَالْفَهَّامَةُ الشَّهِیْرُ حَامِیُ الْمِلَّةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ الظَّاهِرَةِ وَمُجَدِّدُ الْمِائَةِ الْحَاضِرَةِ اُسْتَاذِیْ وَقُدْوَتِیْ الشَّیْخُ اَحْمَدُ رَضَا خَانُ الْهِنْدِیُ دَامَ مَجْدُهٗ وَعَلَاهٗ

ترجمہ: بہت بڑے علامہ فہمہ شہرت یافتہ، واضح دین محمدی کے حامی اور سو سالہ مجدد میرے استاد اور میرے پیشوا شیخ احمد رضا خان ہندی اور آپ کی بزرگی کے چرچے ہمیشہ رہیں

(حمدان الونیسی الجزائری) معارف رضا المجلةالسنوی العربیة 1429ھج/2008م ح1 /ص13

〈13〉**دلیل:** أَفْضَلُ الْفُضَلَاءِ أَنْبَلُ النُّبَلَاءِ فَخْرُ السَّلَفِ قُدْوَةُ الْخَلَفِ الشَّیْخُ اَحْمَدُ رَضَا خَانُ الْبَرِیْلِوِیُّ عَامَلَهُ اللّٰهُ بِلُطْفِهٖ

ترجمہ: فضیلت حاصل کرنے والوں سے افضل اور بڑے علماء میں سے بڑے عالم اور گزرے ہوئے بزرگوں کے لیے باعث فخر شیخ احمد رضا خان بریلوی اللہ تعالیٰ اپنے مہربانی سے آپ کو باعمل بنائے

(السیدعلوی بن السیداحمدبافقیه العلوی ،الحسینی العلوی المدینة المنوره)

معارف رضا المجلةالسنوی العربیة 2008/1429م ح1 /ص14

〈14〉**دلیل:** اِمَامُ الْأَئِمَّةِ الْمُجَدِّدُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اَمْرُ دِیْنِهَا الْمُوْقِدُ لِنُوْرِ قُلُوْبِهَا وَ یَقِیْنِهَا الشَّیْخُ اَحْمَدُ رَضَا خَانُ بَلَغَهُ اللّٰهُ فِی الدَّارَیْنِ الْقَبُوْلِ وَالرِّضْوَانِ

ترجمہ: اس امت کے اماموں کے بزگ امام جنہوں نے دین کے امر کا حکم دیا اور دین کے علوم سے امت محمدی کے قلوب کو روشن اور یقین محکم والا بنا دیا، جن کا اسم گرامی شیخ احمد رضا خان ہے دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت اور مقام رضا پر فیض کر دیا:

(موسیٰ علی الشافعی الازہری المدنی) معارف رضا المجلۃ السنوی العربیۃ 1429/2008م ح 1/ص 15

〈4〉دلیل: وَیَقُولُ الشَّاعِرُ الکَبِیرُ العَلَّامَۃُ مُحَمَّدٌ اِقبَالُ: کَانَ (الشَّیخُ اَحمَدُ رَضَا خَانُ) عَالِماً ذَکِیًّا، دَقِیقَ الفِکرِ، وَکَانَت لَہٗ مَرتَبَۃٌ رَفِیعَۃٌ فِی التَّفَقُّہِ یَعرِفُ مَوَاہِبَہٗ الاِجتِہَادِیَّۃَ العَالِیَّۃَ مَن یُّطَالِعُ فَتَاوِیَہٗ وَکَانَ نَوَابِغُ الھِندِ، یَصعَبُ عَلَینَا اَن نَّجِدَ فِی الھِندِ فَقِیھًا طَبَّاعًا وَرَجُلًا ذَکِیًّا مِّثلَہٗ فِی عَصرِ المُتَاَخِّرِینَ:

ترجمہ: بہت بڑے شاعر علامہ محمد اقبال نے فرمایا کہ شیخ احمد رضا خان ذہین تر عالم تھے، انتہائی باریک نظر رکھنے والے تھے، فقہ میں آپ کا بہت بڑا مقام تھا، آپ کے فتاوی جات کا گہرا مطالع کرنے سے آپ کے مجتہد ہونے کا علم ہوتا ہے، آپ ہند کے بہت بڑے علم کا خزانہ ہیں، ہندستان میں آپ جیسا ذہین تر مجتہد فقیہ عالم نہیں ملتا، اور آپ متاخرین علماء مجتہدین کی مثل ہیں (آپ ثانی ابوحنیفہ ہیں (علامہ فیض احمد اویسی رحمہ اللہ) (اعلیٰ حضرت کا قلمی جہاد)

معارف رضا المجلۃ السنوی العربیۃ 1429/2008م ح 1/ص 24

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مذکورہ عبارات سے بالکل واضح ہوگیا کہ مسلک احناف اور مسلک شوافع اور مسلک حنابلہ اور مسلک مالکیہ اور مسلک فقہ جعفریہ کے تمام آئمہ کرام کے نزدیک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت بہت بڑے مجتہد فقیہ، اور سو سالہ مجدد اور متقی اور پرہیزگار، اور شیخ کامل اور مکمل، ان بزرگوں کی تائید کو دیکھ کر پھر بھی اگر کوئی آپ کے عظیم فقیہ اور مجتہد اور مجدد ہونے کا انکار کرے

تو یہ اس کی اپنی بدنصیبی اور کم بختی ہے، اور اس کے انکار سے آپ کی شان مبارک میں کوئی کمی نہیں آسکتی اللہ کی بارہ گاہ اقدس میں فقیرانہ التجاء ہے کہ ہمیں آقا نامدار تاجدار کائنات اور فخر موجودات، مقصودِ کائنات، اور چاہت رب ذوالجلال، اور محبوب رب العالمین، سرور عالم کائنات، قاسم خزائین خداوندی، ماکان اور مایکون کا علم رکھنے والے، اور ہم جیسے گنہگاروں کے شفاعت کرنے والے، اور دن اور رات کے گھڑیوں میں اپنی امت کی خاطر گڑگڑانے والے، اور پیاری پیاری مبارک زلفوں والے کے صدقے، اور اہل بیت عظام اور صحابہ کرام اور اولیاء کرام،

اور بالخصوص اپنے کامل اور مکمل پیکر شریعت مرشد گرامی حضرت مبارک صوفی نثار الحق (نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی) قدس سرہ کے صدقے، اور کامل اور اکمل پیکر شریعت مناظرِ اسلام رئیس المدرسین علامہ مفتی عبدالمتین نقشبندی قدس سرہ، اور جمیع بزگان دین اور جمیع اساتذہ کرام کے صدقے ہمیں اپنے اکابرین کی بے ادبی اور گستاخی سے ہمیشہ بچاتا رہے اور ان کے فیوضو برکات ہمارے سینوں میں منتقل کرتا رہے اور دنیاء اور آخرت میں ان عظیم بزگوں کا سائیہ ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے:

آمین بجاہ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

کتبہ

علامہ مفتی محمداکرم نثاری مکی عفی عنہ

پہلا باب

اس باب میں حلال جانوروں کے حرام اور مکروہ تحریمی کے اجزاء کا بیان ہوگا

مسئلہ کی اجمالی صورت

حلال جانوروں میں بائیس اجزاء آیسے ہیں جن کی حلت اور حرمت میں اختلاف ہیں جن میں سے سات منصوص علیہ ہے، اوران سات میں سے ایک جز علی الاتفاق حرام ہے اور وہ خون ہے، اور باقی چھ اجزاء مکروہ ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے، ماسواء غیر مقلدین کے کہ ان کے نزدیک یہ سات اجزء حرام ہیں:

اور پھر مکروہ ہونے میں اختلاف ہے اور اس میں دو مذہب ہیں

بعض کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہیں اور فتویٰ اسی قول پر ہے، اور بعض کے نزدیک یہ مکروہ تنزیہی ہیں اور یہ مرجوح قول ہے، یعنی مکروہ ہونے اور حرام ہونے میں تین مذھب ہیں

پھلا راجح اورقوی مذھب

بعض آئمہ عظام کے نزدیک یہ اجزاء مکروہ تحریمی ہیں اور وہ اجزاء یہ ہیں (1) فرج، (2) خصیہ، (3) غدود، (4) مثانہ، (5) پتہ، (6) ذکر، اور فتویٰ اسی قول پر ہے اور اسی وجہ سے یہ قول راجح اور قوی ہے:

دوسرا مرجوح مذھب

بعض علماء کے نزدیک یہ چھ اجزاء مکروہ تنزیہی ہیں، اور چھ اجزاء یہ ہیں (1) فرج، (2) خصیہ، (3) غدود، (4) مثانہ، (5) پتہ، (6) ذکر، اور اس مذہب کو آئمہ عظام نے لفظ قیل سے بیان کر کے مرجوح قرار دیا ہے:

تیسرا غیر مقلدین کا مرجوح مذہب

غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ یہ سات اجزاء حرام ہیں (1) فرج، (2) خصیہ، (3) غدود، (4) مثانہ، (5) پتہ، (6) ذکر) (7) خون اور اس کے علاوہ سب اجزاء حلال ہیں، اور یہ قیاس شرعی کے منکر ہیں، اس مذہب سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے، کیونکہ یہ تمام مذاہب اسلامیہ کی مخالفت کرتا ہے، اور تمام مذاہب سے جداگانہ مذہب ہے اور کسی امام کی تقلید نہیں مانتے اور آئمہ عظام کے بے حد درجہ کے گستاخ ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے بھی منکر ہیں:

باقی پندرہ اجزاء غیر منصوص علیہ ہیں

اس میں تین مذہب ہیں:

پہلا مذہب: یہ غیر منصوص علیہ اجزاء مکروہ تحریمی ہیں اور فتویٰ اسی قول پر ہے:

دوسرا مذہب: یہ غیر منصوص علیہ اجزاء مکروہ تنزیہی ہیں اور یہ مرجوح مذہب ہے

تیسرا مذہب: غیر مقلدین کے نزدیک یہ غیر منصوص علیہ اجزاء حلال ہیں

راجح اور قوی مذہب

ایک راجح اور قوی مذہب یہ ہے کہ یہ چودہ اجزاء مکروہ تحریمی ہیں:

مرجوح اور کمزور مذہب

دوسرا مرجوح اور کمزور مذہب یہ ہے کہ یہ چودہ اجزاء مکروہ تنزیہی ہیں:

مرجوح اور انتہائی کمزور مذہب

تیسرا مرجوح اور بالکل کمزور مذہب یہ ہے کہ یہ چودہ اجزاء حلال ہیں

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ بائیس اجزء کے حلال اور حرام اور مکروہ تحریمی ہونے میں اختلاف ہے اور اس میں کل سات مذہب بنتے ہیں:

ایک اتفاقی..................پانچ اختلافی

مسئلہ اور مذاہب کی تفصیلی صورت

اتفاقی مذہب

بالاتفاق حلال جانور کا بہنے والا خون حرام ہے

دلیل: اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ ﴿قرآن کریم﴾

ترجمہ: تم پر مردار اور خون حرام قرار دیا ہے: اور امام اعظم فرماتے ہیں خون کی حرمت پر نص وارد ہونے کی وجہ سے میں اس کو حرام قرار دیتا ہوں حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

تکملہ حاشیہ ردالمحتار میں ہے

وَالْمَرْوِیُّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّهٗ قَالَ اَلدَّمُ حَرَامٌ وَاَکْرَهُ السِّتَّةَ فَأَطْلَقَ الْحَرَامَ عَلَی الدَّمِ وَمَاسِوَاهُ مَکْرُوْهٌ لِاَنَّ الْحَرَامَ الْمُطْلَقَ مَاثَبَتَ حُرْمَتُهٗ بِدَلِیْلٍ مَّقْطُوْعٍ بِهٖ وَهُوَالْمُفَسَّرُمِنَ الْکِتَابِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (وَ دَماً مَّسْفُوْحاً) وَانْعَقَدَالْاِجْمَاعُ عَلٰی حُرْمَتِهٖ ،وَاَمَّاحُرْمَةُ مَا سِوَاهُ مِنَ السُّنَّةِ بِدَلِیْلٍ مَّقْطُوْعٍ بِهٖ بَلْ بِالْاِجْتِهَادِاَوْ بِظَاهِرِالْکِتَابِ الْمُحْتَمِلِ لِلتَّاوِیْلِ اَوْلِحَدِیْثٍ فَلِهٰذَااَفْضَلُ فَسُمِّیَ الدَّمُ حَرَاماً وَذَامَکْرُوْهٌ :

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفة رحمه الله فرماتے ہیں خون حرام ہے اور چھ چیزوں کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں اس لیے کہ خون کی حرمت نص صریح سے یعنی دلیل قطعی سے ثابت ہے اس وجہ سے حرام ہے، اور باقی کی حرمت حدیث یا اجتہاد سے ثابت ہے یعنی دلیل ظنی سے ثابت

ہے اس وجہ سے یہ چھ چیزیں مکروہ ہے تکملہ حاشیہ ردالمختار 340/1

ردالمحتار میں ھے

قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ اَلدَّمُ حَرَامٌ وَاَکْرَہُ السِّتَّۃَ وَذَالِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی (حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ) اَلْآیَۃَ فَلَمَّا تَنَاوَلَہُ النَّصُّ قُطِعَ تَحْرِیْمُہٗ ،وَکُرِہَ مَاسِوَاہُ لِاَنَّہٗ مِمَّاتَسْتَخْبِثُہُ الْاَنْفُسُ وَتَکْرَہُہٗ وَھٰذَا الْمَعْنٰی سَبَبُ الْکَرَاھَۃِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ قَالَ فِی الْبَدَائِعِ فِیْ اٰخِرِ کِتَابِ الذَّبَائِحِ وَمَارُوِیَ عَنْ مُّجَاھِدٍ فَالْمُرَادُمِنْہُ کَرَاھَۃُ التَّحْرِیْمَۃِ لِاَنَّہٗ جَمَعَ بَیْنَ السِّتَّۃِ وَبَیْنَ الدَّمِ فِی الْکَرَاھَۃِ:

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں خون حرام ہے اس لیے کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے، اور چھ چیزوں کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں، اس لیے کہ یہ دلیل ظنی سے ثابت ہیں اور اس پر عقلی دلیل یہ ہے کہ انسان کی طبعیت سلیمہ ان خبیث چیزوں کو پسند نہیں کرتی اور اس سبب کی وجہ سے یہ چیزیں مکروہ ہیں اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے اے محبوب علیہ السلام آپ ان پر خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں:

بدائع کے اندر کتاب الذبائح کے آخر میں ہے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے اس لیے کہ کراہت میں خون اور ان چھ چیزوں کو ملا کر (آقا علیہ السلام نے) جمع کر دیا ہے: ردالمحتار 318/29

اتفاقی مذھب

بالاتفاق حلال جانور کے چھ اجزاء مکروہ ہیں:

اختلافی مذھب

بالاتفاق حلال جانور کے چھ اجزاء مکروہ ہیں مگر اختلاف اس میں ہے کہ یہ اجزء مکرووہ تحریمی ہیں

یا مکروہ تنزیہی تو اس میں دو مذہب ہیں:

پہلا مذب راجح اور قوی

اکثر فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ یہ اجزاء مکروہ تحریمی ہیں عنقریب ان شاء اللہ ان کے دلائل آ جائیں گے

درمختار شرح تنویر الابصار میں ھے

کُرِهَ تَحْرِیْماً مِنَ الشَّاةِ سَبْعٌ **ترجمه** بکری کے سات اجزاء مکروہ تحریمی ہے

درمختار شرح تنویر الابصار 2/349

مغنی المستغنی عن سوال المفتی میں ہے

اَلْمَکْرُوْهُ تَحْرِیْماً مِّنَ الشَّاةِ سَبْعاً **ترجمه** بکری کے سات اجزاء مکروہ تحریمی ہیں:

حدیثِ مبارکہ اور اصول فقہ کا مسلم قانون ہے اِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ یعنی حلال اور حرام جب آپس میں متعارض ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح ہوگی یعنی حرام کا چھوڑنا واجب ہوگا، اور اس کی تفصیل اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عنقریب آجائے گی:

دوسرا مرجوح مذهب

بعض بہت کم فقہاء ہیں کہ جنہوں نے ان چھ اجزاء کو مکروہ تنزیہی کہا ہے، اور اس مذہب کو لفظ قیل سے بیان کیا گیا ہے، اور فقہاء عظام کا یہ مسلم قانون ہے کہ مرجوح اور اضعف مذہب کو لفظ قیل سے بیان کیا جاتا ہے:

درمختار شرح تنویر الابصار میں

ان چھ اجزاء کے مکروہ تنزیہی ہونے کو اس طرح بیان کیا ہے کہ وَقِیْلَ تَنْزِیْهاً وَالْاَوَّلُ اَوْجَهُ **ترجمه:** اور بعض فقہاء عظام نے فرمایا کہ بکری کہ چھ اجزاء مکروہ تنزیہی ہیں لیکن پہلا مذہب زیادہ قوی ہے (یعنی فتویٰ پہلے قول پر ہے) درمختار شرح تنویر الابصار 2/349

پندرہ اجزاء کا اختلافی مذہب

مرجوح مذہب

مرجوح مذہب یہ ہے کہ یہ پندرہ اجزاء حلال ہیں، **دلیـــل :** ان کی حرمت کا ثبوت قران اور حدیث میں نہیں ہے اور یہ قیاسی مسئلہ ہے اور یہ وہ مذہب ہے جو قیاس کا منکر ہے جیسے اہل حدیث وغیرہ:

سیداحمدعلی شاہ صاحب 〈آف کراچی〉 کا مرجوح ترین فتویٰ

بعض اہل ہوا بد مذہب اوجھڑی کھانے کوحرام اور نا جائز کہتے ہیں حلانکہ کھانا جائز ہے

دلیل: عَنْ رُوِیَ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ فِیْ اَیَّامِ خِلَافَتِہٖ دَخَلَ السُّوْقَ فَاشْتَرٰی کَرُشاً وَحَمَلَہٗ بِنَفْسِہٖ فَرَاٰہُ عَلِیٌّ مِّنْ بَّعِیْدٍفَتَنَکَّبَ عَنِ الطَّرِیْقِ فَاسْتَقْبَلَہٗ عُمَرُوَقَالَ بِہٖ لِمَ یَتَنَکَّبُ عُمَرُقَالَ عَلِیٌّ حَتّٰی لَاتَسْتَحْیِیَ ؟فَقَالَ وَکَیْفَ اَسْتَحْیِیُ مِنْ مَّاھُوَغِذَائِیْ ...وَکَاَنَّہٗ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِذَاکَانَ عُمَرُلَایَسْتَحْیِیُ مِنَ الْکُرْشِ الَّذِیْ ھُوَغِذَائُکَ فِی الدُّنْیَافَکَیْفَ اَسْتَحْیِیُ عَنْ ذِکْرِالْبُعُوْضِ الَّذِیْ یُعْطِیْکَ غِذَاءَ دِیْنِکَ:

تـرجمه: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے خلافت کے زمانہ میں بازار تشریف لے گئے اور اوجھڑی خریدی اور بذات خود اسے اٹھایا، تو دور سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا اوجھڑی کے اٹھانے سے آپ کو شرم نہیں آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اوجھڑی کے اٹھانے میں میں کیسے شرم کرتا حلانکہ وہ میری غذا ہے:

اس آیت کا مفہوم یہ ہے گویا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب عمر کو اوجھڑی جیسی خسیس چیز کے اٹھانے میں شرم نہیں آتی جو عمر کی دنیا کی غذا ہے تو میں اللہ مچھر جیسی خسیس چیز کے بیان

کرنے میں اپنے ارادے کو کس طرح ترک کر سکتا ہوں حالانکہ وہ ذات تجھے دین کی غذا دیتا ہے

تفسیر کبیر 1 / 487 الناشر دار احیاء التراث العربی/

تفسیر مفاتیح الغیب للرازی 32 / 133 الناشر بیروت

معجم الکبیر میں ھے

عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ حَبِیْبَةَ بِنْتِ سَمْعَانَ عَنْ نَسِیْکَةَ اُمِّ عَمْرِو بْنِ جَلَاسٍ قَالَتْ اِنِّیْ لَعِنْدَ عَائِشَةَ وَقَدْ ذُبِحَتْ شَاةٌ لَّهَا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ یَدِهٖ عَصِیَّةٌ فَاَلْقَاهَا ثُمَّ هَوٰی اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْهِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ هَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ فَانْطَبَخَ عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ :(هَلْ مِنْ غِذَاءٍ ؟فَاَتَیْنَاهُ بِصَحْفَةٍ فِیْهَا خُبْزُ شَعِیْرٍ وَفِیْهَا کِسْرَةٌ وَقِطْعَةٌ مِّنَ الْکُرُشِ وَفِیْهَا الذِّرَاعُ فَاَخَذَتْ قِطْعَةً مِّنَ الْکُرُش وَاِنَّهَا لَتَنْهَشُهَا اِذْقَالَتْ ذَبَحْنَا شَاةً الْیَوْمَ فَمَا اَمْسَکْنَا غَیْرَ هٰذَا قَالَتْ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا اُمْسِکْتِ اِلَّا هٰذَا:

ترجمہ: حضرت ام نسیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی تو ایک بکری کو ذبح کیا گیا تو اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے آپنے اپنا عصا مبارک رکھا اور دو رکعات نماز ادا کی، اور اس کے بعد فرمایا کیا کوئی کھانے کے لیے چیز ہے تو آپ کے سامنے ایک پیالہ رکھا گیا جس میں جو کی روٹی اور اوجھڑی کا ایک کاٹکڑا اور ایک چوڑا تھا حضرت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اوجھڑی کاٹکڑا اٹھا کر کھایا، اور عرض کرنے لگی جو آپ کے پاس سالن پیش کیا ہے صرف یہی بچ گیا تھا (باقی میں نے صدقہ کر دیا) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس (جو گھر میں رکھا) کے علاوہ (جو صدقہ کردیا) جو ہے وہی تیری بچت ہے :

معجم الکبیر 25 / 44 رقم الحدیث 83

تسکین السالکین بتبرکات الصالحین ص 29 مطبوعہ جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی....فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن کراچ

الجواب

شاہ صاحب نے پہلی حدیث سے جو استدلال کیا ہے یہ استدلال باطل ہے اس لیے کہ امام رازی رحمہ اللہ نے اس کو بغیر سند کے بیان کیا ہے، اور امام رازی رحمہ اللہ کا وصال 606ھ میں ہوا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا وصال مبارک محرم الحرام میں 24ھ میں ہوا تو ان دونوں کے درمیان تقریبا پانچ سو سال کا فاصلہ ہے، فلہٰذا یہ معلوم نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کس راوی نے روایت کیا، اس وجہ سے یہ حدیث منقطع السند ہے یعنی بغیر سند کے ہے، کوئی منقطع حدیث محدثین کے نزدیک قابل حجت نہیں ہوا کرتی، اور یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ بغیر سند کے حدیث مردود ہوا کرتی ہے، اور شدت ضعف کی وجہ سے حجت کے طور پر ان جیسی حدیثوں کو پیش نہیں کیا جا سکتا ..حوالاجات ملاحظہ فرمائیں:

تیسیر مصطلح الحدیث میں ھے

حُکْمُہٗ اَلْمُنْقِعُ ضَعِیْفٌ بِالْاِتِّفَاقِ بَیْنَ الْعُلَمَاءِ وَذٰلِکَ لِلْجَھْلِ بِحَالِ الرَّاوِی الْمَحْذُوْفِ

ترجمہ: ڈاکٹر محمود الطحان فرماتے ہیں کہ منقطع السند حدیث کا حکم یہ ہے کہ علماء عظام کے نزدیک بالاتفاق یہ حدیث ضعیف ہے، اور یہ ضعف محذوف راوی کی حالت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہے:

مصطلح الحدیث ص 77 مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

اثر الحدیث میں ھے

وَالْاَصْلُ فِی الْحَدِیْثِ الْمُنْقَطِعِ اَنَّہٗ ضَعِیْفٌ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ لِاَنَّہٗ فَقْدُ شَرْطِ الْاِتِّصَالِ وَلِلْجِھَا لَۃِ بِحَالِ السَّاقِطِ الَّذِیْ لَمْ تُعْرَفْ عَدَالَتُہٗ وَلَا ضَبْطُہٗ، قَالَ الشَّوْکَانِیُّ (وَلَا تَقُوْمُ الْحُجَّۃُ بِالْحَدِیْثِ الْمُنْقَطِعِ:

ترجمہ: محدثین کے نزدیک منقطع السند حدیث کا حکم یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے

کہ اس میں متصل السند کی شرط نہیں پائی جاتی حدیث کے راوی معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کہ نہ اس کی عدالت کا علم ہے اور نہ ہی اس کے تام الضبط ہونے کا علم ہے: امام شوکانی فرماتے ہیں حدیث منقطع کو دلیل کے طور پر پیش کر کے کسی شرعی مسئلہ کو ہرگز ثابت نہیں کر سکتے

اثر علل الحدیث فی اختلاف الفقہاء 1/42

المختصر فی علم الاثر میں ھے

وَالْمُنْقَطِعُ لَایُحْتَجُّ بِہٖ: **ترجمہ:** منقطع السند حدیث کو بطور استدلال پیش نہیں کیا جا سکتا

المختصر فی علم الاثر 1/173

خلاصہ کلام

کلام کا ما حاصل یہ ہوا کہ شاہ صاحب کا اس حدیث سے استدلال باطل ہے فلہذا اوجھڑی کے حلال ہونے کو ثابت کرنے کے لیے کوئی اور حدیث متصل السند لے آئیں ورنہ اپنے قول سے توبہ کریں جو آپ نے عظیم مجتہد فی المسلک اور دیگر محققین علماء عظام کی ایک کثیر جماعت کے متعلق بدگمانی کرتے ہوئے بدمذہب اور اھل ہوئی کا لفظ استعمال کیا ہے:

شاہ صاحب کی دوسری حدیث کا جواب

شاہ صاحب نے جو دوسری حدیث بیان کی ہے وہ سنداً ضعیف ہے اور مجمع الزوائد میں اس حدیث کو اس طرح بیان کیا

عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ حَبِیْبَۃَ بِنْتِ سَمْعَانَ عَنْ نَسِیْکَۃَ اُمِّ عَمْرِوبْنِ جَلَاسٍ قَالَتْ اِنِّی لَعِنْدَعَائِشَۃَ وَقَدْذُبِحَتْ شَاۃٌ لَھَافَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْ یَدِہٖ عَصِیَّۃٌ فَاَلْقَاھَاثُمَّ ھَوٰی اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ ھَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ فَانْطَبَخَ عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ:(ھَلْ مِنْ غِذَاءٍ ؟فَاَتَیْنَاہُ بِصَحْفَۃٍ فِیْھَا خُبْزُشَعِیْرٍوَفِیْھَا کِسْرَۃٌ وَقِطْعَۃٌ مِّنَ الْکَرْشِ وَفِیْھَاالذِّرَاعُ

فَاَخَذَتْ قِطْعَةً مِّنَ الْكَرُشِ وَاِنَّهَا لَتَنْهَشُهَا اِذْقَالَتْ ذَبَحْنَا شَاةً الْيَوْمَ فَمَا اَمْسَكْنَا غَيْرَهٰذَا قَالَتْ يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا أُمْسَكْتِ اِلَّاهٰذَا : رَوَاهُ الطَّبَرَانِىُّ وَفِيْهِ اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مَجْمَعٍ وَهُوَ ضَعِيْفٌ:

ترجمہ: حضرت ام نسیکہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو ایک بکری کو ذبح کیا گیا تو اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے آپنے اپنا عصا مبارک رکھا، اور دو رکعات نماز ادا کی، اور اس کے بعد فرمایا کیا کوئی کھانے کے لیے چیز ہے، تو آپ کے سامنے ایک پیالہ رکھا گیا جس میں جَو کی روٹی اور اوجھڑی کا ٹکڑا اور ایک چوڑا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اوجھڑی کا ٹکڑا اٹھا کر کھایا اور عرض کرنے لگی جو آپ ﷺ کے پاس سالن پیش کیا ہے صرف یہی بچ گیا تھا (باقی میں نے صدقہ کر دیا) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس (جو گھر میں رکھا) کے علاوہ (جو صدقہ کر دیا) جو ہے وہی تمہاری بچت ہے :

اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا اور اس میں ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع ضعیف راوی ہے

مجمع الزوائد 5/44/رقم الحدیث 7986 باب ماجاء فی اللحم الناشر دار الفکر بیروت

شاہ صاحب کی بیان کردہ حدیث میں ابرہیم بن اسماعیل بن مجمع ضعیف راوی ہے جس کی وجہ سے علامہ نورالدین علی بن ابوبکر ھیثمی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے،

مذکورہ حدیث کے راویوں پر تبصرہ

اور اس راوی کو اور محدثین کرام نے بھی ضعیف قرار دیا ہے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں

دلیل: ابوجعفر الطبری لکھتے ہیں

اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مَجْمَعِ بْنِ جَارِيَةِ الْاَنْصَارِى الْمَدَنِىّ رَوٰى عَنِ الزُّهْرِىْ وَغَيْرِهٖ ضَعِيْفٌ (مترجم فی التھذیب والکبیر...وابن ابی حاتم)

ترجمہ: امام زہری اور آپ کے علاوہ محدثین رحمھم اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع بن جاریۃ الانصاری المدنی ضیف راوی ہے: جامع البیان فی تاویل القران 14 / 487...الناشر مؤسۃ الرسالۃ 1420ھ

دلیل: سنن کبری میں ہے اِبْرَاھِیْمُ ضَعِیْفٌ عِنْدَاَھْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِیْثِ **ترجمہ:** اہل علم کے نزدیک حدیث میں ابراہیم ضعیف راوی ہے: سنن کبری للبیھقی 6/181

دلیل: جمع الجوامع او الجامع میں ہے

قَالَ الذَھْبِیُ فِیْهِ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ مَجْمَعٍ ضَعَّفُوْہُ وَقَالَ الْبُخَارِیُ (اِبْرَاھِیْمُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ مَجْمَعٍ) کَثِیْرُالْوَھْم:

ترجمہ: امام ذھبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محدثین رحمھم اللہ نے ابرہیم بن اسماعیل بن مجمع کو ضعیف راوی قرار دیا ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم کثیر الوہم ہے یعنی اس کو وہم کی بہت زیادہ بیماری تھی:

جمع الجوامع او الجامع الکبیر للسیوطی 1/12978 الناشر دار الفکر بیروت

اسی طرح فتح الباری 1 / 456 دار النشر السعودیہ 2142ھ اور فیض القدیر 3 / 381 الناشر دار الفکر العلمیہ بیروت اور سنن ابن ماجہ 1 / 425 الناشر دار افکر بیروت میں بھی ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع الانصاری کو ضعیف قرار دیا گیا ہے

خلاصہ کلام

فلہٰذا مذکورہ تمام مستند حوالاجات سے ثابت ہوگیا کہ شاہ صاحب کی بیان کردہ حدیث میں ابراہیم بن اسماعیل کے راوی ضعیف ہونے کہ وجہ سے یہ حدیث سنداً ضعیف ہے ...اب یہ دیکھتے ہیں آیا کہ حلت یا حرمت کو ثابت کرنے کے لیے حجت کے طور پر سنداً ضعیف حدیث کو پیش کر سکتے ہیں یا نہیں، فقہاء اور محدثین رحمھم اللہ کا اتفاق ہے کہ سنداً ضعیف حدیث کو مع الشرائط صرف از صرف فضائلِ اعمال اور مناقب میں بیان کر سکتے ہیں، حلت اور حرمت کو ثابت کرنے کے لیے

ہر گز ضعیف حدیث کو حجت کے طور پر پیش نہیں کر سکتے..اس پر چند حوالا جات ملاحظہ فرمائیں:

دلیل: مصطح الحدیث میں ہے

حُکْمُ الْعَمَلِ بِهٖ :اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِی الْعَمَلِ بِالْحَدِیْثِ الضَّعِیْفِ، وَالَّذِیْ عَلَیْهِ جُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ اَنَّهٗ یَسْتَحِبُّ الْعَمَلُ بِهٖ فِیْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ لٰکِنَّ بِشُرُوْطٍ ثَلَاثَةٍ:

ترجمہ: حدیث ضعیف پر عمل کرنے میں علماء کا اختلاف ہے اور جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل تین شرطوں کے ساتھ صرف فضائل اعمال میں ہو سکتا ہے:

مصطلح الحدیث ص64 مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور

دلیل: علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

اِنَّهُمْ قَدْ یَرْوُوْنَ عَنْهُمْ اَحَادِیْثَ التَّرْغِیْبِ وَالتَّرْهِیْبِ وَفَضَائِلَ الْاَعْمَالِ وَالْقَصَصِ وَاَحَادِیْثَ الزُّهْدِ وَمَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ وَنَحْوَ ذَالِكَ مِمَّا لَا تَتَعَلَّقُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَسَائِرُ الْاَحْکَامِ وَهٰذَا مِنَ الْحَدِیْثِ یَجُوْزُ عِنْدَ اَهْلِ الْمُحَدِّثِیْنَ وَغَیْرِهِمُ السَّاهِلُ فِیْهِ،وَرِوَایَةُ مَاسِوَا الْمَوْضُوْعِ مِنْهُ وَالْعَمَلُ بِهٖ لِاَنَّ اُصُوْلَ ذَالِكَ صَحِیْحَةٌ مُّقَرَّرَةٌ فِی الشَّرْعِ مَعْرِفَةُ عِنْدَ اَهْلِهٖ وَعَلٰی کُلِّ حَالٍ فَاِنَّ الْاَئِمَّةَ لَا یَرْوُوْنَ عَنِ الضُّعَفَاءِ شَیْأً یَّحْتَجُّوْنَ بِهٖ عَلٰی اِنْفِرَادِهٖ فِی الْاَحْکَامِ:

ترجمہ: محدثین عظام ضعیف راویوں کی روایات کو صرف ترغیب، ترہیب، فضائل اعمال، قصص، زہد اور مکارم اخلاق میں بیان کرتے ہیں، اور احکامات میں ضعیف راویوں کی روایات کو ہر گز بیان نہیں کرتے، اور اس قسم کی احادیث میں ضعیف راویوں سے روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا صحیح ہے اور ان روایات کا بیان کرنا شریعت میں ثابت ہے، ،اور احکام شرع میں جب کوئی ضعیف راوی منفرد ہو تو اس کی روایت کو حجت کے طور پر ہر گز پیش نہیں کر سکتے: شرح صحیح مسلم للنووی 1/21

خلاصہ کلام

کلام کا ماحاصل یہ ہوا کہ شاہ صاحب کی بیان کردہ حدیث میں ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع الانصاری المدنی کے ضعیف ہونے کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے اور دلائل سے بالکل واضح ہوگیا کہ حدیث ضعیف صرف از صرف فضائل اعمال اور ترہیب وترغیب اور مناقب وزہد میں بیان کی جاسکتی ہے، اور حلال وحرام کو ثابت کرنے کے لیے حدیث حسن لغیرہ سے کم نہ ہو فلہٰذا شاہ صاحب کا استدلال اس حدیث سے باطل ہوگیا شاہ صاحب کو چاہیے کہ اوجھڑی کی حلت کو ثابت کرنے کے لیے حدیث حسن لغیرہ لیے آئیں ورنہ اکابرین مجتہدین فی المسلک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور علامہ مفتی وقار الدین اور علامہ فیض احمد اویسی رحمھم اللہ اور دیگر محققین علماء عظام کے بارے میں جو بد مذہب اور اہل ہوا کا لفظ استعمال کیا ہے سچے دل سے توبہ کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اکابرین عظام کی بے ادبی سے بچائے:

نوٹ: 14/01/29 تاریخ میں مفتی حافظ محمد ذیشان (درالعلوم نعیمہ لاہور) کا اوجھڑی کے حلال ہونے پر فتویٰ جاری کیا ہوا ملا، اپنے مؤقف پر مذکورہ شاہ صاحب والی حدیث بیان کی جس کو دلائل سے ثابت کیا جاچکا ہے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے اور حلت یا حرمت کو ثابت کرتے کے لیے حدیث ضعیف قابل حجت نہیں ہوا کرتی، فلہٰذا مفتی صاحب کو چاہیے کہ فتویٰ لکھتے وقت تحقیق سے کام لیں اور اپنے اکابرین اہل سنت والجماعت کے دلائل رد کرنے کے لیے پہلے سوچیں اور سمجھیں:

مؤلف کتاب:

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اتقاء الجنان میں صفحہ 12 پر مفتی علیم صاحب اوجھڑی کے مکروہ

تحریمی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں، اور اتقاء الجنان میں کم از کم مستند اور جید علماء کے 20 سے زائد مع الدلائل فتاویٰ جات اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے پر موجود ہیں، ان سب فتاویٰ جات کی صحیح ہونے کی تصدیق یعنی مکمل تقریظ دار العلوم نعیمہ لاہورے کے عین العلماء فخر الاماثل حضرت قبلہ مفتی محمد عبداللطیف صاحب مجددی جلالی شیخ الحدیث (جامعہ نعیمہ لاہور) نے کی، اور دوسری جانب خود مفتی عبدالعلیم (جامعہ نعیمہ لاہور) فتاویٰ دار العلوم نعیمہ میں اوجھڑی کے حلال ہونے ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں: عجیب بات ہے کہ ایک ہی دار العلوم (نعیمہ لاہور) ہے جب جی چہتا ہے اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں، اور جب جی چاہتا ہے اوجھڑی کے حلال ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں، مہتمم دار العلوم نعیمہ لاہور سے اس فقیر کی گزارش ہے کہ بیٹھ کر ایک متفقہ فیصلہ کرلیں آیا کہ حلال ہونے یا حرام ہونے کا فتویٰ دینا ہے، بدمذاہب لوگ اس چیز کا مذاق کرتے ہیں، یہ بندہ ناچیز بھی اس ادارہ کا ایک طالب علم بن کر عرض کر رہا ہے، اور اگر کوئی دل دکھنے والی بات ہوئی ہے تو معذرت ہے:

خادم العلماء اهل سنت والجماعت فقیر ابو رضوان

محمد اکرم عفی عنه

مدیر اعلیٰ الجامعة الاسلامیه النثاریه یاد گار کالن

پیر سائیں رحمه الله علیه

درالعلوم نعیمیه(لاهور) کا مرجوح ترین فتویٰ
مفتی محمدعلیم سیالوی جامعه نعیمیه لاهور

حلال جانوروں کی اوجھڑی کھانے کاحکم

الجواب هوالموافق للصواب

حلال جانور میں جن اشیاء کے کھانے کو نا جائز قرار دیا ہے ان کی تعداد سات گنوائی

فَالَّذِیْ یُحَرَّمُ اَکْلُهٗ مِنْهُ سَبْعَةٌ (1) الدم المسفوح (2) والذکر (3) والانثیان (4) والقبل (5) والغدة (6) والمثانة (7) والمرارة

1 لِقَوْلِهٖ عَزَّشَانُهٗ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبَاتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ ،،وَهٰذِهِ الْاَشْیَاءُ السَّبْعَةُ مِمَّا تَسْتَخْبِثُهُ الطِّبَاعُ السَّلِیْمَةُ فَکَانَتِ الْحُرْمَةُ رُوِیَ عَنْ مُّجَاهِدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الشَّاةِ الذَّکَرَ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْقُبُلَ وَالْغُدَّةَ وَالْمَرَارَةَ وَالْمَثَانَةَ وَالدَّمَ وَ الْمُرَادُ مِنْهُ کَرَاهَةُ التَّحْرِیْمِی بِدَلِیْلٍ اَنَّهٗ جَمَعَ بَیْنَ الْاَشْیَاءِ السِّتَّةِ وَبَیْنَ الدَّمِ فِی الْکَرَاهَةِ وَالدَّمُ الْمَسْفُوْحُ مُحَرَّمٌ وَالْمَرْوِیُّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ اَنَّهٗ قَالَ الدَّمُ حَرَامٌ وَاَکْرَهُ السِّتَّةَ:

ترجمہ: حلال جانوروں میں جن اشیاء کا کھانا حرام ہے وہ سات اشیاء ہیں (1) دم مسفوح (بہتا خون (2) نر کی شرم گاہ (3) مادہ کی شرم گاہ (4) کپورے (5) غدود (6) مثانہ (7) پتہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے رسول اللہ ﷺ ان کے لیے طیبات کو حلال اور خبیث اشیاء کو حرام فرماتے ہیں ،اوران اشیاء کو طباع سلیمہ خبیث سمجھتے ہیں اس لیے ان کا کھانا جائز نہیں ہے، نیز حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مکروہ جانا بکری اور بکرے کی دونوں کی شرم گاہوں کو کپورے وغدود و پتہ کے ساتھ جمع فرمایا، امام اعظم ابو حنیفة رحمه الله علیه سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا بہتا ہوا خون حرام ہے اور باقی چھ (6) اشیاء کو میں مکروہ جانتا ہوں:

(2) فتاوی عالم گیری میں بھی اشیاء سبع کو شمار کیا گیا ہے کہ ان کا استعمال ناجائز ہے: (3) بدائع الصنائع کی عبارات سے ان چھ اشیاء کی کراہت کی دو وجہیں بیان ہوئی ایک تو طباع سلیمہ کا ان سے اجتناب کرنا، دوسرا رسول اللہ ﷺ کا چھ اشیاء کو دم مسفوح کے ساتھ ملا کر حکم بیان کرنا کوئی بھی شیء مقیس علیہ تب ہی بنے گی جبکہ علت حرمت شرعی ہو نیز اصل اور فرع میں وہ علت مشترکہ ہو: (4) امام اہل سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ میں لکھا کہ اشیاء سبع پر علامہ شمس الدین محمد قہستانی شارح نقایہ، اور علامہ سید احمد مصری محشی درمختار نے دو چیزوں کا اور اضافہ فرمایا نخاع الصلب (حرام مغز) دوسرا گردن کے دو پٹھے، اسی طرح تجنیس کے حوالہ سے دم قلب شاۃ کو شامل کیا: فتاوی رضویہ جلد 8 مطبوعہ امجدیہ کراچی

⟨5⟩ حلیہ کے حوالہ سے لکھاہے

فِی الْحُلِیَّةِ دَمُ قَلْبِ الشَّاةِ نَجَسٌ وَاِلَیْهِ مَالَ صَاحِبُ الْهِدَایَةِ فِی التَّجْنِیْسِ وَفِیْ خِزَانَةِ الْفَتَاوٰی دَمُ الْقَلْبِ نَجَسٌ وَدَمُ الْکَبِدِ وَالطِّحَالِ لَا: **ترجمہ**: ذبح کے بعد بکری کے دل میں جو خون رہ جاتا ہے وہ بھی حرام ہے، صاحب ھدایہ نے بھی تجنیس میں بھی یہی لکھا، فتاویٰ خزانہ میں ہے کہ دم قلب پلید ہے مگر دم کبد اور دم طحال کے حوالہ سے پہلے حرام اشیاء میں حرام قرار دیا گیا تھا جسے فتاوی خزانہ نے رد کر کے عدم پلید کا قول کیا، اسی طرح رحمانیہ کے حوالہ سے دم قلب کو پلید، اور دم کبد اور دم طحال کو خارج کر دیا (6) درمختار نے مرارہ کو مثل بول قرار دیتے ہوئے لکھا مَرَارَةُ کُلِّ رَانٍ کَبَوْلِهٖ **ترجمہ**: ہر جانور کے پتہ کا وہی حکم ہے جو اس کے بول کا ہے، اسی طرح وہ خون جو نطفہ سے رحم میں بنتا ہے جس کو علقہ کہتے ہیں،

فرج وذکرسے اور کرش (اوجھڑی) اور امعاء مثانہ سے اگر خباثت سے زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں، فرج وذکر اگر گزرگاہ بول ومنی ہے تو دبر گزرگاہ سرگین (گوبر) ہے۔

مثانہ اگر معدن بول ہے تو کرش وامعاء (اوجھڑی اوآنتیں سرگین کا مخزن) ان میں سات اشیاء حدیث شریف والی کچھ علماء فقہاء نے نشان دہی کی اور 10 دس کے قریب ان میں اضافہ کیا اور چار کا شمار اعلیٰ حضرت نے فرمایا مگر ان میں علت کو شرعی اور قاضی باقلانی نے علت لغوی قرار دی:

〈اصول〉 اصل سے فرع کی طرف کسی بھی حکم کو متعدی کرنے کے لیے اصول یہ ہے

وَاَن يَّتَعَدّٰى الْحُكْمُ الشَّرعِيُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَيْنِهٖ اِلٰى اَنْوَاعٍ هُوَنَظِيْرُهٗ وَهُوَنَصٌّ فِيْهِ وَهٰذَاالشَّرْطُ وَاِنْ كَانَ وَاحِداتَسْمِيَةً لٰكِنَّهٗ يَتَضَمَّنُ شُرُوْطاًاَرْبَعَةً اَحَدُهَاكَوْنُ الْحُكْمِ شَرْعِيًّالَالُغَوِيًّاوَالثَّانِىْ تَعْدِيَةٌ بِعَيْنِهٖ بِلَاتَغْيِيْرٍ وَّالثَّالِثُ كَوْنُ فَرْعٍ نَظِيْرَالْاَصْلِ لَااَدْوَنَ مِنْهُ اَلرَّابِعُ عَدَمُ وُجُوْدِالنَّصِّ فِى الْفَرْعِ:

ترجمہ: قیاس من جملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے فرع جو اصل کی نظیر ہے اس کے لیے کہ وہ حکم بعینہ متعدی ہور ہا ہو جو نص کے ساتھ اصل کے لیے ثابت ہے، اگر چہ بظاہر یہ ایک شرط ہے مگر ضمناً اپنے اندر چار شرائط لیے ہوئے ہے، (1) حکم شرعی ہونا چاہیے نہ لغوی (2) اصل والا حکم فرع کی طرف بیعنہ متعدی ہور ہا ہو بغیر تغیر وتبدل کے (3) فرع اصل کی نظیر ہو اس سے کم نہ ہو (4) فرع میں کوئی حکم منصوص نہ ہو مذکور اشیاء ستہ کی وجہ کراہت دو اشیاء صاحب بدائع نے ذکر کی، سرکار دو عالم ﷺ کا ان اشیاء کو دم مسفوح کے ساتھ حکم میں جمع کرنا یا پھر طباع سلیمہ کا ان کے استعمال کو مستنکر جاننا،

اصول یہ ھے کہ حکم شرعی علت کی وجہ سے لگتاھے نہ حکمت کی وجہ سے

اَلْاَصْلُ اَنَّهٗ يَفْرُقُ بَيْنَ عِلَّةِ الْحُكْمِ وَحِكْمَتِهٖ فَاِنَّ عِلَّتَهٗ مُوْجَبَةٌ وَحِكْمَتَهٗ غَيْرُمُوْجَبِهٖ كَمَااَنَّ السَّفَرَعِلَّةٌ لِلْقَصْرِوَحِكْمَتَهُ الْمُشَقَّةُ: القواعد الفقیہ 21 قاعدہ 35

ترجمہ: حکم شرعی علت کی وجہ سے لگتا ہے نہ کہ حکمت کی وجہ سے جیسے قصر سفر کی وجہ (علت)

سے نہ کہ حکمت (مشقت) کی وجہ سے اگر جمع کرنا وجہ کراہت ہے تو باقی اشیاء کا حکم غیر معلوم ٹھہرا اور اگر علت کراہت طباع سلیمہ ہو تو یہ امر اضافی ہے عین ممکن ایک شیء کو ایک شخص اچھا نہ جان رہا ہو، مگر دوسرا اسے کسی وجہ سے اچھا قرار دے، ایک علت مستنبطہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے قول سے مل رہی ہے وہ یہ ہے، ان اشیاء کا محل ومقر نجاست ہونا اگر اسے علت مانا جائے تو پھر گردے کو خارج اور حلال قرار دینا کیوں کر صحیح ہوگا؟ گردہ نہ صرف دم مسفوح کی گزرگاہ ہے بلکہ بول کو تقطیر کر کے مثانہ میں پہچانے والا گردہ ہی ہے اور دل مسفوح کو تمام بدن میں جاری رکھنے والا ہے اور ابھی آپ امام اہل سنت کے ارشاد میں اوپر دیکھ آئے کہ بکری کے دل سے نکلنے والا خون حرام ہے اور یہ کھا جائے گا کہ دل کو چیرنے کے بعد دم منجمد کو نکال پھینکا اور دل نے اثر نہ لیا تو اوجھڑی کو ناجائز ومکروہ تحریمی کی وجہ جاتی رہتی ہے جو اس میں ہے اسے نکال پھینکنے اور صاف کر لینے پر طباع مستنکر (پسند) نہیں جانتیں:

وَفِی الْمُحِیْطِ لَابَأْسَ بِاَکْلِ شَعِیْرٍیُوْجَدُ فِیْ بَعْرِالْاِبِلِ وَالشَّاۃِ فَیُغْسَلُ وَیُوْکَلُ بحرالرائق ج8 ص183

ترجمہ: بکری اور اونٹ کی مینگنی سے نکلنے والے جو کو دھو کر کھا سکتے ہو، علت یہ بیان ہوئی کہ نجاست کا اسمیں تداخل نہیں، جو نجاست شعیر کو لگتی ہے دھونے سے زائل ہو گئی، اوجھڑی کو دھو لینے اور سرگین کے اثرات سے صاف کر لینے کے بعد استعمال کیوں نہیں؟

اگرچہ میرا ہمیشہ طریقہ یہی رہا ہے کہ بزرگوں سے منقول مسلک کو ہی راجح سمجھتا ہوں مگر یہ ایسے امور ہیں جنہیں رد نہیں کیا جا سکتا، اگر مزاج سلیمہ ہی کو مصنف بناتا ہے تو جائز کردہ نظر آتا ہے:

فتاویٰ دارالعلوم نعیمیہ لاہور جلد 2 صفحہ 127 نعیمیہ بک سٹال

دارالعلوم نعیمیہ کے جاری کردہ فتوے کاتفصیلی جواب
ازجانب: مدرسہ جامعہ نثارالعلوم یادگار کالن پیر سائیںؒ زندہ ولی ﴿شجاع آباد﴾

﴿1﴾﴿ دارالعلوم نعیمہ ﴿لاہور﴾ دعویٰ

بکری کے دل سے نکلنے والا خون حرام ہے اور یہ کہا جائے گا کہ دل کو چیرنے کے بعد دم منجمد کو نکال پھینکا اور دل نے اثر نہ لیا تو اوجھڑی کو ناجائز ومکروہ تحریمی کی وجہ جاتی رہتی ہے، جو اس میں ہے اسے نکال پھینکنے اور صاف کر لینے پر طباع مستنکر نہیں جانتیں

جواب دعویٰ

﴿ازجانب: الجامعہ الاسلامیہ النثاریہ مدرسہ یاد گار کالن پیرسائیںؒ﴾

یہ مسلم قانون اور حکم شرعی ہے کہ حلال جانور کو ذبح کرنے کے بعد اور دل کو چیرنے کے بعد جو خون بہ گیا اور رگوں سے خون نکل گیا، اور اس کے بعد جو خون دل میں یا دل پر گوشت میں یا گوشت پر رگوں میں یا رگوں پر موجود ہے وہ خون پاک ہے اور معاف ہے، اور اس خون کی دل اور گوشت اور رگوں میں سرایت کرنے کی وجہ سے گوشت اور دل اور رگیں نجس نہیں ہوتی بلکہ پاک ہی رہتی ہیں اس لیے کہ پاک چیز اگر پاک میں مل جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہوا کرتی، اور اسی طرح مچھلی اور شہید کا خون شہید کے حق میں پاک ہے، فلھذا مفتی صاحب کا اس جیسے خون کو نجس سمجھ لینا یا شریعت نے جو معاف کر دیا ہے اس کا نا جاننا یہ آپ کا تسامح ہے:

اور اوجھڑی سے گندگی نکالنے کے بعد جو گندگی باقی ہے وہ بھی پیشاب ہے اور پیشاب ہر صورت میں پلید (نجس) ہے، فقہاء نے خون کی تصریح کردی کہ ذبح کے بعد دل چیرنے

کے بعد، اور رگوں سے خون بہ جانے کے بعد جو خون باقی وجود میں رہ گیا ہے وہ پاک ہے اور معاف ہے اگرچہ اس خون کی وجہ سے ہانڈی سرخ ہی کیوں نہ ہو جائے:
لیکن گندگی نکالنے کے بعد معدن (مرکز گندگی) گندگی میں جو گندگی باقی رہ گئی ہے اس کے پاک ہونے یا معاف ہونے کی کوئی تصریح نہ حدیث پاک میں ملی اور نہ ہی فقہاء کی عبارات میں ملی بلکہ صریح دلیل ظنی حدیث پاک سے معدن گندگی میں گندگی کے مکس ہو جانے کی وجہ سے مثانہ کے مکروہ تحریمی ہونے کی تصریح ملی، اور عقل بھی اسی بات کا تقاضہ کرتی ہے اس لیے کہ نجس چیز جس میں مکس ہو جائے وہ بھی نجس ہو جاتی ہے، اور اسی علت جزیہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اور علماء کی ایک کثیر جماعت نے اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ جاری کیا، اور اہل اللہ کی شان یہی ہوتی ہے کہ ہر مشتبہ چیز سے بچتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس سے بچنے کی نصیحت فرماتے ہیں:

مذکورہ مؤقف پر چند دلائل ملاحظہ فرمائیں

دلیل: الاشباہ و النظائر فقہ حنفی میں ہے:

اَلـدِّمَاءُ کُلُّهَا نَجِسَةٌ اِلَّا: دَمُ الشَّهِيْدِ وَالدَّمُ الْبَاقِیُ فِی اللَّحْمِ الْمَهْزُوْلِ اِذَاقُطِعَ وَالْبَاقِیُ فِی الْعُرُوْقِ وَالْكَبِدِ وَالطِّحَالِ وَدَمُ قَلْبِ الشَّاةِ وَمَالَمْ يَسَلْ مِنْ بَدْنِ الْاِنْسَانِ عَلَی الْمُخْتَار وَدَمُ السَّمَكِ:

وضاحت: خون کی چند قسموں کے علاوہ باقی سب قسمیں نجس ہیں مندرجہ ذیل قسمیں پاک ہیں شہید کا خون، ذبح کے بعد جو خون گوشت میں باقی رہ جائے، اور رگوں اور دل اور جگر اور طحال میں جو خون بہنے کے بعد باقی رہے جائے تو وہ بھی پاک ہے، اور بکری کے دل کا خون منجمد خون پھینکنے کے بعد) اور (انسان کا خون جبتک بہ نہ اور مچھلی کا خون، فتویٰ اسی قول پر ہے:

الاشباہ والنظائر جلد 1 صفحہ 189 باب کتاب الطہارۃ

دلیل: الجوھرۃ النیرۃ میں ہے

(قَوْلُهٗ کَالدَّمِ)یَعْنِی الْمَسْفُوْحَ اَمَّاالَّذِیْ یَبْقٰی فِی اللَّحْمِ بَعْدَالذَّکَاۃِ فَھُوَطَاھِرٌ وَعَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ اَنَّهٗ مَعْفُوٌّعَنْهُ فِی الْاَکْلِ وَلَوِاحْمَرَّتْ مِنْهُ الْقِدْرُوَلَیْسَ بِمَعْفُوٍّعَنْهُ فِی الثِّیَابِ وَالْاَبْدَانِ لِاَنَّهٗ لَایُمْکِنُ الْاِحْتِرَازُمِنْهُ فِی الْاَکْلِ وَیُمْکِنُ فِیْ غَیْرِہٖ ،وَکَذَالِكَ دَمُ الْکَبِدِ وَالطِّحَالِ طَاھِرٌحَتّٰی طُلِیَ بِهٖ الْخُفُّ لَایَمْنَعُ الصَّلَاۃَ وَاِنْ کَثُرَ،وَدَمُ السَّمَكِ طَاھِرٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَمُحَمَّدٍلِاَنَّهٗ اُبِیْحَ اَکْلُهٗ بِدَمِهٖ لَایُزَکّٰی وَلَوْکَانَ نَجِساًلَمَااُبِیْحَ اَکْلُهٗ اِلَّا بَعْدَ سَفْحِهٖ ،وَدَمُ الشَّھِیْدِطَاھِرٌفِیْ حَقِّ نَفْسِهٖ نَجْسٌ فِیْ حَقِّ غَیْرِہٖ اِلٰی مَادَامَ عَلَیْهِ فَھُوَطَاھِرٌ وَلِھٰذَا لَایُغْسَلُ عَنْهُ فَاِذَانْفَصَلَ عَنْهُ کَانَ نَجِساًحَتّٰی اِذَااَصَابَ ثَوْبَ اِنْسَانٍ نَجَّسَهٗ، وَالدُّوْدَۃُ الْخَارِجَةُ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ نَجِسَةٌ لِاَنَّھَامُتَوَلِّدَۃٌ مِّنَ النَّجَاسَةِ وَالْخَارِجَةُ مِنَ الْجُرْحِ طَاھِرَۃٌ لِاَنَّھَامُتَوَلِّدَۃٌ مِنَ اللَّحْمِ وَھُوَطَاھِرٌ:

وضاحت: خون سے مراد بہنے والا خون ہے، بہر حال وہ خون جو ذبح کرنے کے بعد گوشت میں رہ جاتا ہے وہ پاک ہے، قاضی القضاء حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ذبح کرنے کے بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے وہ کھانے میں معاف ہے اگر چہ ہانڈی خون کی وجہ سے سرخ ہی کیوں نہ ہو جائے :اس لیے کہ اس خون سے بچنا مشکل ہوا کرتا ہے، اگر یہ خون کپڑوں اور جسم پر لگ جائے تو معاف نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس صورت میں اس خون سے بچنا مشکل نہیں ہے، اور اسی طرح جگر اور طحال کا خون پاک ہے حتیٰ کہ اگر موزہ اسے تر ہو گیا اگر چہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو تو اس کے ساتھ نماز ادا کر سکتے ہیں:

﴿مسئلہ﴾ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مچھلی کا خون پاک ہے، اس لیے کہ اس کو مع خون کھایا جاتا ہے، اگر یہ پاک نہ ہوتا تو بغیر ذبح کے مچھلی حلال نہ ہوتی

〈مسئلہ〉 شہید کا خون شہید کے حق میں پاک ہے اور دوسروں کے حق میں نجس ہے، یعنی خون جبتک شہید کے جسم پر لگا رہتا ہے تو وہ پاک ہے، اسی وجہ سے شہید کو غسل نہیں دیا جاتا، اور جب یہ شہید کے جسم مبارک سے جدا ہو جائے تو اس کے نجس ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے حتی کہ اگر یہ کسی اور کے جسم پر لگ جائے تو اس کا جسم نجس ہو جائے گا:

〈مسئلہ〉 اگر پیشاب کے دونوں راستوں سے کیڑا نکلا تو وہ کیڑا نجس ہوگا اس لیے کہ اس کیڑے کی پیدائش اور پرورش گندگی (نجاست) میں ہوئی ہے، اور گندگی نجس ہے، اور اگر یہ کیڑا زخم سے نکلا تو وہ کیڑا پاک ہوگا اس لیے کہ اس کی پیدائش گوشت سے ہوئی ہے اور گوشت پاک ہے:

الجوهرة النيرة جلد 1 صفحه 148/147 باب الانجاس

دلیل: فتوی عالم گیری میں ہے

وَمَا يَبْقٰى مِنَ الدَّمِ فِيْ عُرُوْقِ الذَّكَاةِ بَعْدَ الذَّبْحِ لَايُفْسِدُ الثَّوْبَ وَاِنْ فَحِشَ كَذَافِيْ فَتَاوٰى قَاضِيْ خَانْ وَكَذَا الدَّمُ الَّذِيْ يَبْقٰى فِي اللَّحْمِ لِاَنَّهٗ لَيْسَ بِمَسْفُوْحٍ هٰذَافِيْ مُحِيْطِ سَرَخْسِيْ دَمُ الْكَبِدِ وَ الطِّحَالِ لَيْسَ بِنَجِسٍ كَذَافِيْ خِزَانَةِ الْفَتَاوٰى

وضاحت: 〈مسئلہ〉 ذبح کرنے کے بعد جو خون رگوں میں رہ جاتا ہے اس خون سے کپڑے پلید (نجس) نہیں ہوتے اگر چہ وہ خون زیادہ ہی کیوں نہ ہو، اور یہ مسئلہ فتاویٰ قاضی خان میں بھی موجود ہے:

〈مسئلہ〉 اور اسی طرح وہ خون جو ذبح کے بعد گوشت میں رہ جاتا ہے اس سے بھی کپڑا پلید (نجس) نہیں ہوتا اگر چہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ یہ بہنے والا خون نہیں ہے:

〈مسئلہ〉 جگر اور طحال کے خون سے بھی کپڑا نجس نہیں ہوتا اس لیے کہ یہ خون نجس نہیں ہے اور یہ مسئلہ محیط سرخسی اور خزانۃ الفتاوی میں موجود ہے:

فتاوی عالم گیری جلد 1 صفحہ 46 الباب الثانی فی الاعیان

دلیل: علامہ وَهْبَةُ الزُّحَيْلِی اپنی کتاب اَلْفِقْهُ الْإِسْلَامِيَهُ وَادِلَّتُهٗ میں لکھتے ہیں

وَيُعْفٰى عَنِ الدَّمِ الْبَاقِيْ فِيْ عُرُوْقِ الْحَيَوَانِ الْمُذَكّٰى الْمَذْبُوْحِ لِتَعَذُّرِ الْإِحْتِرَازِ عَنْهُ وَعَنْ دَمِ الْكَبِدِ وَالطِّحَالِ وَالْقَلْبِ لِاَنَّهٗ دَمٌ غَيْرُ مَسْفُوْحٍ: وَعَنْ دَمِ الشَّهِيْدِ فِيْ حَقِّهٖ وَاِنْ كَانَ مَسْفُوْحاً:

وضاحت :﴿مسئلہ﴾ جانور کو ذبح کرنے کے بعد جو خون رگوں میں رہ جاتا ہے تو وہ معاف ہے، اس لیے کہ اس خون سے بچنا بہت زیادہ مشکل ہے، اور جگر اور طحال اور دل کا خون بھی معاف ہے، اس لیے کہ یہ بہنے والا خون نہیں ہے، شہید کا خون اس کے حق میں پاک ہے اگر چہ یہ خون بہنے والا ہی کیوں نہ ہو: الفقہ الاسلامیہ وادلتہ جلد 1 صفحہ 278 الناشر دار الفکر سوریہ /دمشق

دلیل: اللقاء الشہری میں ہے

اَمَّا بَعْدَ اَنْ تَخْرُجَ رُوْحُهَا فَالدَّمُ طَاهِرٌ فَاِذَا اَصَابَ الْإِنْسَانَ مِنْهَا دَمٌ بَعْدَ سَلْخِهَا فَهُوَ طَاهِرٌ وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَّغْسِلَ لَا مِنْ ثَوْبِهٖ وَلَا بَدَنِهٖ ،مَا حُكْمُ الدَّمِ الَّذِيْ يَكُوْنُ فِي الْقَلْبِ؟ طَاهِرٌ

وضاحت :﴿مسئلہ﴾ جسم سے روح نکلنے کے بعد جو خون جسم میں باقی رہ جاتا ہے وہ پاک ہے اور یہ خون اگر جسم اور کپڑوں پر لگ جائے تو جسم اور کپڑوں کا دھونا ضروری نہیں ہے:

﴿مسئلہ﴾ جانور کو ذبح کرنے کے بعد جو خون دل میں رہ جاتا ہے وہ پاک ہے:

اللقاء الشہری 3/98

دلیل: علاء الدین سمرقندہ رحمہ اللہ متوفی 539ھ لکھتے ہیں

ثُمَّ اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَسَّرَ هٰذَا وَ قَالَ الدَّمُ حَرَامٌ لِلنَّصِ الْقَاطِعِ وَاَمَّا الْحُكْمُ فِي السَّبْعَةِ فَمَكْرُوْهٌ لِاَنَّهٗ مِمَّا لَا تَسْتَحْسِنُهُ الْاَنْفُسُ وَ اَنَّهٗ اَرَادَ بِهٖ الدَّمُ الْمَسْفُوْحُ فَاَمَّا دَمُ الْكَبِدِ وَالطِّحَالِ

وَدَمُ اللَّحمِ فَلَیسَ بِحَرَامٍ

وضاحت: حدیث پاک میں جن سات چیزوں کو مکروہ قرار دیا ہے ان کی تفسیر امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ خون حرام ہے اس لیے کہ یہ نص قطعی سے ثابت ہے، اور یہ سات چیزیں مکروہ ہیں، اس لیے کہ قلب سلیم ان چیزوں کو پسند نہیں کرتا: اور خون سے مراد بہنے والا خون ہے (مسئلہ) جگر اور طحال اور گوشت کا خون حرام نہیں ہے: تحفۃ الفقہاء جلد 3 صفحہ 69 مکان النشر بیروت

خلاصہ کلام

مذکورہ مستند حوالہ جات سے یہ مسئلہ مکمل طور پر واضح ہوگیا کہ جانور کو ذبح کرنے کے بعد اور دل کو چیرنے کے بعد جو خون دل اور جگر اور رگوں اور گوشت میں باقی رہ جاتا ہے، ایک قول کے مطابق پاک ہے، اور پکانے میں ہانڈی کا رنگ خون کی وجہ سے سرخ ہی کیوں نہ ہو جائے تب بھی ہانڈی نجس نہیں ہوتی، اور دوسرے قول کے مطابق یہ خون معاف ہے، اور اس میں شریعت نے ہمیں اجازت دی ہے کیونکہ اس سے بچنا ناممکن ہے، اور شہید کا خون اس کے حق میں مُطلَقاً (بہنے والا ہو یا نہ ہو) پاک ہے:

﴿مسئلہ﴾ اور اسی طرح مچھلی کا خون بھی مطلقاً پاک ہے:

فلہٰذا دارالعلوم نعیمیہ کے مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ دل چیرنے کے بعد منجمد خون کو پھینکنے کے بعد دل نے خون کا اثر نہ لیا اس کے باوجود دل پاک رہا، یہ دعویٰ باطل ہوگیا اس لیے کہ دل سے خون نکل جانے کے بعد جو خون رہ گیا وہ پاک اور معاف ہے: اور اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ خون کی بعض قسمیں پاک ہیں اور پیشاب کی کوئی قسم بھی پاک نہیں ہے پیشاب ہر حال میں نجس ہے اور طبعیت سلیمہ بھی اس چیز کا تقاضہ کرتی ہے، اور شریعت مطہرہ بھی اس کا تقاضہ کرتی ہے، اور طبعیت سلیمہ خون کی بنسبت پیشاب سے زیادہ نفرت کرتی ہے، کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ بعض صورتوں میں خون پاک ہے جیسے دل اور جگر اور رگیں اور گوشت میں ذبح کے بعد جو خون رہ جائے اور شہداء کرام اور انبیاء علیہم السلام کا خون مطلقا پاک ہے، لیکن پیشاب ہر طرح سے

نجس ہے صرف ازصرف انبیاء علیہم السلام کا پیشاب ہمارلیے پاک ہے، وران نفوس قدسیہ کے حق میں موجب حدث ہے، تو یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ مذکورہ خون کی قسمیں پاک ہیں، اور مفتی صاحب اس جیسی خون کی قسم (دم منجمد کو نکال پھینکا اور دل نے اثر نہ لیا) کو نجس سمجھ بیٹھے اور اس کو مقیس علیہ بنا کر اوجھڑی کو حلال سمجھ بیٹھے، حلانکہ مسلم قانون ہے کہ نجس کو حلت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اور حقیقت یہ ہے کہ اوجھڑی میں گندگی ہوتی ہے اور اس کو نکالنے بعد بھی جو پیشاب اس کے اندر مکس ہو جاتا ہے، اور اس پر لگا رہتا ہے وہ بھی نجس ہے، اور (جس طرح ذبح کے بعد اور دل چیرنے کے بعد، اور دم مسفوح کے بعد بقیہ خون دل اور گوشت میں اثر اور سرایت کرتا ہے) وہ اوجھڑی اور سرگین کی ہر ہر جزو میں موجود ہوتا ہے، تو مفتی صاحب نے اس ناپاک قسم کو پاک خون پر قیاس کیا، تو مفتی صاحب کا یہ قیاس مفتی صاحب کے بیان کردہ اصول (کوئی بھی شیء مقیس علیہ تب ہی بنے گی جبکہ علت حرمت شرعی ہو نیز اصل اور فرع میں وہ علت مشترکہ ہو) کے مطابق باطل ہوگیا، اور بقول مفتی صاحب کے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے جن چیزوں کو مکروہ تحریمی فرمایا ہے ان میں علت لغوی ہے اور قیاس کرنے کے لیے علت شرعیہ کا ہونا ضروری ہے اور خود اس مسئلہ کو دل پر جو خون لگ گیا اور دل میں جو رہ گیا، اس مسئلہ پر قیاس کیا حلانکہ دل میں اور گوشت میں جو خون رہ جائے اس کا حلال یا معاف ہونا حکم شرعی ہے،

فلہٰذا مفتی صاحب کے اس قول کے مطابق بھی (اگرچہ نفس الامر میں مفتی صاحب کا فرمان باطل ہے) یہ قیاس باطل ہوگیا،

خلاصہ کلام

مذکورہ دلائل سے ایک مسئلہ یہ بھی ملا ہے کہ اگر کیڑا پیشاب کے کسی راستے سے نکلا تو وہ کیڑا نجس ہے یعنی ناپاک ہے اس لیے کہ اس کی پیدائش اور پرورش گندگی میں ہوئی ہے، اور اسکے ہر ہر حصہ میں نجاست موجود ہے، اگر گندگی میں پیدا ہونے والا اور پرورش پانے والا کیڑا حلال نہیں

ہوسکتا تو جس ڈھیر میں کئی برس گندگی رہی، اور اس کی ایک ایک جز میں نجاست ریزہ ریزہ ہوکر اس میں مکس ہوگئی، اور ایک ایک حصہ میں سرایت کرگئی تو اس ڈھیر (اوجھڑی) کو برملا کس قانون سے حلال اور جائز کیا جاسکتا ہے:

فلہٰذا ماننا پڑے گا کہ جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور علماء کی ایک کثیر جماعت نے اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے پر فتویٰ دیا یہی اقویٰ اور غالب قول ہے مزید تفصیل ان شاء اللہ آگے آجائے گی۔

کتبہ: م، م، م وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

﴿2﴾ دارالعلوم نعیمہ ﴿لاھور﴾ دعویٰ

وَفِی الْمُحِيْطِ لَابَأْسَ بِاَكْلِ شَعِيْرٍ يُوْجَدُ فِیْ بَعْرِ الْاِبِلِ وَالشَّاةِ فَيُغْسَلُ وَيُؤْكَلُ

بحرالرائق ج8 ص183

﴿مسئلہ﴾ بکری اور اونٹ کی مینگنی سے نکلنے والے جَو کو دھو کر کھا سکتے ہو، علت یہ بیان ہوئی کہ نجاست کا اسمیں تداخل نہیں، جو نجاست (شعیر) کو لگی تھی دھونے سے زائل ہوگئی اوجھڑی کو دھو لینے اور سرگین کے اثرات سے صاف کر لینے کے بعد استعمال کیوں نہیں؟

اگر چہ میرا ہمیشہ طریقہ یہی رہا ہے کہ بزرگوں سے منقول مسلک کو ہی راجح سمجھتا ہوں مگر یہ ایسے امور ہیں جنہیں رد نہیں کیا جاسکتا اگر مزاج سلیمہ ہی کو مصنف بنا تا ہے تو جائز کردہ نظر آتا ہے

جوابِ دعویٰ

ازجانب: دارالعلوم نثاریہ یادگار کالن پیر سائیں رحمہ اللہ

مفتی صاحب کا دعویٰ کئی وجوہات کی بنا پر محل نظر ہے اور اس میں کلام ہے

دعویٰ کے باطل ہونے پر دلائل

﴿1﴾ دلیل: مفتی صاحب کے دعویٰ کے باطل ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ مفتی صاحب کا

دعویٰ ہے کہ فقہاء اور اعلیٰ حضرت رحمہم اللہ نے قیاس کے ذریعے جن دس چیزوں کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ دیا ہے ان مسائل کو مقیس بنانا درست ہی نہیں ہے، اس لیے کہ ان میں علت لغوی پائی جاتی ہے، اور قیاس کرنے کے لیے علت شرعیہ کا ہونا ضروری ہے تو مفتی صاحب کے اس اپنے دعویٰ کے مطابق (اگر چہ حقیقت میں مفتی صاحب کا دعویٰ باطل ہے) اس مسئلہ (اوجھڑی) کو مقیس بنا کر بکری اور اونٹ کی مینگنی میں جَو پر قیاس کرنے کا دعویٰ واضح طور پر باطل ہو گیا اس لیے کہ مقیس علیہ، اور مقیس کے درمیان مناسبت ہی نہیں ہے کیونکہ مقیس علیہ میں نجاست سخت ہے جوشی میں مکس نہیں ہوتی اور مقیس میں نجاست نرم جوشی میں مکس ہو جاتی ہے:

〈2〉**دلیل :** مفتی صاحب کے دعویٰ کے باطل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ جَو کا دانہ دھونے سے پاک اس لیے ہو جاتا ہے کہ بکری اور اونٹ کی مینگنی سخت ہوتی ہے سخت ہونے کی وجہ سے اس کی نجاست جَو کے دانہ اندر مکس نہیں ہوتی تو مفتی صاحب کے اس فتویٰ کے مطابق میرا سوال یہ ہے کہ کیا اوجھڑی اور مثانہ میں جو نجاست موجود ہے وہ سخت ہے یا نرم، معدہ میں سخت تو ہو ہی نہیں سکتی ورنہ معدہ کا نظام خراب ہو جائے گا، اور اگر نرم ہے تو اوجھڑی اور مثانہ سے گندگی نکالنے کے بعد جو گندگی اس پر لگی ہوئی ہے اس کی سرایت اوجھڑی اور مثانہ میں موجود ہے یا نہیں، اگر ہے تو دھونے سے مثانہ اور اوجھڑی پاک ہو سکتے ہیں یا نہیں، عقل سلیم کے مطابق یا دونوں پاک ہونگے یا دونوں نہیں، مثانہ تو دھونے سے پاک نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس کی حرمت نص سے ثابت ہے، اور اگر نص سے ثابت نہ بھی ہوتا تب بھی اس کا حکم یہی ہوتا اس لیے کہ طبعیت سلیمہ بھی اسے نفرت کرتی ہے اس کی مثالیں ہدایہ شریف میں بہت ساری ملتی ہے

برهان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر 〈متوفی 593ھ〉 رحمه الله علیه فرماتے هیں

وَالنَّوْمُ مُضْطَجِعاً اَوْمُتَّکِأً اَوْمُسْتَنِداًاِلٰی شَیْءٍ لَوْاُزِیْلَ لَسَقَطَ لِاَنَّ الْاِضْطِجَاعَ سَبَبٌ لِاِسْتِرْخَاءِ الْمَفَاصِلِ فَلَایَعْرِیْ عَنْ خُرُوْجِ شَیْءٍ عَادَةً وَالثَّابِتُ عَادَةً کَالْمُتَیَقَّنِ بِهٖ :

وضاحت:(مسئلہ) کروٹ پر سوکر جو نیند کی جائے یا کسی ایسی چیز کے ساتھ سہارہ لگا کر نیند کی جائے کہ اگر اس چیز کو ہٹا دیا جائے تو وہ گر پڑے تو دونوں صورتوں میں وضوء ٹوٹ جائے گا، اس پر دلیل یہ ہے کہ ان حالتوں میں جوڑ ڈیھلے ہوجاتے ہیں اور عادتاً شئی (ہوا) کا خروج ان حالتوں میں ممکن ہوا کرتا ہے، اور اصول یہ ہے کہ جو چیز عادت کے طور پر ثابت ہو وہ یقینی ہوا کرتی ہے:

وَالْاِغْمَاءُ عَلَی الْعَقْلِ بِالْاِغْمَاءِ وَالْجُنُوْنِ لِاَنَّہٗ فَوْقُ النَّوْمِ مُضْطَجِعاً فِی الْاِسْتِرْخَاءِ وَالْاِغْمَاءُ حَدَثٌ فِی الْاَحْوَالِ کُلِّھَا وَھُوَ الْقِیَاسُ فِی النَّوْمِ اِلَّا اَنَّا عَرَفْنَاہُ بِالْاَثَرِ:

وضاحت:(مسئلہ) اگر عقل پر بہوشی اور جنون غالب آجائیں تو اسے بھی وضوء ٹوٹ جائے گا، اس پر دلیل یہ ہے کہ نیند سے بڑھ کر اغماء اور جنون کی حالت میں اعضاء کے اندر ڈیھلا پن پائندہ ہوجاتا ہے یعنی جس میں اعضاء کا ڈیھلا پن کم پایا جاتا ہے اگر اسے وضوء ٹوٹ سکتا ہے تو جس میں اعضاء کا ڈیھلا پن زیادہ پایا جاتا ہے تو اسے تو بدرجہ اولیٰ وضوء ٹوٹ سکتا ہے، مگر قیاس شرعی پائے جانے کے باوجود اس مسئلہ کو ہم نص سے ثابت کرتے ہیں کیونکہ نص قیاس پر مقدم ہوا کرتی ہے، اور اگر یہ نص وارد نہ بھی ہوتی تب بھی قیاس شرعی کے مطابق اغماء اور جنون سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ البدایة شرح الهدایة جلد 1 صفحه 15 المکتبه الاسلامیه

ان دونوں مسئلوں کو ذہن نشین کرنے کے بعد ہم اپنے اصل موضوع کی طرف جاتے ہیں کہ مثانہ تو دھونے سے پاک ہو ہی نہیں سکتا، اس سے بڑھ کر نجاست اوجھڑی میں پائی جاتی ہے، جس طرح مثانہ کے اندر نجاست کی رطوبت مکس ہوجاتی ہے، اسی طرح اوجھڑی کے اندر بھی نجاست کی رطوبت مکس ہوجاتی ہے جس طرح مثانہ کے اندر نجاست کی رطوبت کے مکس ہونے کے وجہ سے طبعیت سلیمہ نفرت کرتی ہے تو اسی طرح اوجھڑی میں بھی نجاست کبریٰ کی رطوبت کے مکس

ہونے کی وجہ سے طبعیت سلیمہ کئی درجے زیادہ نفرت کرتی ہے،

فلہٰذا اگر نر اور مادہ کی شرم گاہیں اور مثانہ دھونے سے پاک نہیں ہو سکتے تو بدرجہ اولیٰ قیاس شرعی کے مطابق اوجھڑی بھی دھونے سے پاک نہیں ہو سکتی، اور نر اور مادہ کی شرم گاہیں اور مثانہ کی طرح اوجھڑی بھی مکروہ تحریمی ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ اس جگہ مقیس اور مقیس علیہ میں علت جامعہ مشترکہ پائی جاتی ہے،

فلہٰذا مفتی صاحب کا اس مسئلہ کو مینگنی میں پائے جانے والے دانے کہ نجس نہ ہونے پر قیاس کرنا باطل ہو گیا کیونکہ مقیس میں نجاست نرم ہے اور قابل سرایت ہے اور مقیس علیہ میں نجاست (مینگنی) سخت ہے اور اصول یہ ہے کہ مقیس علیہ اور مقیس میں علت کا جامع اور مشترک ہونا ضروری ہے:

کتبہ.........م،م،م والله ورسوله اعلم بالصواب

〈3〉دلیل : مفتی صاحب کے دعویٰ کے باطل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مفتی صاحب نے بحر الرائق کی آدھی عبارت نقل کی ہے جہاں سے اپنا باطل دعویٰ بیان فرمایا ہے، اور اگر مسئلہ کی ساری عبارت نقل کر دیتے تو مفتی صاحب کے مسئلہ کی حقیقت ظاہر ہو جاتی اور دعویٰ کا بطلان بالکل واضح ہو جاتا اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا مسئلہ سورج کی طرح واضح اور روشن ہو جاتا، اب پورے مسئلہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ (متوفی970ھ) **لکھتے ہیں**

وَفِی الْمُحِیْطِ لَابَأْسَ بِاَکْلِ شَعِیْرٍیُّوْجَدُفِیْ بَعْرِالْاِبِلِ وَالشَّاۃِ فَیُغْسَلُ وَیُؤْکَلُ وَاِنْ فِیْ اَخْثَاءِ الْبَقَرِوَرَوْثِ الْفَرَسِ لَایُؤْکَلُ لِاَنَّ الْبَعِیْرَصَلْبٌ فَلَاتَتَدَاخَلُ النَّجَاسَۃُ فِیْ اَجْزَاءِ الشَّعِیْرِوَالْحِنْطَۃِ:

وضاحت:〈مسئلہ〉 اگر بکری اور اونٹ کی مینگنی میں جَو موجود ہو تو اس کو نکال کر اور دھو کر کھا سکتے ہیں اس پر دلیل یہ ہے کہ بکری اور اونٹ کی مینگنی سخت ہوتی ہے جس کی وجہ سے نجاست

کی رطوبت اس کے اندر مکس نہیں ہوتی اور اس کو دھو کر پاک کیا جا سکتا ہے اور کھایا جا سکتا ہے اور یہ شرعی حکم ہے:

﴿مسئلہ﴾ اور اگر گائے اور گھوڑے کی گوبر میں جَو کا دانا موجود ہو تو اس کو نکال کر اور دھو کر کھانا جائز نہیں ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ گائے اور گھوڑے کی گوبر نرم ہوتی ہے اور نجاست کی رطوبت جَو کے دانہ کے اندر مکس ہو جاتی ہے اور یہ دھونے سے بھی زائل نہیں ہوتی اور نہ ہی پاک ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس جَو کے دانہ کو کھانا جائز نہیں ہوگا اور یہ شرعی حکم ہے:

وَلَااَکُلَ بِدُوْدِالزَّیْتُوْنِ قَبْلَ اَنْ تَتَفَخَّ **:وضاحت:﴿مسئلہ﴾** کیڑا اگر زیتون میں چلا گیا پھول اور پھٹ گیا تو زیتون کا کھانا جائز نہیں ہوگا، اس پر دلیل یہ ہے کیڑے کی نجاست زیتون کے اندر مکس ہو گئی اور اگر کیڑا پھولا اور پھٹا نہیں تو زیتون کا استعمال اور کھانا جائز ہوگا، اس پر دلیل یہ ہے کہ زیتون کے اندر کیڑے کی نجاست مکس نہیں ہوئی:

وَلَاتُؤْکَلُ الْجَلَالَۃُ وَلَایُشْرَبُ لَبَنُھَا لِاَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَھٰی عَنْ اَکْلِھَاوَشُرْبِ لَبَنِھَا:

وضاحت:﴿مسئلہ﴾ جو جانور گندگی کھاتے ہو تو تقویٰ اور پرہیزگاری یہ ہے کہ (کچھ معین مدت تک) ان کا گوشت نہ کھایا جائے اور نہ ہی ان کا دودھ پیا جائے اس لیے کہ نبی ﷺ نے اس سے منع کیا ہے:

نوٹ: اونٹ کو چالیس دن اور گائے کو بیس دن اور بکری کو دس دن اور مرغی کو تین دن قید میں رکھا جائے اور گندگی کے کھانے سے حفاظت کی جائے اس مدت کے بعد ان جانورں اور مرغیوں کا کھانا جائز ہوگا البحر الرائق جلد8، صفحہ 98 مکان النشر بیروت

علامہ نظام الدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وَالشَّعِیْرُالَّذِیْ یُوْجَدُفِیْ بَعْرِالْاِبِلِ وَالشَّاۃِ یُغْسَلُ وَیُؤْکَلُ بِخَلَافِ مَایُوْجَدُفِیْ خِثْیِ

اَلْبَقَرِ لِاَنَّہٗ لَاصَلَابَۃَ فِیْہِ:

وضاحت:〈مسئلہ〉 اگر بکری اور اونٹ کی میگنی میں جَو موجود ہوتو اس کو نکال کر اور دھو کر کھا سکتے ہیں، اس پر دلیل یہ ہے کہ بکری اور اونٹ کی میگنی سخت ہوتی ہے جس کی وجہ سے نجاست کی رطوبت اس کے اندر مکس نہیں ہوتی اور اس کو دھو کر پاک کیا جاسکتا ہے اور کھایا جاسکتا ہے اور یہ شرعی حکم ہے

〈مسئلہ〉 اور اگر گائے کی گوبر میں جَو کا دانا موجود ہوتو اس کو نکال کر اور دھو کر کھانا جائز نہیں ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ گائے کی گوبر نرم ہوتی ہے اور نجاست کی رطوبت جَو کے دانہ کے اندر مکس ہو جاتی ہے اور یہ دھونے سے بھی زائل نہیں ہوتی اور نہ ہی پاک ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس جَو کے دانے کا کھانا جائز نہیں ہوگا، اور یہ شرعی حکم ہے:

کَذَافِی الظَّھِیْرِیَّۃِ خُبْزٌ وُجِدَ فِیْ خِلَالِہٖ بَعْرُالْفَأْرَۃِ اِنْ کَانَ الْبَعْرُ عَلٰی صَلَابَتِہٖ یُرْمَی الْبَعْرُ وَیُؤْکَلُ الْخُبْزُ کَذَافِیْ فَتَاوٰی قَاضِیْ خَانْ:

وضاحت:〈مسئلہ〉 اگر روٹی میں چوہے کی میگنی روٹی کے سخت حصہ پر موجود ہوتو اس میگنی کو پھینک کر روٹی کھائی جاء سکتی ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ مینگنی کی رطوبت روٹی کے اندر مکس نہیں ہوئی (اور اگر روٹی کے نرم حصہ پر مینگنی لگی ہوئی ہوتو اس روٹی کو نہیں کھایا جاسکتا اس پر دلیل یہ ہے کہ مینگنی کی رطوبت روٹی کے اندر مکس ہوگئی ہے) اور یہ مسئلہ فتاوی ظھیرہ اور فتاوی قاضی خان میں موجود ہے:

وَھٰکَذَافِی السِّرَاجِ الْوَھَّابِ اَلْبَعْرُ اِذَا وَقَعَ فِی الْمَحْلَبِ عِنْدَ الْحَلْبِ فَرُمِیَ مِنْ سَاعَتِہٖ لَا بَأْسَ بِہٖ وَاِنْ تَفَتَّتَ الْبَعْرُ فِی اللَّبَنِ یَصِیْرُ نَجِساً لَا یَطْھُرُ بَعْدَ ذَالِکَ:

وضاحت:〈مسئلہ〉 اگر دودھ دوھنے کے وقت دودھ میں میگنی چلی جائے اگر فوراً نکال

دیا تو دودھ کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ مینگنی کی رطوبت دودہ کے اندر مکس نہیں ہوئی، اور اگر دودہ کے اندر مینگنی پھٹ گئی یعنی ریزا ریزا ہوگئی تو دودھ نجس ہوجائے گا اب اس کے بعد وہ پاک نہیں ہوگا ((اس پر دلیل یہ ہے کہ مینگنی کی رطوبت دودہ کے اندر مکس ہوگئی ہے) اور یہ مسئلہ سراج الوہاب میں موجود ہے:

فتاویٰ عالم گیری جلد 1 صفحہ 48 الباب الثانی فی الاعیان

خلاصہ کلام

مذکورہ مستند حوالہ جات سے مندرجہ ذیل مسائل بالکل واضح ہوگئے ہیں:

(1) کہ مینگنی میں جَو کے دانے کودھو کر اس لیے کھایا جاتا ہے کہ وہ سخت ہوتی ہے اور اس میں نجاست کی رطوبت مکس نہیں ہوتی / اور گوبر میں جَو کے دانے کودھو کر بھی اس لیے نہیں کھایا جا سکتا کہ وہ نرم ہے اور اس میں نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے: (2) روٹی کے سخت حصہ میں موجودہ چوہے کی بیٹ کو دور کر کے اس لیے کھا سکتے ہیں کہ نجاست کی رطوبت روٹی کے اندر مکس نہیں ہوتی / اور روٹی کے نرم حصہ میں موجودہ چوہے کی بیٹ کو دور کر کے اس لیے نہیں کھا سکتے کہ اس میں نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے:

(3) دودھ دوھنے کے وقت دودھ میں گرنے والی مینگنی فوراً (پھٹنے سے پہلے) نکال دینے سے دودھ اس لیے پیا اور استعمال اس لیے کیا جاتا ہے کہ نجاست کی رطوبت دودہ کے اندر مکس نہیں ہوئی / مینگنی کے پھول اور پھٹ جانے کے بعد دودھ اس لیے استعمال نہیں کیا جاتا کہ نجاست کی رطوبت دودہ میں مکس ہو جاتی ہے:

(4) زیتون میں کیڑا پھٹنے سے پہلے نکال کر اس زیتون کو اس لیے کھایا جا سکتا ہے کہ اس کے اندر نجاست کی رطوبت مکس نہیں ہوئی / اور زیتون میں کیڑا پھول اور پھٹ جانے کے بعد زیتون اس لیے نہیں کھایا جاتا کہ اس میں نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے:

(5) تقویٰ اور پرہیز گاری کی بنیاد پر گندگی کھانے والے حلال جانوروں کے گوشت کو کھایا اور دودھ کو پیا (ایک معین مدت تک) اس لیے نہیں جاتا کہ ان کے جسموں میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے:

(6) اور مثانہ کو دھو کر بھی اس لیے نہیں کھایا جا سکتا کہ اس میں نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے

(7) نر اور مادہ کی شرم گاہوں کو دھو کر بھی اس لیے نہیں کھایا جا سکتا کہ ان میں نجاست کی رطوبت مکس ہو جاتی ہے:

(8) اب تو اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کے فتویٰ کو مان کر گردنیں جھکا کر کہو کہ اوجھڑی کو بھی اس لیے نہیں کھایا جا سکتا کہ نجاست کی رطوبت اوجھڑی کے اندر مکس ہو جاتی ہے اور باقیوں کی طرح قیاس شرعی کے مطابق اوجھڑی کا کھانا بھی مکروہ تحریمی ہے:

〈3〉 دعویٰ 〈دارالعلوم نعیمہ 〈لاھور〉〉

(3) ان میں سات اشیاء حدیث شریف والی کچھ علماء فقہاء نے نشان دہی کی اور 10 دس کے قریب ان میں اضافہ کیا اور چار کا شمار اعلیٰ حضرت نے فرمایا مگر ان میں علت کو شریح اور قاضی باقلانی نے علت لغوی قرار دیا ہے: اصل سے فرع کی طرف کسی بھی حکم کو متعدی کرنے کے لیے اصول یہ ہے اَنْ یَّتَعَدَّی الْحُکْمُ الشَّرْعِیُّ الثَّابِتُ بِالنَّصِّ بِعَیْنِہٖ اِلٰی اَنْوَاعٍ ھُوَ نَظِیْرُہٗ وَ ھُوَ نَصٌّ فِیْہِ وَھٰذَا الشَّرْطُ وَاِنْ کَانَ وَاحِدًا تَسْمِیَۃً لٰکِنَّہٗ یَتَضَمَّنُ شُرُوْطًا اَرْبَعَۃً اَحَدُھَا کَوْنُ الْحُکْمِ شَرْعِیًّا لَا لُغَوِیًّا وَالثَّانِیُ تَعْدِیَۃٌ بِعَیْنِہٖ بِلَا تَغْیِیْرٍ وَّالثَّالِثُ کَوْنُ فَرْعٍ نَظِیْرَ الْاَصْلِ

لَا اَدْوَنَ مِنْهُ اَلرَّابِعُ عَدَمُ وُجُوْدِالنَّصِّ فِي الْفَرْعِ:

ترجمہ: قیاس من جملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے فرع جو اصل کی نظیر ہے اس کے لیے کہ وہ حکم بعینہ متعدی ہو رہا ہو جو نص کے ساتھ اصل کے لیے ثابت ہے اگر چہ بظاہر یہ ایک شرط ہے مگر ضمناً اپنے اندر چار شرائط لیے ہوئے ہے (1) حکم شرعی ہونا چاہیے نہ کہ لغوی (2) اصل والا حکم فرع کی طرف بعینہ متعدی ہو رہا ہو بغیر تغیر وتبدل کے (3) فرع اصل کی نظیر ہو اس سے کم نہ ہو (4) فرع میں کوئی حکم منصوص نہ ہو:

(1) کوئی بھی شیء مقیس علیہ تب ہی بنے گی جبکہ علت حرمت شرعی ہو نیز اصل اور فرع میں وہ علت مشترکہ ہو:

جوابِ دعویٰ

ازجانب مدرسہ نثار العلوم یادگار کالن پیرسائیں رحمہ اللہ علیہ

مفتی صاحب کا دعویٰ یہ ہے منصوص علیہ پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی اور باقی فقہاء نے جن دس چیزوں کا اضافہ کیا تو ان میں علت لغوی ہے اور اصول فقہ کا مسلم قانون ہے کہ مقیس علیہ میں علت شرعی ہو اور وہی علت مقیس میں موجود ہو اور مشترک بھی ہو، اگر مقیس میں علت لغوی ہے تو وہ شیء مقیس بن ہی نہیں سکتی، فلہٰذا اعلیٰ حضرت اور باقی فقہاء نے جو دس چیزیں بڑھائی ہیں وہ درست نہیں ہے:

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلویؒ کا دعویٰ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلویؒ نے باقی فقہاء عظام کرام کی اتباع کرتے ہوئے اوجھڑی اور سرگین کو مقیس بنا کر اور مثانہ کو مقیس علیہ بنا کر مثانہ کی طرح اوجھڑی اور سرگین کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، اور اس پر دلیل یہ بیان کی کہ اس جگہ مقیس اور مقیس علیہ کے اندر جامع اور مشترک علت پائی جاتی ہے اور دونوں میں علت شرعیہ موجود ہے:

〈1〉**دلیل:** دار العلوم نعیمہ کے مفتی صاحب نے فرمایا کہ اوجھڑی حلال ہے اور اس پر دلیل بیان کی کہ مینگنی میں موجودہ جَو کے دانے کو دھو کر اس لیے کھایا جاتا ہے کہ وہ مینگنی سخت ہوتی ہے اور اس جَو کے دانے میں نجاست کی رطوبت مکس نہیں ہوئی، اور یہ حکم شرعی ہے، تو اوجھڑی کی حلت کو اس مسئلہ پر قیاس کیا اور اوجھڑی کو مقیس ٹھرایا، اگر اوجھڑی میں علت لغوی ہے تو مفتی صاحب کا قیاس کرنا باطل ہو گیا بقول مفتی صاحب کے قیاس کرنے کے لیے علت کا علت شرعیہ جامعہ مشترکہ کا ہونا ضروری ہے تو مفتی صاحب نے خود نور الانوار کے حوالہ سے اس جیسے قیاس کو دلیل دیکر رد کر دیا، اور یہ دلیل گزر چکی ہے، اور گر مفتی صاحب نے اوجھڑی میں علت شرعیہ مشترکہ سمجھ کر اس کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کیا تو مفتی صاحب کا اس مسئلہ کو مینگنی میں پائے جانے والے جَو کے دانے کے نجس نہ ہونے پر قیاس کرنا باطل ہے، کیونکہ مقیس میں نجاست نرم ہے اور قابل سرایت ہے اور مقیس علیہ میں نجاست (مینگنی) سخت ہے اور شی میں مکس نہیں ہوتی، اور اصول یہ ہے کہ مقیس علیہ اور مقیس میں علت کا جامع اور مشترک ہونا ضروری ہے،

فلہٰذا جب مفتی صاحب علت شرعیہ کے ذریعے سے اوجھڑی کے حلال ہونے کو ثابت نہیں کر سکے تو علت شرعیہ کے ذریعے اوجھڑی کا مکروہ تحریمی ماننا پڑے گا اور یہ ہی ہمارا مقصود ہے:

〈2〉**دلیل:** مفتی صاحب نے اوجھڑی کے حلال ہونے پر دوسری دلیل یہ دی کہ دل کو چیرنے کے بعد خون منجمد کو نکالنے کے بعد خون کا اثر دل میں باقی ہوتا ہے اس کے باوجود دل حلال ہو سکتا ہے تو اوجھڑی سے گندگی نکالنے کے بعد دل کی طرح پاک کیوں ں نہیں ہو سکتی (اگر چہ اس میں گندگی کی رطوبت اوجھڑی میں مکس ہو گئی ہے جس طرح دل سے خون نکالنے کے بعد خون دل میں مکس ہو جاتا ہے اس کے باوجود دل حلال ہوتا ہے) اور یہ حکم شرعی ہے، تو اوجھڑی کی حلت کو اس مسئلہ پر قیاس کیا اور اوجھڑی کو مقیس ٹھرایا، اگر اوجھڑی میں علت لغوی ہے تو مفتی صاحب کا قیاس کرنا باطل ہو جائے گا بقول مفتی صاحب کے کہ قیاس کرنے کے لیے علت کا علت شرعیہ

جامعہ مشترکہ کا ہونا ضروری ہے، مفتی صاحب نے خود نورالانوار کے حوالہ سے اس جیسے قیاس کے باطل ہونے پر دلیل بیان کی ہے جو گزر چکی ہے، اور اگر مفتی صاحب نے اس اوجھڑی میں علت شرعیہ مشترکہ سمجھ کر اس کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کیا تو یہ قیاس باطل ہے، کیونکہ مفتی صاحب نے اس مسئلہ کو دل سے جما ہوا خون نکالنے کے بعد جو دل میں یا دل پر خون رہ جائے اس پاک خون پر قیاس کیا ہے، حلانکہ یہ بات مسلم ہے کہ مقیس میں اوجھڑی سے گندگی نکالنے کے جو گندگی اس میں مکس ہو جاتی ہے یا اس پر لگی رہتی ہے وہ نجس (پلید) ہے تو اصول یہ ہے کہ کبھی بھی نجس چیز کو پاک چیز پر قیاس نہیں کر سکتے، اور مفتی صاحب نے خود بھی اصول بیان کیا ہے کہ مقیس علیہ اور مقیس میں علت کا جامع اور مشترک ہونا ضروری ہے،

فلہٰذا جب مفتی صاحب علت شرعیہ کے ذریعے اوجھڑی کے حلال ہونے کو ثابت نہیں کر سکے تو علت شرعیہ کے ذریعے اوجھڑی کا مکروہ تحریمی ماننا پڑے گا اور یہی ہمارا مقصود ہے

〈3〉**دلیل:** مفتی صاحب نے اوجھڑی کی حلت پر ایک دلیل یہ بھی بیان کی ہے کہ گردہ میں پیشاب بنتا ہے اور قطرہ قطرہ ہو کر مثانہ میں پہنچتا ہے تو اگر گردہ حلال ہے تو پھر اوجھڑی کیوں حلال نہیں ہو سکتی، گردہ کا حلال ہونا حکم شرعی ہے تو اوجھڑی کی حلت کو اس مسئلہ پر قیاس کیا اور اوجھڑی کو مقیس ٹھہرایا اگر اوجھڑی میں علت لغوی ہے تو مفتی صاحب کا قیاس کرنا باطل ہو جائے گا بقول مفتی صاحب کے قیاس کرنے کے لیے علت کا علت شرعیہ اور مشترکہ کا ہونا ضروری ہے مفتی صاحب نے خود نورالانوار کے حوالہ سے اس جیسے قیاس کے باطل ہونے پر دلیل بیان کی ہے جو گزر چکی ہے، اور اگر مفتی صاحب نے اس کی حلت پر علت شرعیہ مشترکہ سمجھ کر اس کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کیا تو مفتی صاحب کا یہ قیاس کرنا بھی باطل ہے، اس لیے کہ پیشاب کی نالی میں جب تک زائد پانی کے قطرے نہ گریں تو اس وقت تک اس پر پیشاب کا اطلاق نہیں ہو سکتا (تفصیل اس کی آگے رہی ہے) اگر مفتی صاحب کی بات تسلیم کر لیں تو مکمل وجود کا حرام ہونا

لازم آئے گا اس لیے کہ گردہ پورے جسم کو غذا منتقل کرتا ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر پیشاب مثانہ میں پہنچ کر مثانہ کو مکروہ تحریمی کر سکتا ہے، اگر گردے میں یہ بنتا ہے تو یہ خون میں مکس ہو کر جب گردہ کے ذریعے جسم کے ایک ایک ذرہ میں پہنچے گا تو اس کو حرام کیوں نہیں کر سکتا، فلہذا اوجھڑی کے حلال ہونے کے لیے اس کو ہم کسی بھی صورت میں دلیل نہیں بنا سکتے اس وجہ سے مفتی صاحب کا یہ قیاس باطل ہو جائے گا، اور مفتی صاحب نے خود بھی اصول بیان کیا ہے کہ مقیس علیہ اور مقیس میں علت کا جامع اور مشترک ہونا ضروری ہے،

فلہذا جب مفتی صاحب علت شرعیہ کے ذریعے سے اوجھڑی کے حلال ہونے کو ثابت نہیں کر سکے تو علت شرعیہ کے ذریعے اوجھڑی کا مکروہ تحریمی ماننا پڑے گا اور یہی ہمارا مقصود ہے

﴿4﴾ دلیل: علامہ برھان الدین رحمہ اللہ لکھتے ھیں

اَلنَّاقِضُ لِلْوُضُوْءِ کُلُّ مَایَخْرُجُ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اَوْ جَاءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِنَ الْغَائِطِ ...وَقِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَاالْحَدَثُ قَالَ مَایَخْرُجُ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ کَلِمَۃُ مَاعَامَّۃٌ فَتَتَنَاوَلُ الْمُعْتَادَ وَغَیْرَہٗ

وضاحت: ﴿مسئلہ﴾ ہر وہ چیز جو پیشاب کے دونوں راستوں سے نکلے اسے وضوء ٹوٹ جاتا ہے، اس پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے جو بھی تم میں سے قضائے حاجت سے فارغ ہو جائے (تو وہ طہارت حاصل کرے)، اور اس پر دوسری دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ حدث کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا ہر وہ چیز جو پیشاب کے دونوں راستوں سے نکلے اسے وضوء ٹوٹ جاتا ہے،

وضاحت: حدیث مبارکہ میں لفظ ما عام ہے اور یہ معتاد اور غیرِ معتاد دونوں کو شامل ہے (معتاد جیسے پیشاب اور پخانہ، اور غیر معتاد نجاست جیسے خون اور پیپ وغیرہ ہے،

الھدایہ جلد 1 صفحہ 23 مکتبہ رحمانیہ (اردو بازار لاہور)

〈5〉**دلیل:** دلیل: وَالدَّابَّةُ تَخْرُجُ مِنَ الدُّبُرِ نَاقِضَةٌ **ترجمہ:** اگر پیشاب کے پچھلے راستہ سے کیڑا نکلے تو اسے وضوء ٹوٹ جاتا ہے:

بداية المبتدی جلد 1 صفحه 3 مكان الناشر القاهره

〈5〉**دلیل: امام فخرالدین عثمان بن الزیلعی الحنفی لکھتے ھیں**

وَاِنْ کَانَ طَاهِرًا فِیْ نَفْسِهٖ کَالدُّوْدَةِ مِنَ الدُّبُرِ لِاَنَّهَا تَسْتَصْحِبُ شَیْئًا مِّنَ النِّجَاسَةِ وَتِلْكَ هِیَ النَّاقِضَةُ لِلْوُضُوْءِ:

وضاحت: اگر پیشاب کے دبر کے راستے سے پاک چیز ہی کیوں نہ نکلے اسے وضوء ٹاٹ جاتا ہے اس لیے کہ پاک شیء میں نجاست مکس ہوگئی ہے جیسے دبر سے کیڑے کا نکلنا (یہ اگرچہ پاک ہے مگر اس کے ساتھ نجاست لگی ہوئی ہے نجاست کے خروج کے متحقق ہونے کی وجہ سے اسے وضوء ٹوٹ جاتا ہے (اور اس کے اندر نجاست کے مکس ہوجانے کی وجہ سے اس کا کھانا بھی حرام ہوگا اور یہ دھونے سے بھی پاک نہیں ہوگی) تبیین الحقائق جلد صفحه مكان النشر القاهر

〈5〉**دلیل: علامہ مفتی اعظم نظام الدین حنفی رحمه الله علیه لکھتے ھیں**

وَالدُّوْدَةُ الْخَارِجَةُ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ نَجِسَةٌ لِاَنَّهَا مُتَوَلِّدَةٌ مِّنَ النِّجَاسَةِ وَالْخَارِجَةُ مِنَ الْجُرْحِ طَاهِرَةٌ لِاَنَّهَا مُتَوَلِّدَةٌ مِنَ اللَّحْمِ وَهُوَ طَاهِرٌ:

وضاحت: 〈مسئله〉 اگر پیشاب کے دونوں راستے سے کیڑا نکلا تو وہ کیڑا نجس ہوگا اس لیے کہ اس کیڑے کی پیدائش اور پرورش گندگی (نجاست) میں ہوئی ہے، اور اگر یہ کیڑا زخم سے نکلا تو وہ کیڑا پاک ہوگا، اس لیے کہ اس کی پیدائش گوشت سے ہوئی ہے اور گوشت پاک ہے:

الجوهرة النيرة جلد 1 صفحہ 147 / 148 باب الانجاس

‹8›دلیل: محمدناصرالدین البانی لکھتے ھیں

وَیَجِبُ تَطْهِیْرُالْبَدَنِ مِنْ کُلِّ نَجِسٍ لِقَوْلِهٖ ﷺ عَامَّةُ الْعَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ فَتَنَزَّهُوْا مِنَ الْبَوْلِ قَوْلُهٗ فَاِذَااَقْبَلَتِ الْحَیْضَةُ دَعِی الصَّلَاةَ وَاِذَااَدْبَرَتْ فَاغْسِلِیْ عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّیْ

اَلْحَدِیْثُ الْاَوَّلُ حَسَنٌ ....اَلْحَدِیْثُ الثَّانِیْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ،

اِنَّ الْحَدِیْثَ الْاَوَّلَ خَاصٌ بِالْبَوْلِ ،وَالثَّانِیَ بِدِمَاءِ النِّسَاءِ وَلَایَخْفٰی اِنَّ قِیَاسَ النَّجَاسَاتِ عَلَیْهِمَا قَیَاسٌ صَحِیْحٌ بِجَامِعِ اِشْتِرَاکِهَافِیْ عِلَّتِ النَّجَاسَةِ فَیَجِبُ التَّنَزُّهُ مِنْ کُلِّ نِجَاسَةٍ وَغَسْلُهَا اِذَااَصَابَتِ الْبَدَنَ....قَالَ الْخَطَابِیُ اِنَّ جَمِیْعَ النِّجَاسَاتِ بِمَثَابَةِ الدَّمِ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهَااِجْمَاعًا کَمَانَقَلَهٗ فِی الْفَتْحِ فَسَائِرُ النَّجَاسَاتِ بِمَثَابَتِهٖ لَافَرْقَ بَیْنَهُمَافِی الْقِیَاسِ:

وضاحت: ‹مسئله› ہرطرح کی نجاست سے جسم کوپاک کرناضروری ہےاس پردلیل یہ کہ نبی ﷺ نے فرمایاکہ پیشاب کے چھیٹوں سے بچواس لیے کہ اسے قبرکاعذاب ہوتاہے،اوراس پردوسری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاحیض کے ایام میں عورت نمازکوچھوڑدے اور استحاضہ کے دنوں میں خون کوصاف کرکے ہرنماز کے لیےدوبارہ وضوءبناکرنمازاداکرے:

وضاحت : پہلی حدیث بول کے ساتھ،اوردوسری حدیث عورتوں کےخون کےساتھ خاص ہے اوریہ بات قطعاًپوشیدہ نہیں ہے کہ باقی سب غیرمنصوص علیہ نجاستوں کومنصوص علیہ دونوں نجاستوں یعنی بول اورخون پرقیاس کرناصحیح ہوگااس لیے کہ اس جگہ مقیس اورمقیس علیہ دونوں میں علت جامعہ مشترکہ پائی جاتی ہے(اورخبث یعنی نجاست ہے)فلہٰذاہرنجاست سے بچنااوراس کادھونا واجب ہے،اورامام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں غیرمنصوص علیہ تمام نجاستیں منصوص علیہ خون کی طرح ہیں اوراس پراجماع ہوچکاہے،فتح القدیرمیں اسی طرح مسئلہ موجودہے،غیرمنصوص علیہ تمام نجاستیں منصوص علیہ خون کی طرح ہیں قیاس کرنے کے اندرمنصوص علیہ اورغیرمنصوص علیہ میں کوئی فرق نہیں ہے:

الثمر المستطاب فی فقه السنة والکتاب 1 / 325، 328 الناشر غراس للنشر التوزیع

〈9〉 **دلیل:** مفتی صاحب نے فرمایا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے اجتہاد کے ذریعے جن چیزوں کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے ان میں علت لغوی ہے، اور اس پر دلیل یہ بیان کی قاضی شریح اور قاضی باقلانی نے ان میں علت لغوی بیان کی ہے، قاضی شریح تابعین میں سے ہے:

آپ کے بارے میں محمد بن عبدالرحمٰن حنبلی لکھتے ہیں وَشَرِیْحٌ مِنْ أَكَابِرِ التَّابِعِيْنَ ترجمہ : قاضی شریح تابعین اکابرین میں سے ہیں: آلِ رَسُوْل الله واولیاؤه جلد 1 صفحه 184

قاضی باقلانی کا وصال تقریبا 400ھ میں ہوا، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا وصال 1340ھ میں ہوا قاضی شریح اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلویؒ کے درمیان تقریبا 1200 سو سال کا وقفہ ہے اور امام باقلانی اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے درمیان تقریبا 800 سو سال کا وقفہ ہے، اس وضاحت کے بعد یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ یہ دونوں بزرگ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ سے بہت پہلے گزرے ہیں آپ نے یہ مسائل بعد میں بیان کیے ہیں اور مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ قاضی شریح اور امام باقلانی نے اعلیٰ حضرت کے بیان کردہ مسائل میں علت لغوی بیان کی ہے، اور اس دعوی پر کوئی ان بزرگوں کی عبارت نقل نہیں کی اور نہ ہی کوئی کتاب کا نام اور صفحہ نمبر سے آگاہ کیا ہے تو یہ دعویٰ مفتی صاحب کا بغیر دلیل کے ہے اور یہ مسلم قانون ہے کہ دعویٰ بغیر دلیل کے مردود ہوا کرتا ہے:

تو مفتی صاحب کو چاہیے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلویؒ کے دعویٰ کو رد کرنے کے لیے دعویٰ مع الدلیل بیان فرمائیں: اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہم سب کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے امین بجاہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قضائے حاجت کی فراغت کے بعد (عام ازیں کہ قضاء حاجت بڑی ہو یا چھوٹی) پاکیزگی حاصل کرنے کا حکم فرمایا، اور آپ نے دونوں نجاستوں کو حدث فرمایا ہے اور یہ دونوں ناقض وضوء ہیں تو اس سے واضح ہوگیا کہ بول وبراز دونوں علت شرعیہ کی

وجہ سے نجس ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ کیڑا دونوں راستوں سے نکلے تو وہ ناقض وضوء ہے اور اس کا کھانا حرام ہے، اس لیے کہ اس کی پرورش اور اس کی ولادت گندگی میں ہوئی ہے اور اس کے اندر نجاست مکس ہوگئی ہے، اور مثانہ اور اوجھڑی میں پائی جانے والی نجاست نرم ہے اور شئی میں مکس ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے اور دونوں نجاستیں ہر حال میں قابل نفرت ہیں اور حدیث میں بیان ہوا ہے کہ جو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا وہ قبر کے عذاب میں مبتلاء ہوتا ہے،

آپ کا کیا خیال ھے کہ اگر کوئی جسم پر بڑے پیشاب کے لگنے سے نہیں بچتا تو اس کو قبر کا عذاب نہیں ہوگا کیونکہ حدیث پاک میں تو چھوٹے پیشاب کا ذکر ہے، میرے بھائی سمجھنے کی کوشش کرو کہ اگر چھوٹے پیشاب سے نہ بچنے سے قبر کا عذاب ہوسکتا ہے، تو بڑے پیشاب سے تو بدرجہ اولیٰ ہوسکتا ہے، اس لیے کہ یہ زیادہ قابل نفرت ہے اور آپ اسکو علت شرعیہ کہتے ہو،

کیا خیال ہے آپ کا کہ اگر کیڑا پیشاب کے کسی راستہ سے نکلے تو آپ دھو کر اس کو کیوں نہیں کھاتے حلانکہ فی نفسہ کیڑا تو پاک ہے تو آپ یہی جواب دیتے ہو کہ کیڑا تو پاک ہے، کھاتے ہم اس لیے نہیں کہ اوجھڑی اور مثانہ کی گندگی اس کے اندر مکس ہوگئی ہے اور آپ اس کو علت شرعیہ کہتے ہو،

آپ کا کیا خیال ھے کہ اگر دودھ اور نرم روٹی میں گائے اور گھوڑے کی لید اور گوبر مکس ہوجائیں تو آپ اس کو استعمال کیوں نہیں کرتے حلانکہ یہ پاک ہیں تو آپ جواب دیتے ہو کہ ان کے اندر نجاست مکس ہوگئی ہے اس وجہ سے ہم اس کا استعمال نہیں کرتے اور آپ اس کو علت شرعیہ کہتے ہو،

کیا خیال ھے آپ کا کہ پیشاب کی نالیوں کو صَرف اور صابن سے اچھی طرح دھولیا جائے تو آپ ان کو کھالو گے، ہرگز نہیں کھاؤ گے اور جواب دوگے کہ ان نالیوں سے پیشاب فقط گزرا ہے، اور اس کی نجاست کی رطوبت ان کے اندر مکس ہوگئی ہے اور آپ اس

حرمت پر دلالت کرنے والی علت کو علت شرعیہ کہتے ہو،

کیا خیال ھے کہ اگر کوئی ماہر شخص آپ کو مثانہ دھو کر دے دے آپ کھالو گے، کیوں نہیں کھاتے تو آپ یہی جواب دو گے کہ اس کے اندر چھوٹے پیشاب کی پلید رطوبت مکس ہوگئی ہے، اور اس کی حرمت پر دلالت کرنے والی علت کو آپ علت شرعیہ کہتے ہو:

مذکورہ بعض چیزیں مقیس علیہ ہیں جو دلیل ظنی سے ثابت ہیں یعنی خبر واحد سے ہیں، اور بعض چیزیں مقیس ہیں جو دلیل ظنی (قیاس شرعی) سے ثابت ہیں اور ان کے اندر ایک جامع اور مشترک علت کے پائی جانے کی وجہ سے آپ اس کو علت شرعیہ کہتے ہو:

فلہٰذا ماننا پڑے گا کہ اوجھڑی کو بھی اس لیے نہیں کھایا جاتا کہ وہ گندگی کا ڈھیر ہے، اور پیدائش سے لیکر ذبح تک اس کے اندر نجاست بنتی رہی ہے اور اس کی ایک ایک جزو کے اندر نجاست کی رطوبت مکس ہوگئی ہے اور اس کی حرمت پر دلالت کرنے والی علت کو علت شرعیہ ہی کہا جائے گا اور یہی ہمارا مقصود ہے:

والله ورسوله اعلم بالصواب کتبہ: م،م،م

〈4〉 ☆〈دارالعلوم نعیمیه 〈لاهور〉 کادعوی〉 ☆

اگر اسے علت مانا جائے تو پھر گردے کو خارج اور حلال قرار دینا کیوں کر صحیح ہوگا؟ گردہ نہ صرف دم مسفوح کی گزرگاہ ہے بلکہ بول کو تقطیر کر کے مثانہ میں پہچانے والا گردہ ہی ہے (جب گردہ حلال ہے تو اوجھڑی بھی حلال ہے)

☆جواب دعویٰ☆

من جانب: دارالعلوم نثاریه یاد گار کالن پیرسائی رحمه الله علیه

سائنسی تحقیق سے ثابت ہے کہ گردہ اپنی کثیر تعداد نالیوں کے ذریعے پورے جسم کو غذا فراہم کرتا ہے واپسی پر اعضاء سے خون اور پانی نکس ہو کر گردہ کی طرف آتے ہیں قدرت الٰہی سے وہاں

چھانہ موجود ہوتا ہے جو خون اور پانی کو الگ کرتا ہے، خون گردہ کی غذا ہے، گردہ صرف ازصرف اپنے اندر خون جذب کرتا ہے، اورزائد پانی کا قطرہ قطرہ یوریٹرز نالیوں میں گرتا ہوا ابتدائی پیچ دارنالی میں گرتا ہے، اور وہاں سے گزرتا ہوا بعید پیچ دارنالی سے گذرتا ہوا پیشاب جمع کرنے والی نالی میں جمع ہو جاتا ہے تو پیشاب نہ گردہ میں ہوتا ہے، اور نہ گردہ میں بنتا ہے اور اگر آپ کی بات مان بھی لیں تب بھی اس زائد پانی پر پیشاب کا اطلاق اس وقت تک نہیں ہوسکتا جبتک اس خون سے جدا نہیں ہوسکتا جس کے ساتھ مکس ہو کر اعضاء سے واپسی گردہ کی طرف منتقل ہو کر خون گردہ میں جذب نہ ہو جائے اور زائد پانی یوریٹرز نالیوں میں نہ گرے اب اس کو تفصیل سے سمجھیں:

☆گردہ کی تحقیق☆

گردوں کا کام خون میں سے فاسد مادے اور زائد پانی کو پیشاب کی صورت میں خارج کرنا ہوتا ہے، پیشاب کی دو نالیاں ہوتی ہیں یہ دو نالیاں گردوں کے ساتھ متصل ہیں اور مثانہ تک پہنچتی ہیں گردوں سے فاسد اور زائد پانی کا ایک ایک قطرہ ان دو نالیوں میں گرتا ہے اور گردہ سے منفک ہوتا ہے تو اسے پیشاب کا نام دیا جاتا ہے، اور یہ پیشاب مثانہ میں منتقل ہوتا ہے اور ان دو نالیوں کو یوریٹرز کہتے ہیں، اور دوسری نالی جو مثانہ کی گردن سے شروع ہوتی ہے، اور اس کے ذریعہ مثانہ سے پیشاب باہر آتا ہے اس نالی کو یوریتھرا کہتے ہیں:

☆ گردے کی کارکردی ☆

گردے کے درج ذیل افعال ہوتے ہیں

(1) گردے جسم میں پانی کا توازن قائم رکھتے ہیں (2) خون میں نمکیات کی کثافت کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں (3) خون کے ری ایکشن کو قائم رکھتے ہیں (4) گردے جسم سے فاضل (زائد) مادے اور نمکیات کی زیادتی کو خارج کرتے ہیں:

☆ مسیح الملک حکیم اجمل خان فرماتے ہیں ☆

گردے کے منافع

ہم جس قدر پانی پیتے ہیں یا رقیق چیزیں استعمال کرتے ہیں وہ صرف غذا کو رقیق کر کے باریک باریک راستوں اور رگوں سے گزار کر اعضاء تک پہچا دیتا ہے جب غذا اعضاء تک پہنچ جاتی ہے، تو گردوں کی غذا یعنی خون میں ملا ہوا پانی واپس ہو کر گردوں میں آتا ہے، گردوں کا یہ کام ہے کہ اسے اپنی غذائیت (خون) کا حصہ جذب کر کے باقی صاف پانی کو بذریعہ حالبین یعنی گردوں کی دو نالیوں کے ذریعے مثانہ تک پہچاتے ہیں، حالبین سے مثانہ رفتہ رفتہ پیشاب سے پر ہو جاتا ہے تو اس پیشاب مجرائے بول یعنی پیشاب کی نالیوں کے ذریعہ خارج کر دیتا ہے:

حاذق مدینہ پبلشنگ کمپنی ایم اے جناح روڈ کراچی صفحہ نمبر 378

☆ کتاب الابدان میں حکیم محمد سعید لکھتے ہیں ☆

گردہ، عروق، واعصاب

(1، 2، 3، 4) کلاہ گردہ کی عروق دموی (5) شریان گردہ (6) عصبی ضفیرہ بطینہ (7) دردیدہ گردہ (8، 41) حوض گردہ (9، 10) وریدی اور شریانی شاخیں (11، 12) کلاہ گردہ (31، 14) کاس الکلیہ (51) حالب (17، 21) اہرام (18) قشری جزو (19) مخی جزو (20) شحمی ساخت

ایضا صفحہ 65

☆ گردہ کی پیشاب لے جانے والی نالی ☆

(1) ابتدائی پیچ دار نالی (2) بعید پیچ دار نالی (3) پیشاب اکٹھا کرنے والی نالی بومینز کیپ سول (4) اترنے والے بازوں (5) ہنلے کا حلقہ (6) چڑنے والا بازوں: ایضا صفحہ 57

☆جسم میں پانی کاتوازن☆

جسمانی افعال کی برقراری جسم میں پانی کی مناسب مقدار اور ایک خاص توازن پر منحصر ہے جسم میں سیال کے اس توازن کو برقرار رکھنے کے لیے گردے اہم فعل انجام دیتے ہیں، جسمانی وزن کی ترکیب میں کم وبیش شامل ہوتا ہے اس کا زیادہ تر (تقریبا65) فی صد خلیات کے اندر ہوتا ہے جو خلیے کا مادہ حیات کا بنیادی جزو ہے، پانی کا باقی حصہ خلیات کے باہر ہوتا ہے مثلا نسیجی سیال جو خلیات کے درمیان ہوتا ہے، یا دوسرے جسمانی سیلات مثلا خون ملف دماغی نخاعی سیال، اور مختلف قسم کے افرازات نسیجوں میں پانی کی تقسیم انکی ساخت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے ذیل کے نقشے میں اہم ساختوں میں پانی کا فی صد تناسب بتایا گیا ہے:

چربی........6.......10 فی صد......./ ہڈی ..../ جوارح اور کھوپڑی ..14....22 فی صد/ مہرے اور پسلیا....16.....44 فی صد/ اوتار ور باطات..56......58 فی صد/ دماغ ...../ سفید مادہ..89......07 فی صد ، خاکی مادہ..82....85 فی صد/ عضلی ساخت...75 ....78 فی صد غدود درقیہ...77.....18 فیصد

☆پانی کے اخراج کے ذرائع☆

جسم سے روزانہ خارج یا ضائع ہونے والے پانی اوسط مقدار جبکہ جسمانی کارکردگی جسم اور ماحول کا درجہ حرات معتدل ہو یہ ہوتی ہے:

جلد کے ذریعے..............500 سی سی، پھیپڑوں کے ذریعے..................350 سی سی

گردوں کے ذریعے کے ذریعے..1500 سی سی اور آنتوں کے ذریعے.....150 سی سی

کتاب الابدان حصہ دوم صفحہ 73 مکتبہ بیت الحکمت کراچی 7477

☆خلاصہ کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ گردے میں بے شمار نالیاں اور راستے ہوتے ہیں جن کے ذریعے جسم کی ہر ہر جز میں گردہ غذا پہچاتا ہے جس سے جسمانی اعضاء کو تقویت ملتی ہے اگر پیشاب گردہ میں جمع ہوتا ہے اور بنتا ہے تو مذکورہ تحقیق سے لازم آئے گا جسم کی ہر ہر جز و نجس ہو جائے اور حلال جانوروں کا کھانا مطلقا کھانا حرام ہو جائے گا فلہٰذا مذکورہ تحقیق کے مطابق گردہ میں بہت سی آیسی نالیاں ہوتی ہیں جن سے گردہ سے غذا منتقل ہو کر گوشت میں جاتی ہے اور گوشت سے پسینہ پیدا ہوتا ہے اور لعاب پیدا ہوتا ہے اور خون پیدا ہوتا ہے اور ہڈیوں اور دل اور دماغ کو تقویت ملتی ہے، اگر پیشاب گردہ میں بنتا ہے اگر یہ پیشاب حالبین کے ذریعے مثانہ میں پہنچ کر مثانہ کو حرام کر سکتا ہے تو باقی اجزاء میں ملکر اگر اس کی رطوبت گوشت میں پہنچے تو گوشت اور گوشت کی وجہ سے لعاب اور پسینہ اور ہڈیاں نجس کیوں نہیں ہو سکتی فلہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ پیشاب گردہ میں بنتا ہی نہیں، اور اس کو آپ آسانی کے ساتھ یوں سمجھ سکتے ہیں کہ گردہ غذا دیتا بھی اور لیتا بھی ہے، یعنی گردہ کو غذا دینے کے لیے ضروری ہے کہ وہ غذا لے بھی سہی، گردہ اپنی نالیوں کے ذریعے غذا جب اعضاء میں پہچاتا ہے، تو واپسی پر خون اور زائد پانی ملکر گردوں تک پہچتے ہیں تو گردہ پر قدرت الٰہی سے ایک چھانہ لگا ہوا ہوتا ہے جس کے ذریعے خون گردوں میں چلا جاتا ہے اور زائد پانی کے قطرے ابتدائی پیچ دار نالی میں گرتے ہیں، پھر وہ قطرے بعید پیچ دار نالی میں گرتے ہیں پھر اس کے بعد یہ قطرے پیشاب اکٹھا کرنے والی نالی میں جمع ہوتے ہیں:

علٰی ھذا القیاس فلہٰذا جب تک خون اور پانی جمع رہتے ہیں ان پر پیشاب کا اطلاق نہیں ہو سکتا جب چھانے کے ذریعے زائد پانی پیشاب کی نالی میں گرتا ہے تو اس پر پیشاب کا اطلاق ہوتا ہے :اور یہ سائنسی تحقیق تھی:

☆ اب فقہ کی روسے اسے سمجھیں ☆

کہ جب قربت کے طور پانی استعال کیا تو پانی مستعمل ہو جائے گا اب پانی کی جنس ایک ہے اگر یہ پانی صرف اعضاء پر لگے تو پاک ہے اور اعضاء پر لگنے سے قبل پاک ہے اور یہی پانی اعضاء سے لگ گر اعضاء سے جدا ہوتے ہی مائے مستعمل ہو جاتا ہے اور عندالبعض نجاست خفیفہ بن جاتا ہے اور عندالبعض پاک رہتا ہے لیکن پاک نہیں کرسکتا، اور اسی طرح شہید کا خون اگر اس کے جسم پر ہو تو پاک ہے اور وہی خون کسی دوسرے کے جسم پر لگ جائے تو حرام ہو جاتا ہے، فلہٰذا خون اور پانی دونوں جمع ہو کر گردہ تک پہنچتے ہیں اور ان کو ہم پیشاب کا نام نہیں دے سکتے خون کو خون اور پانی کو زائد پانی کا نام دیا جاتا ہے اور جیسے کوئی پانی کا قطرہ حالبین میں گرتا ہے تو اس زائد پانی کو پیشاب کا نام دیا جاتا ہے اور یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ جگر کی غذا صرف خون ہے، اور واپسی پر صرف اپنے اندر اپنی غذا خون ہی جذب کرتا ہے، اور زائد پانی حالب میں گرتا ہے تو اس کو پیشاب کا نام دیا جاتا ہے:

فلہٰذا مفتی صاحب کا اوجھڑی کو حلال کرنے کے لیے اس سے استدلال کرنا صراحتاً باطل گیا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلویؒ کے دلائل کورد کرنے کے لیے کوئی اور دلیل پیش کریں

کتبہ:م،م،م **اللہ تعالی ہمیں سمجھنے کی توفیق دے**

دوسرا باب

اس باب میں راجح اور قوی ترین مذہب کا بیان ہوگا

السوال

حدیث پاک میں صرف سات چیزوں کا ذکر ہے اور آپ لوگوں نے اسمیں پندرہ چیزوں کا اضافہ کیوں کیا ہے اور کس روح سے کیا اس کو دلائل سے واضح کریں؟

الجواب

آپ کی بات بالکل درست ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حدیث پاک میں صرف سات چیزوں کی حرمت کا ذکر ہے ہم بقیہ پندرہ چیزوں کا اضافہ قیاس شرعی کے ذریعے کرتے ہیں، اور اہل سنت والجماعت بلکہ اہل حدیث کے علاوہ مسلک حنفی، اور مسلک شافعی، اور مسلک حنبلی، اور مسلک مالکی اور فقہ جعفریہ یہ جمیع مسالک قیاس شرعیہ کو شریعت کی ایک مستقل دلیل شرعی مانتے ہیں، اور قیاس شرعی کا ثبوت قرآن حدیث اور اجماع امت میں بکثرت ملتا ہے مذکورہ حدیث پاک کی وضاحت سے قبل ہم قیاس شرعی کی تعریف اور اس پر چند دلائل بیان کرتے ہیں:

☆ قیاس کی تعریف ☆

اَلْقِیَاسُ فِی اللُّغَةِ التَّقْدِیْرُ: اَلْقِیَاسُ فِی الشَّرِیْعَةِ تَقْدِیْرُ الْفَرْعِ بِالْاَصْلِ فِی الْحُکْمِ وَ الْعِلَّةِ

ترجمہ: قیاس کا لغوی معنیٰ انداز کرنا ہے:

قیاس اصطلاحی کی تعریف: علت اور حکم میں فرع اور اصل کو برابر کرنے کا نام قیاس اصطلاحی ہے

نور الانوار مع حاشیۃ قمر الاقمار صفحہ 224 سعید ایس ایچ کمپنی (کراچی)

☆ قیاس شرعی کی تعریف ☆

اَلْقِیَاسُ الشَّرْعِیُّ هُوَتَرَتُّبُ الْحُکْمِ فِیْ غَیْرِ الْمَنْصُوْصِ عَلَیْهِ عَلٰی مَعْنًی هُوَعِلَّةٌ لِذَالِكَ الْحُکْمِ فِی الْمَنْصُوْصِ عَلَیْهِ ثُمَّ اِنَّمَایُعْرَفُ کَوْنُ الْمَعْنَی عِلَّةً بِالْکِتَابِ وَبِالسُّنَّةِ وَ بِالْاِجْمَاعِ وَبِالْاِ جْتِهَادِ وَ الْاِ سْتِنْبَاطِ:

ترجمہ: قیاس شرعی اسے کہتے ہیں کہ منصوص علیہ میں جس علت سے حکم ہوا ہے اسی علت سے غیر منصوص علیہ کے اندر حکم ثابت کرنے کا نام قیاس شرعی ہے، اور علت کا معنیٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت اور قیاس اور استنباط کے ذریعے سے پہچانا جاتا ہے:

فصول الحواشی شرح اصول الشاشی صفحہ 408 الناشر مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

☆خلاصہ کلام☆

مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیاس کا دارمدار علت پر ہے، اور یہی علت اصل اور فرع میں مشترک ہوتی ہے اور اس علت کی وجہ سے اصل کا حکم فرع کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، اور یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اصل منصوص علیہ میں حکم علت کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے، اور علت نص سے ثابت ہوتی ہے:

☆ قیاس دین کے اصولوں میں سے دین کی ایک اصل ہے ☆

دلیل: علامہ کیکلدی علائی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

اِنَّ الْقِیَاسَ اَصْلٌ مِنْ اُصُوْلِ الدِّیْنِ وَحُجَّةٌ مِّنَ الْحُجَجِ الشَّرْعِیَّةِ وَالْعَمَلُ عِنْدَعَدْمِ النَّصِ لَایُتْرَكُ لِقَوْلِ الصَّحَابِیْ وَ یُؤَیِّدُهٗ حَدِیْثُ مُعَاذِ الْمَشْهُوْرُوَقُوْلُهٗ لِلنَّبِیِّ ﷺ اِنَّهٗ یَجْتَهِدُ رَأْیَهٗ بَعْدَالْکِتَابِ وَ السُّنَّةِ:

ترجمہ: دین کے اصولوں میں سے دین کی ایک اصل قیاس بھی ہے، اور یہ قیاس شریعت کی

حجتوں میں سے ایک شرعی حجت ہے، اور جب نص نہ ملے تو قیاس پر عمل کیا جائے گا، اور اس کی تائید حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث سے ہوتی ہے کہ انہوں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کی اگر مجھے حکم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں نہ ملا، تو اپنی رائے سے (قران وحدیث کے مطابق) مسئلہ کا حل تلاش کرونگا:

اجمال الاصابةفی قول الصحابة 72/1 الناشراحیاء التراث الکویت

دلیل: علامه ابوالقاسم اسماعیل بن محمدالتیمی متوفی535 ھ فرماتے ھیں

اِنَّـمَـا اُبِیْحَ اِجْتِهَادُالرَّ اْیِ نَحْوَمَااَبَاحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمُعَاذٍ ،مَااَبَاحَ عُمَرُرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لِشَرِیْحٍ ،وَمَااَبَاحَ ابْنُ مَسْعُوْدٍرَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ لِاَهْلِ الْعِلْمِ :

ترجمہ : (قران وحدیث میں مسئلہ کا حل نہ ملنے کی صورت میں) مجتہد اپنی رائے سے مسئلہ کا حل نکال سکتا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لیے اجتہاد کو جائز قرار دیا، اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت شریح کے لیے اجتہاد کو جائز قرار دیا، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اہل علم کے لیے اجتہاد کو جائز قرار دیا:

الحجة فی بیان المحبة 2/430 الناشرالسعودیه /الریاض1419ھ

دلیل:علامه زین الدین ابن نجیم حنفی رحمه الله متوفی 970ھ لکھتے ھیں

قَالَ الصَّدْرُالشَّهِیْدُاِنَّ عُمَرَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِسْتَقْضَی رَجُلًاعَلَی الشَّامِ یُقَالُ لَهٗ حَابِسُ بْنُ سَعْدٍالطَّائِیُّ عَلٰی قَضَاءِ حِمْصَ قَالَ لَهٗ یَاحَابِسُ کَیْفَ تَقْضِی قَالَ اَقْضِیْ بِمَافِیْ کِتَابِ اللّٰـهِ تَعَالٰی ....قَالَ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی؟...قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ...قَالَ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ؟..قَالَ اَجْتَهِدُبِرَأْیِیْ وَاسْتَشِیْرُجُلَسَائِیْ فَقَالَ عُمَرُرَضِیَ اللّٰهُ اَصَبْتَ وَاَحْسَنْتَ:

ترجمہ: صدرالشریعت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حابس بن طائی رضی

اللہ عنہ کو حمص کا قاضی بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ آے حابس فیصلہ کیسے کروگے ...عرض کی میں کتاب اللہ سے فیصلہ کا حل نکالونگا: فرمایا کہ اگر اس فیصلہ کا حل اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تجھے نہ ملے؟ عرض کی میں اس فیصلہ کا حل رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ سے کرونگا: فرمایا کہ اگر تجھے اس کا حل سنت رسول ﷺ سے بھی نہ ملے تو کیا کرے گا؟ عرض کی اپنی رائے سے اس فیصلہ کا حل کرونگا اور آپنی ساتھیوں سے مشورہ کرونگا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو درست راستہ تک پہنچا ہے: البحر الرائق 6/300 الناشر دار المعرفت بیروت

دلیل: العنایہ شرح الھدایہ میں ھے

وَيُؤَيِّدُهُ مَاذَكَرَهُ اَحْمَدُبْنُ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِیْ مُسْنَدِهٖ عَنْ عَلِیٍّ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْفَذَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَی الْيَمَنِ وَاَنَاحَدِيْثُ السِّنِ فَقُلْتُ تُنْفِذُنِیْ اِلٰی قَوْمٍ يَّكُوْنُ بَيْنَهُمْ اَحْدَاثٌ لَاعِلْمَ لِیْ بِالْقَضَاءِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی سَيَهْدِیْ لِسَانَكَ وَيُثَبِّتُ قَلْبَكَ فَمَاشَكَكْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَيْنَ اثْنَيْنِ بَعْدَذَالِكَ:

ترجمہ: قیاس شرعی کی تائید میں وہ حدیث دلالت کرتی ہے جس کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ذکر کیا کہ رسول ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو آپ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت کم عمر تھا، تو میں نے عرض کی آپ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں جن کے مقدمات بہت زیادہ ہیں میں اس قدر فیصلوں کا علم نہیں رکھتا، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ تیری زبان پر ہدایت جاری کرے گا، اور فیصلہ کرنے میں تیرے قلب کو ثابت رکھے گا، (فرماتے ہیں) اس کے بعد کسی بھی فیصلہ کرنے میں مجھے شکایت پیش نہیں آئی:

العنایۃ شرح الھدایہ 10/208

☆خلاصہ کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مذکورہ تمام مستند حوالہ جات سے قیاس شرعی کا ہونا ثابت ہو گیا، اور چند دلائل ذکر کر دیے ہیں تا نکہ سیدھے سادے مسلمانوں کو جو گمراہ کرنے والے ہیں انہیں حقیقت معلوم ہو جائے کہ مسلک اہل حدیث کے علاوہ باقی سب مذہب اسلام رکھنے والے قیاس شرعی کو دین کی اصل اور حجت مستقلہ مانتے ہیں، اب مذکورہ سوال آسانی کے ساتھ سمجھ آ جائے گا:

مذکورہ سوال یہ تھا کہ حدیث پاک میں صرف سات چیزوں کا ذکر ہے تو آپ نے پندرہ چیزوں کا اضافہ کیوں کیا:

☆حصر کے باطل ہونے پر دلائل☆

مذکورہ حدیث مبارکہ میں سات چیزوں کی حرمت کا ذکر حصر حقیقی نہیں بلکہ سات کا عدد ذکر اتفاقی ہے اور اس جگہ حرمت کا دارومدار علت خبث پر ہے، یعنی ان سات چیزوں کی حرمت نص سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس علت سے ثابت ہوتی ہے جو ان سات چیزوں میں موجود ہے اور اس علت کا ثبوت نص صریح میں موجود ہے یعنی ان سات چیزوں کی حرمت کا ثبوت علت خبث سے ہوتا ہے اور علت خبث کا ثبوت نص صریح سے ہوتا ہے، اس جیسی بہت ساری مثالیں کتب فقہ میں موجود ہیں مثلاً

دلیل: حضرت امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ لکھتے ھیں

"عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ یَدًا بِیَدٍ فَاِذَا اخْتَلَفَتْ ھٰذِہِ الْاَصْنَافُ فَبِیْعُوْا کَیْفَ شِئْتُمْ اِذَا کَانَ یَدًا بِیَدٍ:

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

سونے کو سونے کے بدلے بیچنا، اور چاندی کو چاندی کے بدلے بیچنا، گندم کو گندم کے بدلے بیچنا اور جَو کو جَو کے بدلے بیچنا، اور کھجور کو کھجور کے بدلے بیچنا، اور نمک کو نمک کے بدلے بیچنا اگر برابر اور نقد بہ نقد (ہو تو یہ جائز ہے) اگر اقسام مختلف ہو جائیں تو پھر جس طرح چاہو بیچو اس شرط پر کہ نقد بہ نقد ہوں

صحیح مسلم 5/44/4147 الناشر دار الجبل بیروت

دلیل: علامہ یحیی بن شرف نوی رحمہ اللہ متوفی 676ھ مذکورہ حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں

قَدْ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی تَحْرِیْمِ الرِّبَافِی الْجُمْلَةِ وَاِنِ اخْتَلَفُوْا فِیْ ضَابِطِهٖ وَتَفَارِیْعِهٖ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَحَرَّمَ الرِّبٰاوَالْاَحَادِیْثُ فِیْهِ کَثِیْرَةٌ مَشْهُوْرَةٌ ....وَنَصَّ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ هٰذِهٖ الْاَحَادِیْثِ عَلٰی تَحْرِیْمِ الرِّبَافِیْ سِتَّةِ اَشْیَاءَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْبُرِّ وَالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرِ وَالْمِلْحِ :

﴿اهل حدیث کامذهب﴾

فَقَالَ اَهْلُ الظَّاهِرِ لَارِبَافِیْ غَیْرِهٰذِهِ السِّتَّةِ بِنَاءً عَلٰی اَصْلِهِمْ فِیْ نَفْیِ الْقِیَاسِ ......قَالَ جَمِیْعُ الْعُلَمَاءِ سَوَاهُمْ لَایَخْتَصُّ بِالسِّتَّةِ بَلْ یَتَعَدّٰی اِلٰی مَافِیْ مَعْنَاهُ وَهُوَمَایُشَارِکُهَافِی الْعِلَّةِ ......وَاخْتَلَفُوْافِی الْعِلَّةِ الَّتِیْ هِیَ سَبَبُ تَحْرِیْمِ الرِّبَافِی السِّتَّةِ :

﴿امام شافعی رحمه الله کامذهب﴾

قَالَ الشَّافِعِیُّ ....اَلْعِلَّةُ فِی الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ کَوْنُهُمَا جِنْسَ الْاَثْمَانِ فَلَایَتَعَدّٰی الرِّبَا مِنْهُمَااِلٰی غَیْرِهِمَامِنَ الْمَوْزُوْنَاتِ وَغَیْرِهَالِعَدْمِ الْمُشَارَکَةِ قَالَ وَالْعِلَّةُ فِی الْاَرْبَعَةِ الْبَاقِیَةِ کَوْنُهَامَطْعُوْمَةً فَیَتَعَدّٰی الرِّبَامِنْهَااِلٰی کُلِّ مَطْعُوْمَةٍ :

﴿امام مالک رحمه الله کامذهب﴾

وَاِمَامُ مَالِکٍ فَقَالَ فِی الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ کَقَوْلِ الشَّافِعِیِّ ..وَقَالَ فِی الْاَرْبَعَةِ الْعِلَّةُ فِیْهَا کَوْنُهَا تُدَّخَرُ لِلْقُوْتِ وَتَصْلُحُ لَهٗ فَعَدَاهُ اِلَی الزَّبِیْبِ لِاَنَّهٗ کَالتَّمْرِوَاِلَی الْقُطْنَةِ لِاَنَّهَافِیْ مَعْنَی الْبُرِّوَالشَّعِیْرِ

﴿احناف کامذہب﴾

وَاَمَّا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ فَقَالَ اَلْعِلَّۃُ فِی الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ الْوَزْنُ وَفِی الْاَرْبَعَۃِ الْکَیْلُ فَیَتَعَدّٰی اِلٰی کُلِّ مَوْزُوْنٍ مِّنْ نُحَاسٍ وَّحَدِیْدٍ وَّغَیْرِھِمَا وَاِلٰی کُلِّ مَکِیْلٍ کَالْجَصِّ وَالْاُشْنَانِ وَغَیْرِھِمَا:

وضاحت: نبی ﷺ نے صرف چھ چیزوں میں سود کو حرام قرار دیا ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں سونا، چاندی، گندم، جَو، چھوراے اور نمک:

﴿اهل حدیث کامذہب﴾

غیر مقلدین کا مذہب: غیر مقلدین کا نظریہ یہ ہے کہ ان چھ چیزوں کے علاوہ اگر باقی چیزوں میں کمی اور زیادتی کے ساتھ خرید وفروخت کی تو جائز ہے اور کوئی سود نہیں ہے

﴿جمهور علماء کامذہب﴾

جمیع فقہاء کا مذہب: غیر مقلدین کے علاوہ باقی جمیع فقہاء کا نظریہ ہے کہ سود والی حرمت کا حکم صرف ان چھ چیزوں کے سات خاص نہیں بلکہ جو چیزیں ان معنی میں شریک ہوں تو ان کو بھی زیادتی کے ساتھ بیچنا حرام ہوگا: سود کی علت میں اختلاف ہے:

﴿امام شافعی رحمه الله کامذہب﴾

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سونے اور چاندی میں علت حرمت ان کا جنس ثمن سے ہے، اس لیے باقی وزنی چیزوں میں کمی اور بیشی کے ساتھ بیع حرام نہیں ہے کیونکہ علت حرمت مشترک نہیں ہے...حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں باقی چار چیزوں میں علت حرمت کھانے کی جنس سے ہونا ہے فلہذا ہر کھانے والی چیزوں میں زیادتی کے ساتھ بیع حرام ہوگی:

﴿امام مالک رحمه الله کامذہب﴾

امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب: سونے اور چاندی میں آپ کا قول حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی

طرح ہے، اور باقی چار چیزوں میں آپ کے نزدیک علت حرمت خوراک کے لیے ذخیرہ ہونے کی صلاحیت ہے فلہٰذا آپ کے نزدیک مُنَقّٰی میں زیادتی کے ساتھ بیع حرام ہوگی کیونکہ گندم اور جَو کی طرح ان کا بھی ذخیرہ ہوسکتا ہے:

〈احناف کامذھب〉

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب: آپ فرماتے ہیں کہ سونے اور چاندی میں علت وزن ہے، اور باقی چار چیزوں میں علت حرمت ماپنا ہے فلہٰذا ہر وہ چیز جس کی بیع وزن اور ماپنے سے ہوتی ہے تو اتحاد جنس کی صورت میں ہو تو اس میں بیع زیادتی کے ساتھ حرام ہے:

شرح صحیح مسلم 2/24 قدیمی کتب خانہ مقابل ارام باغ کراچی

☆خلاصہ کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مذکورہ آئمہ کرام کے فرمودات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ سود کی حرمت چھ چیزوں پر منحصر نہیں ہے بلکہ سود کی حرمت علت پر موقوف ہے، اور علت کا ثبوت نص قطعی سے ثابت ہے فلہٰذا یہ منصوص علیہ میں یا یہی علت غیر منصوص علیہ میں ہو تب بھی حکم حرمت کا ہوگا،

تو اسطرح حلال جانوروں کے بعض اجزاء کی حرمت علت خبث کی وجہ سے ہے خواہ وہ علت منصوص علیہ میں ہو یا غیر منصوص علیہ میں، ہو دونوں کا حکم ایک ہوگا، اگر منصوص علیہ میں علت کی وجہ سے حکم حرمت کا ہوگا تو اگر وہی علت غیر منصوص علیہ میں ثابت ہو جائے تو اس میں بھی حکم حرمت کا ہوگا، اور غیر مقلدین کے علاوہ سب آئمہ عظام کے نزدیک متفق طور یہ فیصلہ ہے کہ علت جامعہ مشترکہ کی وجہ سے منصوص علیہ اور غیر منصوص علیہ کا حکم ایک ہی ہوگا اور یہ بھی مسلم قانون ہے کہ جب حلت اور حرمت کا آپس میں تعارض ہو جائے تو حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہوگی، اور سات منصوص علیہ چیزوں میں سے ایک کے حرام اور چھ کے مکروہ تحریمی ہونے پر اللہ کے فضل

وکرم سے دلائل بیان کیے جا چکے ہیں اور عنقریب غیر منصوص علیہ کے مکروہ تحریمی ہونے پر دلائل کو انشاء اللہ بیان کیا جائے گا:

☆حصر کے باطل ہونے پر دوسری دلیل☆

جس حدیث میں سات اجزاء کی حرمت کا بیان ہے اسی حدیث میں لفظ شاۃ کا ذکر ہے (عَنْ اِبْنِ عَبَاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ) (المعجم الاوسط 10/ 217رقم الحدیث 9486مکتبہ المعارف) اور شاۃ کا معنی ہے بکری، اب حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ بکری کہ چھ اجزاء مکروہ ہے، جبکہ متفق طور پر فیصلہ ہے کہ ہر حلال جانور میں ایک جزء حرام اور چھ اجزاء مکروہ ہیں تو اس سے واضح طور حصر باطل ہو گیا فلہٰذا ماننا پڑے گا کہ بکری کا ذکر اتفاقی ہے نہ کہ حصر کے طور پر:

دلیل: ردالمحتار میں ھے

قَوْلُہُ مِنَ الشَّاۃِ ذِکْرُالشَّاۃِ اِتِفَاقِیٌّ لِاَنَّ الْحُکْمَ لَایَخْتَلِفُ فِیْ غَیْرِھَامِنَ الْمَأْکُوْلَاتِ

ترجمہ: حدیث مبارکہ میں بکری کا ذکر اتفاقی ہے اس لیے کہ سات اجزاء کی حرمت کا حکم تمام حلال جانورں کے لیے ہے نہ کہ صرف بکری کے لیے: ردالمحتار مسائل 29 /319

حصر کے باطل ہونے پر تیسری دلیل

حدیث مبارکہ (عَنْ اِبْنِ عَبَاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ) (المعجم الاوسط 217/10 رقم الحدیث 9486مکتبہ المعارف) میں لفظ یکرہ مطلقا بولا گیا ہے اور مجتہدفی الشریعۃ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک (خون) کو حرام اور باقی کو مکروہ قرار دیتا ہوں:

دلیل: تکملہ حاشیہ ردالمحتار میں ھے

وَالْمَرْوِیُّ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ قَالَ اَلدَّمُ حَرَامٌ وَّاَکْرَہُ السِّتَۃَ فَأَطْلَقَ الْحَرَامُ عَلَی الدَّمِ وَمَاسَوَاہُ مَکْرُوْہٌ لِاَنَّ الْحَرَامَ الْمُطْلَقَ مَاثَبَتَ حُرْمَتُہٗ بِدَلِیْلٍ مَّقْطُوْعٍ بِہٖ وَھُوَالْمَفَسَّرُمِنَ الْکِتَابِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (وَدَمًامَّسْفُوْحًا) وَانْعَقَدَالْاِجْمَاعُ عَلٰی حُرْمَتِہٖ .....وَاَمَّاحُرْمَۃُ مَاسَوَاہُ مِنَ السُّنَّۃِ بِدَلِیْلٍ مَقْطُوْعٍ بِہٖ بَلْ بِالْاِجْتِھَادِاَوْ بِظَاھِرِالْکِتَابِ الْمُحْتَمِلِ لِلتَّاْوِیْلِ اَوْلِحَدِیْثٍ فَلِھٰذَااَفْضَلُ فَسُمِّیَ الدَّمُ حَرَامًا وَذَامَکْرُوْہٌ :

ترجمہ: حضرت امام اعظم ابو حنیفۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں خون حرام ہے اور چھ چیزوں کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں اس لیے کہ خون کی حرمت نص صریح سے یعنی دلیل قطعی سے ثابت ہے اس وجہ سے حرام ہے، اور باقی کی حرمت حدیث یا اجتہاد سے ثابت ہے یعنی دلیل ظنی سے ثابت ہے اس وجہ سے چھ چیزیں مکروہ ہیں: تکملہ حاشیہ ردالمختار 340/1

حصر کے بطلان پر چوتھی دلیل

حدیث میں صرف لفظ یکرہ ہے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے ان چھ چیزوں کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے یعنی حدیث میں صرف مکروہ کا ذکر ہے تو حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے اسکو تحریمی کے ساتھ مقید کردیا؛ حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

دلیل: ردالمحتار میں ھے

قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَلدَّمُ حَرَامٌ وَاَکْرَہُ االسِّتَّۃَ وَذَالِکَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی (حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ) اَلْاٰیَۃَ فَلَمَّاتَنَاوَلَہٗ النَّصُ قُطِعَ تَحْرِیْمُہٗ ،وَکُرِہَ مَاسَوَاہُ لِاَنَّہٗ مِمَّاتَسْتَخْبِثُہُ الْاَنْفُسُ وَتَکْرَھُہٗ وَھٰذَا الْمَعْنٰی سَبَبُ الْکَرَاھَۃِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ،قَالَ فِی الْبَدَائِعِ فِیْ اٰخِرِکِتَابِ الذَّبَائِحِ وَمَارُوِیَ عَنْ مُّجَاھِدٍ فَالْمُرَادُمِنْہُ کَرَاھَۃُ التَّحْرِیْمَۃِ لِاَنَّہٗ جَمَعَ بَیْنَ

السِّتَّةِ وَبَيْنَ الدَّمِ فِي الْكَرَاهَةِ:

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں خون حرام ہے اس لیے کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہے، اور چھ چیزوں کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں اس لیے کہ یہ دلیل ظنی سے ثابت ہیں، اور اس پر عقلی دلیل یہ ہے کہ انسان کی طبعیت سلیمہ ان خبیث چیزوں کو پسند نہیں کرتی، اور اس سبب کی وجہ سے یہ چھ چیزیں مکروہ ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے آے محبوب علیہ السلام آپ ان پر خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں:

بدائع میں کتاب الذبائح کے آخر میں ہے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے اس لیے کہ (آپ ﷺ نے) ان چھ چیزوں کو خون کے ساتھ ملا کر جمع کیا ہے: ردالمحتار 9/ 319

☆حصر کے بطلان پر پانچوی دلیل☆

دلیل: سات کا عدد حصر پر دلالت نہیں کرتا

فَقَدْ اَسْلَفْنَا عَنِ السُّغْنَاقِيِ وَالزَّيْلَعِيِ وَالشَّامِيِ اِنَّهَا نَجِسَةٌ وَّمَعْلُوْمٌ اَنَّ كُلَّ نَجِسٍ حَرَامٌ، وَ قَدْ قَالَ فِي الْهِدَايَةِ فِي الْجَنِيْنِ التَّامِ الْخَلْقَةِ اَنَّهٗ جُزْءٌ مِّنَ الْاُمِّ حَقِيْقَةٌ لِاَنَّهٗ مُتَّصِلٌ بِهَا حَتّٰى يَـفْصِلَ بِالْمِقْرَاضِ الخ قُلْتُ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ صِحَّةُ الْاِسْتِثْنَاءِ وَهُوَ حَقِيْقَةٌ فِي الْاِتِّصَالِ وَاِذَا كَانَ ذَالِكَ كَذَالِكَ فَالْمُضْغَةُ اَوْلٰى بِالْجُزْئِيَّةِ ،وَهٰذَا يَدُلُّ اَنَّ السَّبْعَ لَمْ تَسْتَوْعِبِ الْاَجْزَاءَ فَضْلًا مِنَ الْاِخْلَاطِ اَخَوَاتِ الدِّمَاءِ:

ترجمہ: ہم علامہ سغناقی، زیلعی اور شامی سے پہلے نقل کر چکے ہیں کہ وہ نجس ہے اور ہر نجس کا حرام ہونا معلوم ہے اور ہدایہ میں میں فرما چکے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں مکمل خلقت بچہ ماں کی جز ہے کیونکہ وہ حقیقی جز ہے حتی کہ اس کو کاٹ کر جدا کیا جاتا ہے الخ، میں کہتا ہوں اور استثناء کی

حقیقت اتصال ہے تو جب معاملہ یوں ہے تو مضغہ بطریقہ اُولیٰ ماں کا جز ہے ....اور اسی سے اس بات پر دلالت ہے کہ سات کا عدد پورے اجزاء کو شامل نہیں چہ جائیکہ خون کی آمیزش سے پیدا ہونے والے امور کو شامل ہو: الھدایۃ کتاب الذبائح مطبع یوسفی لکھنو 4/438

☆خلاصہ کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ چھ میں حصر حقیقی نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں سبع اور شاۃ کا ذکر اتفاقی ہے اور ان چھ چیزوں میں حرمت علت خبث کی وجہ سے ہے، اور علت خبث کا ثبوت نص صریح سے ثابت ہے، فلہٰذ علت جب اصل اور فرع دونوں میں موجود ہو تو دونوں کا حکم ایک ہی ہوگا غیر منصوص علیہ میں علت خبث کو ثابت کرنے کے لیے یہاں اہل سنت والجماعت کے تین دعوی ہونگے تفصیل سمجھنے سے پہلے اجمالی طور ان کا خاکہ ذہن نشین کر لیں، پہلا دعویٰ: منصوص علیہ اور غیر منصوص علیہ دونوں میں علت خبث ہے، دوسرا دعویٰ: منصوص علیہ اور غیر منصوص علیہ میں علت جامعہ مشترکہ کی وجہ سے دونوں کا حکم ایک ہی ہوتا ہے، تیسرا دعویٰ: حلال اور حرام مشتبہ ہو جائیں یا دونوں میں تعارض ہو جائے تو جمہور آئمہ عظام کا اتفاق ہے کہ حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی:

☆راجح اور قوی ترین مذہب ☆

راجح اور مظبوط ترین مذہب یہ ہے کہ یہ پندرہ اجزاء مکروہ ہیں اور پھر اس میں دو مذھب ہیں ..راجح اور قوی مذھب.....مرجوح اور کمزور مذھب:

☆راجح اور قوی ترین مذہب کا اجمال☆

جمہور علماء اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ یہ پندرہ اجزاء بھی مکروہ تحریمی ہیں جس طرح وہ سات اجزاء مکروہ تحریمی ہیں جو نص حدیث سے ثابت ہیں بلکہ اِن میں بعض اجزاء وہ ہیں جو متقدمین کے نزدیک بھی مکروہ تحریمی ہیں اور ان چودہ اجزء کا مکروہ تحریمی ہونا قیاس شرعی سے

ثابت ہے اوران کوآپ پہلے اختصار کے ساتھ سمجھیں پھر تفصیل کے ساتھ، متقدمین اور متأخرین علماء اور فقہاء اور موجودہ زمانہ کے علماء عظام نے ان پندرہ اجزاء کو ان سات اجزء پر قیاس کیا ہے جن کی حرمت نص قران عظیم اور حدیث مبارکہ سے ثابت ہے اور مقیس علیہ اور مقیس کے درمیان خبث (نجاست) والی جامع علت کو مشترک قرار دیاہ:

نمبر شمار	نام	ماخذ	حکم	علت/خبث
1	بہنے والا خون حرام ہے	القرآن	حرام مطلق	جو حکم دلیل قطعی سے ثابت ہو وہ فرض ہے
2 سے 7 تک	پتہ/مثانہ/فرج/ذکر/خصیتین/غدہ	حدیث	مکروہ تحریمی	امام اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلم قانون بیان کیا جو حکم قران سے نہ ہو وہ مکروہ ہے

نمبر شمار	نام	ماخذ	حکم	علت/خبث
1 سے 2 تک	حرام مغز/گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں	مفتی اعظم قاضی بدیع الدین/مفتی اعظم قہستانی/مفتی اعظم احمد مصری رحمہم اللہ	مکروہ تحریمی	اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بیان کردہ اصول کے مطابق (علت خبث کی وجہ سے)
3 سے 5 تک	خون جگر/خون طحال خون/خون گوشت یعنی خون بہ جانے کے بعد جو خون گوشت رہ جاتا ہے	مفتی اعظم مجتہد قاضی بدیع الدین/مفتی اعظم احمد مصری رحمہما اللہ	مکروہ تحریمی	امام اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلم قانون بیان کیا جو حکم قران سے نہ ہو وہ مکروہ ہے

امام العلماء تاج الفقہاء مجدد دین ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عظیم البرکت قدس سرہ کا اجتہاد

	(حکم)	
(6) دل کا خون (7) پتہ کا زرد پانی (8) ناک کی رطوبت جو بھیڑ میں اکثر پائی جاتی ہے (9) دبر کا مقام (پخانہ) (10) اوجھڑی (11) آنتیں (12) نطفہ یعنی منی (13) وہ نطفہ جو خون بن گیا (14) وہ نطفہ کہ لوتھڑا ہو گیا (15) وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکالیا یا بغیر ذبح کے نکلا یا بغیر ذبح کے مر گیا:	مکروہ تحریمی ہے	مجتہد فی الشریعت سیدنا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ اصول کے مطابق ان میں علت خبث موجود ہیں

مندرجہ ذیل علماء کرام نے مذکورہ مجتھد کرام کی اتباع کی ھے

(1) علامہ شیخ الاسلام شیخ الحدیث مفتی اعظم علامہ عبدالمتین نقشبندی مہتمم جامعہ فخر العلوم (بہاول پور)

(2) مفتی بدرالدین، آف براؤن شریف.......

(3) مفتی جلال الدین احمد امجدی (آف براؤن شریف)

(4) شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان۔

(5) حضرت قبلہ مفتی محمد عبداللطیف صاحب (نعیمہ لاہور)

(6) غازی ملت حضرت علامہ مولنا مفتی محبوب علی خان قبلہ رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

خطیب سابق سنی بڑی مسجد مدن پورہ بمبئی

(7) حضرت علامہ مولنا مفتی سید محمد افضل حسین شاہ صاحب

سابق مفتی مرکزی دار الافتاء منظر اسلام بریلی شریف

(8) حضرت علامہ مولانا مفتی محمد افضل الدین صاحب قبلہ

جامع مسجد درگ مفتی اعظم صوبہ ایم پی

(9) محمد شریف الحق رضوی صاحب قبلہ امجدی نائب مفتی اعظم ہند جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ، خادم دار الافتاء اشرفیہ مبارک پور 18 صفر 1399ھ

(10) حضرت علامہ مولانا مفتی قاضی محمد عبدالرحیم صاحب

قبلہ بستوی مفتی مرکزی دار الافتاء منظر اسلام بریلوی شریف

(11) حضرت علامہ مفتی محمد عنایت احمد قبلہ نعیمی صدر المدرسین دار العلوم ضیاء الاسلام اترولہ ضلع گونڈہ بھارت

(12) حضرت مولانا مفتی سید محمد افضل حسین صاحب

قبلہ مع تصدیق حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

(12) حضرت علامہ مفتی ابوالبرکات سید احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

(13) حضرت مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب قبلہ مفتی مرکزی دارالافتاء منظر اسلام بریلوی شریف، مع تصدیق (22) حضرت مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

(14) مفتی عبدالعلیم صاحب جامعہ نعیمہ لاہور

(15) حضرت علامہ مولانا مفتی بدرالدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی صدرالمدرسین مدرسہ غوثیہ بڑھیا سابق فیض الرسول براؤن شریف

(16) نائب مفتی (جامعہ نظامیہ لاہور)

(17) احمد رضا خان ابن مفتی غلام محمد شرق وپوری بندیالوی نائب ناظم مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ ناظر کالونی شرق پور روڈ شیخوپور

(18) مفتی وقارالدین آپ کا وقارالفتوی مشہور تصنیف ہے (آف کراچی) (28) مفتی غلام محمد شرقپوری (آف شیخوپورہ)..

(19) مفتی منیب الرحمٰن آپ کی المعروف مسائل شرعیہ پر تفہیم المسائل ہے (آف کراچی)۔

(20) مفتی علامہ غلام رسول سعیدی صاحب جو صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی بے مثل شرح کرنے والے اور تبیان القران کی اعلی انداز میں تفسیر کرنے والے اور تذکرۃ المحدثین کے مصنف ہیں.

(21) مفتی اعظم محدث علامہ فیض احمد اویسی جو جو تقریبا چار ہزار سے کتب کے مصنف ہیں جس میں تفسیر کی المعروف روح البیان کی تفسیر کی......

(22) حضرت علامہ شیخ الحدیث و مفتی اعظم مولانا امیر صاحب صدر مدرس مدرسہ اویسیہ بہاول پور

(23) علامہ مفتی مولانا صدیق صاحب (چنیوٹ) صدر مدرس مرکزی خان گاہ نقشبندیہ (کراچی)

(24) علامہ مفتی سلیم اختر صاحب صدر مدرس و مہتمم جامع نثار العلوم (کھروڑپکا)....

(25) علامہ سید باغ علی بن باقر بن عبد القادر شاہ بخاری صدر مدرس و ناظم اعلی مدرسہ قادریہ اسرار العلوم (دھنوٹ)...

(26) خطیب پاکستان علامہ سید ناصر حسین شاہ بخاری (خانگاہ شریف بہاول پور)

(27) علامہ خادم حسین مہروی (کھروڑپکا) (38) علامہ سید شوکت حسین نقشبندی (آف بستی خوجہ)

(28) مفتی محمد اشرف زاہد عطاری، آف گوجرہ

(29) حضرت علامہ سید سجاد حسین شاہ بخاری (بستی خوجہ، تحصیل شجاع آباد)

(30) علامہ ابن علامہ ابن علامہ کوثر عباس صاحب (آف میرے ملہ تحصیل شجاع آباد)

(31) علامہ مفتی اکمل عطا دامت برکاتہم العالیہ

مذکورہ بعض وہ مجتہدین ہیں جنھوں نے علت خبث کی بنا پر قیاس شرعی کے ذریعہ ایک اور بعض نے دو اور بعض نے تین اور بعض نے دس چیزوں کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتوی دیا اور بعض وہ علماء ہیں جنھوں نے مجتہدین کی اتباع کرتے ہوئے ان پندرہ چیزوں کے مکروہ تحریمی ہونے پر فتویٰ دیا:

☆ راجع اورقوی ترین مذهب کی تفصیل ☆

﴿1﴾ دعویٰ

یه پندره اجزاء مکروه تحریمی هیں

حلال جانور میں سات چیزیں تو حدیث میں شریف میں آچکی ہیں، ان سات چیزوں پر فقہاء نے اضافہ فرمایا اور وہ مندرجہ ذیل ہیں (1) حرام مغز (2) گردن کے دو پٹھے جو کندھوں تک آتے ہیں (3) جگر کا خون (4) تلی کا خون (5) خون گوشت جو ذبح کے بعد نکلتا ہے (6) دل کا خون

(7) پتہ کا زرد پانی (8) ناک کی رطوبت جو بھیڑ میں اکثر پائی جاتی ہے (9) دبر کا مقام (پخانہ))(10) اوجھڑی (11) آنتیں (12) نطفہ یعنی منی (13) وہ نطفہ جو خون بن گیا (14) وہ نطفہ کہ لوتھڑا ہو گیا (15) وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکالا یا بغیر ذبح کے نکلا یا بغیر ذبح کے مر گیا:

تنبیہ: دلائل سے پہلے مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی کی تعریفیں کرنا ضروری ہے تا نکہ مسئلہ کی تحقیق صحیح طریقہ سے معلوم ہو جائے:

مکروہ کی تحقیق

مکروہ واحد مذکر اسم مفعول کا صیغہ ہے اور فَعِلَ یَفْعَلُ چوں کَرِہَ یَکْرَہُ کے باب سے ہے اور اس کا معنی ہے جس کو ناپسند کیا گیا ہو..... شریعت مطہرہ میں جو کام پسند نہیں اس کام کو مکروہ کا نام دیا جاتا ہے اور طبعیت سلیمہ جس چیز سے نفرت کرے اور اس چیز سے گھن آئے خواہ وہ طعام یا مشروب یا قول یا فعل کی صورت میں ہو تو طبعاً اس چیز کو بھی مکروہ کہا جاتا ہے اور بعض چیزوں میں بہت زیادہ کراہت ہوتی ہے، اور یہ کراہت دلیل قطعی سے ثابت ہوتی ہے اس کو حرام کا نام دیا جاتا ہے جیسے سود اور گالیاں دینا اور حرام اشیاء کا کھانا اور رشوت لینا یا دینا وغیرہ وغیرہ....اور یہ واجب کی ضد ہے...... بعض چیزیں وہ ہوتی ہے جن میں بہت زیادہ کراہت ہوتی ہے لیکن دلیل ظنی یعنی حدیث خبر واحد یا قیاس شرعی سے ثابت ہوتی ہیں، اور اس کرنا بھی حرام کے قریب ہوتا ہے اور شریعت میں اس کے کرنے کی اجازت ہرگز نہیں ہوتی، اور یہ واجب کی ضد ہے جس طرح واجب میں کرنا ضروری ہے اسی طرح مکروہ تحریمی میں نہ کرنا ضروی ہے، اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ حرام کا منکر کافر ہوتا ہے اور مکروہ تحریمی کا منکر کافر نہیں ہوتا، اور اس کے کرنے میں صغیرہ گناہ ہوتا ہے اور اگر اس کو بار بار کیا جائے تو یہ گناہ صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے .... بعض چیزوں میں کراہت تھوڑی ہوتی ہے یہ کسی پختہ دلیل سے ثابت نہیں ہوتی اس میں کام کا کرنا شریعت کو پسند نہیں ہوتا اگر کوئی کر لیتا ہے تو اس پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں ہوتا اور اسے

کوئی سزا وغیرہ نہیں ملتی،

لیکن اللہ اور اس کے پیارسول ﷺ کی منشاء اور رضاء یہی ہوتی کہ مکروہ تنزیہی کام نہ کیا جائے اور فقہاء نے اس بات کی تصریح فرمادی ہے کہ مکروہ تنزیہی کام کے چھوڑ دینے میں ثواب اور اجر عظیم ملتا ہے اور یہی سالک کی ابتدائی بنیاد ہے اور علماء کو بھی چاہیے کہ تقوی کی بنا پر لوگوں مکروہ تنزیہی کام کرنے سے بھی روکیں......اب مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی کی تعریفات آئمہ عظام کی عبارات سے ملاحظہ فرمائیں:

☆مکروہ کی تعریف اوراس کی اقسام☆

علامہ احمدبن محمداسماعیل الطحاوی الحنفی متوفی 1213ھ لکھتے ھیں

وَالْمَکْرُوْہُ عِنْدَالْفُقَھَاءِ نَوْعَانِ مَکْرُوْہٌ تَحْرِیْمًاوَھُوَالْمَحَلُّ عِنْدَاِطْلَاقِھِمُ الْکَرَاھَۃُ وَھُوَمَاتَرْکُہٗ وَاجِبٌ وَیَثْبُتُ بِمَایَثْبُتُ بِہِ الْوَاجِبُ کَمَافِی الْفَتْحِ ....وَمَکْرُوْہٌ تَنْزِیْھًاوَّھُوَتَرْکُہٗ اَوْلٰی مِنْ فِعْلِہٖ وَ کَثِیْرًامَّایُطْلِقُوْنَہٗ فَلَابُدَّمِنَ النَّظْرِفَاِنْ کَانَ نَھْیاً ظَنِّیاً یُحْکَمُ بِکَرَاھَۃِ التَّحْرِیْمَۃِ مَالَمْ یُوْجَدْصَارِفٌ عَنْہُ اِلَی التَّنْزِیْہِ ....وَاِنْ لَّمْ یَکُنِ الدَّلِیْلُ نَھْیاًبَلْ کَانَ مُفِیْداً لِلتَّرْکِ الْغَیْرِالْجَازِمِ فَمَعْنٰی تَنْزِیْھِیَّۃٍ ....ثُمَّ الْمَکْرُوْہُ تَنْزِیْھاًاِلَی الْحِلِّ اَقْرَبُ اِتِّفَاقاًکَمَافِی اِسْتِحْسَانِ الْبُرْھَانِ ....وَاَمَّاالْمَکْرُوْہُ تَحْرِیْماً فَعِنْدَ مُحَمَّدٍحَرَامٌ وَلَمْ یُطْلِقْہُ عَلَیْہِ لِعَدَمِ النَّصِّ الصَّرِیْحِ فِیْہِ .. وَالْمَشْھُوْرُعَنْھُمَااَنَّہٗ اِلَی الْحَرَامِ اَقْرَبُ ، وَالْوَاجِبُ فِیْ رُتْبَۃِ الْمَکْرُوْہِ تَحْرِیْماً:

ترجمہ: **فقھاء کے نزدیک مکروہ کی دوقسمیں ھیں**

مکروہ تحریمی ....مکروہ تنزیھی

مکروہ تحریمی اسے کہتے ہیں جس کا چھوڑنا واجب ہے اور جس سے واجب ثابت ہوتا ہے اسی سے

مکروہ تحریمی بھی ثابت ہوتا ہے..فتح القدیر میں بھی اسی طرح ہے،

مکروہ تحریمی امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حرام ہے.......اور صاحبین کے نزدیک حرام کے قریب ہے اور اس پر نص صریح نہ ہونے کی وجہ سے اس کا مکروہ تحریمی ہونا ضروری ہے اور مکروہ تحریمی دلیل ظنی سے ثابت ہوتا ہے،

مکروہ تنزیہی اسے کہتے ہے جس کا چھوڑ دینا زیادہ بہتر ہو (اور اگر اس کام کو کرلیا تو اس پر کوئی وعید نہ ہوئی ہو) اور یہ دلیل ظنی سے ثابت نہیں ہوتا:

حاشیۃ علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح 1 /52 الناشر مصر 1318ھ

☆ فقہ العبادۃ حنفی میں ہے ☆

مَکْرُوْہٌ تَحْرِیْماً وَھُوَ مُخَالَفَۃُ الْوَاجِبِ اَوِ السُّنَّۃِ الْوَارِدَۃِ بِلَفْظِ النَّھْیِ وَھُوَ اِلَی الْحَرَامِ اَقْرَبُ

ترجمہ: مکروہ تحریمی اسے کہتے ہیں جس کا کرنا منع ہو اور اسکی ضد واجب یا سنت مؤکدہ ہے اور یہ حرام کے زیادہ قریب ہے:

مَکْرُوْہٌ تَنْزِیْھاً اِذَا کَانَ الدَّلِیْلُ النَّھْیُ غَیْرَ الْحَازِمِ ،اَوْ مَا کَانَ خِلَافُ السُّنَّۃِ غَیْرَ النَّاھِیَۃِ

ترجمہ: مکروہ تنزیہی اسے کہتے ہی جس کا نہ کرنا غیر یقینی ہو یا سنن غیر مؤکدہ کا خلاف ہو:

فقہ العبادۃ حنفی.... باب تعریف بالاحکام التکلیف... 1/ 15

☆مفتی امجد علی رحمہ اللہ فرماتے ہیں☆

☆مکروہ تحریمی کی تعریف☆

مکروہ تحریمی یہ واجب کا مقابل ہوتا ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے..اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگرچہ اس کا کرنا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب کبیرہ ہے

☆مکروہ تنزیھی کی تعریف☆

مکروہ تنزیہی جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے، یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے:

☆خلاف اولیٰ کی تعریف☆

خلاف اولیٰ (یہ ہے) کہ وہ نہ کرنا بہتر تھا کیا تو کچھ مضائقہ وعتاب نہیں ہے یہ مستحب کا مقابل ہے۔

بہار شریعت..... 1/ 59......ناشر تاجران کتب اردو بازار بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

☆علامہ مفتی لیاقت علی رضوی لکھتے ہیں☆

☆مکروہ تحریمی کی تعریف۔☆

مکروہ تحریمی وہ ممنوع شرعی ہے جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو..یہ واجب کے مقابل ہے اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے، اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے، اگر چہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کو کرنا گناہ کبیرہ ہے:

حرام اور مکروہ تحریمی میں فرق

حرام اور مکروہ تحریمی میں جو فرق ہے وہ باعتبار عقیدہ کے ہے حرام قطعی کا انکار کرنے والا کافر ہے جبکہ مکروہ تحریمی کی ممانعت کا منکر کافر نہیں ہے .....اور بچنا جس طرح حرام سے فرض ہے، یونہی مکروہ تحریمی سے باز رہنا لازم ہے اس بنا پر مکروہ تحریمی کو حرام کہہ سکتے ہیں بلکہ ائمہ متقدمین حرام کو بھی مکروہ کہہ دیتے ہیں:

☆مکروہ تنزیھی کی تعریف☆

مکروہ تنزیہی وہ ممنوع شرعی ہے جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں ہے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید

عذاب فرمائے ،اس کا ترک کرنے والا فضیلت اور ثواب پائے گا،اور کرنے والے پر نہ عذاب ہے نہ عتاب.....یہ سنت غیر مؤکدہ کے مقابل ہے:

فیوضات رضویہ فی تشریحات الھدایة المعروف شرح الھدایه 1/415

☆خلاصه کلام☆

مذکور مستند آئمہ عظام کے مبارک اقوال سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ مکروہ تحریمی اسے کہتے ہیں جو دلیل ظنی سے ثابت ہو،اور اس فعل کو چھوڑ دینا واجب ہو،اور اگر اس کام کو نہیں کیا تو گناہ صغیرہ ہو،اور اس کو بار بار کیا تو صغیرہ گناہ کبیرہ گناہ بن جاتا ہے،اور اس کا منکر کافر نہیں ہوتا،اور اس کی ضد واجب ہے،اور جس طرح واجب کے چھوڑنے میں ہرگز گنجائش نہیں ہوتی ،اسی طرح مکروہ تحریمی میں بھی اس کام کے کرنے میں ہرگز گنجائش نہیں ہوتی ،

اس تعریف سے واضح ہوگیا کہ جن عظیم فقہاء کا یہ نظریہ ہے کہ اوجھڑی مکروہ تحریمی ہے انکے نزدیک اس کی دو صورتیں ہیں:

صــــورت اول: امام محمد رحمہ اللہ کی مکروہ تحریمی کی تعریف کو اگر مدِّ نظر رکھا جائے تو اوجھڑی کا کھانا حرام ہے:

دوسری صورت: شیخین کی مکروہ تحریمی کی تعریف کو اگر مدِّ نظر رکھا جائے تو اوجھڑی مکروہ تحریمی ہے یعنی حرام تو نہیں مگر حرام کے بالکل قریب ہے اور اس کے کھانے میں (الـــکــــراھة وھو ماترکه واجب) قطعاً گنجائش نہیں ہے،اگر زندگی میں ایک دو مرتبہ کھائی تو یہ گناہ صغیرہ ہوگا،اور اگر اس کو بار بار کھایا تو یہ گناہ کبیرہ بن جائے گا،فلہٰذا اگر لاعلمی میں کھالی ہے تو خدا سے معافی مانگیں،اور آئندہ کے لیے پکی توبہ کریں اللہ تعالی ہمیں اس سے محفوظ رکھے......

اور جن فقہاء کے نزدیک مرجوح قول کے مطابق اوجھڑی مکروہ تنزیہی ہے تو ان کے نزدیک بھی اس کی دو صورتیں بنتی ہیں:

صورت اول : مکروہ تنزیہی کام کے کرنے میں عذاب نہیں ہے اور نہ ہی اس پر سزا ہے اور نہ ہی اس پر ثواب ہے فلہٰذا اس صورت میں اوجھڑی کا کھانا جائز ہوگا:

دوسری صورت : مکروہ تنزیہی کام کا چھوڑنا (وَمَکْرُوْہٌ تَنْزِیْهًا وَهُوَ تَرْکُهٗ اَوْلٰی مِنْ فِعْلِهٖ) سب سے زیادہ افضل اور بہتر ہے اور اس (اس کا ترک کرنے والا فضیلت اور ثواب پائے گا (فیوضات رضویہ)) پر ثواب حاصل ہوتا ہے اور مکروہ تنزیہی کا چھوڑنا تقویٰ ہے، چند حوالہ جات ملاحظہ کریں

☆مکروہ تنزیھی کا چھوڑنا افضل ھے ☆

〈1〉 دلیل: ایقاظ الافھام میں ھے

اَلْقَلْبُ السَّلِیْمُ هُوَ السَّالِمُ مِنَ الشِّرْکِ وَالْبِدْعَةِ وَالْاٰفَاتِ وَالْمَکْرُوْهَاتِ وَلَیْسَ فِیْهِ اِلَّا مَحَبَّةُ اللّٰهِ

ترجمہ: قلب سلیم وہ ہے جو شرک اور بدعت اور آفات اور مکروہات سے بچا رہے اور اس قلب میں صرف از صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کا خوف ہوتا ہے:

ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الاحکام 4/16

〈2〉 دلیل: احمدبن ابوبکر اسماعیل بیصوری رحمہ اللہ لکھتے ھیں

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ (قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ) دَعْ مَایُرِیْبُكَ اِلٰی مَالَایُرِیْبُكَ الخ فَاِنَّ الْقَلْبَ یَسْکُنُ لِلْحَلَالِ وَلَایَسْکُنُ لِلْحَرَامِ ،وَاِنَّ الْوَرِعَ الْمُسْلِمَ یَدَعُ الصَّغِیْرَ مَخَافَةَ اَنْ یَّقَعَ فِی الْکَبِیْرِ:

ترجمہ: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مشکوک چیز کو چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کرو جس میں شک نہ ہو، حلال چیزوں کے اختیار کرنے میں دل کو سکون ملتا ہے، اور حرام میں دل کو سکون نہیں ملتا، متقی پرہیزگار مسلمان چھوٹے گناہ اس لیے چھوڑ دیتا ہے

کہ اس کی وجہ سے کہیں بڑے گناہ میں مبتلاء نہ ہوجائے: اتحاف الخیرۃ المهرۃ 1/243

〈3〉دلیل: ابوالفرج عبدالرحمن بن احمدرجب حنبلی رحمه الله لکھتے ھیں

قَالَ لِیْ کَیْفَ بِالْعِلْمِ لِذَالِکَ قَالَ(ﷺ) اِذَااَرَدتَّ اَمْراًفَضَعْ یَدَکَ عَلٰی صَدْرِکَ فَاِنَّ الْقَلْبَ یَضْطَرِبُ لِلْحَرَامِ وَیَسْکُنُ لِلْحَلَالِ ،وَاِنَّ الْمُسْلِمَ الْوَرِعَ یَدَعُ الصَّغِیْرَۃَ مَخَافَۃَ الْکَبِیْرَۃِ

ترجمہ: فرماتے ہیں میں نے عرض کی مشکوک اور غیر مشکوک کو میں کیسے پہچانوں گا تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا جب تجھے کسی معاملہ میں تردد ہوجائے تو اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر سوچ کہ دل حرام میں پریشان ہوتا ہے اور حلال میں دل کو سکون ملتا ہے، پرہیزگار مسلمان وہ ہے جو چھوٹے گناہوں کو اس لیے چھوڑ دیتا ہے کہ کہیں اس کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ ہوجائے: جامع العلوم والحکم 1/109 الناشر دارالمعرفت بیروت 1409 ھ

〈4〉دلیل:ایقاظ الافھام فی شرح عمدۃ الاحکام میں ھے

قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ مَازَالَتِ التَّقْوٰی بِالْمُتَّقِیْنَ حَتّٰی تَرَکُوْاکَثِیْراًمِّنَ الْحَلَالِ مَخَافَۃَ الْوُقُوْعِ بِالْحَرَامِ:

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمه الله فرماتے ہیں متقین ہمیشہ تقویٰ کو اختیار کرتے ہیں یہاں تک بہت ساری حلال چیزوں کو اس لیے چھوڑ دیتے کہ کہیں حرام میں مبتلاء نہ ہوجائیں:

〈5〉دلیل: التیسیر بشرح الجامع الصغیر میں ہے

وَرَعُ الصَّالِحِیْنَ وَھِیَ التَّحَرُّزُ عَمَّا یَتَطَرَّقُ اِلَیْہِ اَعْمَالُ التَّحْرِیْمِ وَاِنْ اُفْتِیَ بِحِلِّہٖ بِنَاءً عَلَی الظَّاھِرِ

ترجمہ: صالحین کا تقوی یہ ہے کہ اس عمل سے بچتے ہے جو حرام کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے اگر چہ ظاہراً فتویٰ حلال ہونے پر ہی کیوں نہ ہو:

التیسر بشرح الجامع الصغیر 2/13 الناشر مکتبہ الامام الشافعی الریاض 1408ھ

〈6〉دلیل: تیسیر العلام شرح فی عمدۃ الحکام میں ھے

قَالَ الْغِزَالِیُ الْوَرُعُ اَقْسَامٌ ،وَرَعُ الصِّدِیْقِیْنَ وَھُوَمَاتَرُکُ مَایَتَنَاوَلُ لِغَیْرِنِیَّۃِ الْقُوَّۃِعَلَی الْعِبَادَۃِ ...... وَرُعُ الْمُتَّقِیْنَ ھُوَتَرَکُ مَالَاشُبْھَۃَ فِیْہِ وَلٰکِنَّ یُّخْشٰی اَنْ یَجُرَّاِلَی الْحَرَامِ .....وَرُعُ الصَّالِحِیْنَ وَھُوَتَرَکُ مَالَایَتَطَرَّقُ اِلَیْہِ اِحْتِمَالُ التَّحْرِیْمِ بِشَرْطِ اَنْ یَّکُوْنَ لِذَالِکَ الْاِحْتَمَالِ مُوْقِعٌ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَہٗ مُوْقِعٌ فَھُوَوَرُعُ الْمُوَسْوِسِیْنَ:

ترجمہ: حضرت امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تقوی کی چند قسمیں ہیں

پہلی قسم: صدیقین کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دیتے ہیں جس کے اندر عبادت کرنے میں تقویت حاصل کرنے کی نیت نہ ہو:

دوسری قسم: متقین کا تقویٰ یہ ہے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دیتے ہیں جس میں کوئی شبہ نہ ہو اس ڈر سے کہ اس کے کرنے سے کہیں ہم حرام تک نہ پہنچ جائیں:

تیسری قسم: عام نیک لوگوں کا تقوی یہ ہے کہ ہر اس چیز کو چھوڑ دیتے ہیں جس کرنے میں صرف اس قدر احتمال ہو کہ جائز کام کے کرنے سے حرام میں مبتلاء نہ ہو جائیں اور یہ صورت نہ ہو تو یہ وسوسوں میں مبتلاء ہونے والوں کا تقویٰ ہے:

تیسیر العلام شرح عمدۃ الحکام للبسام 2/197

‹7› دلیل: فیض الباری میں ھے

(دَعْ مَـایُـرِیْبُکَ)اُتْـرُکْ مَـاتَشَـکَّکَ فِیْ کَوْنِہٖ حَسْناًاَوْقَبِیْحاًاَوْحَلاَلاًاَوْحَـرَامًا(اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ)اَیْ وَ اَعْدِلُ اِلٰی مَالَاشَکَّ فِیْہِ یَعْنِی مَاتَیَقَّنْتَ حُسْنَہٗ وَحِلَّہٗ :

تـرجمه : (چھوڑ دے اس چیز کو) جس چیز کے حسن اور قبیح اور حلال اور حرام ہونے میں تجھے شک ہو جائے ،تقوٰی یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دے،(اور اس چیز پر عمل کر جس میں تجھے شک نہ ہو) یعنی جس چیز کے حسن اور حلال ہونے میں تجھے یقین ہو جائے تو تقوٰی یہ ہے کہ اس کو اختیا کر:

فیض الباری جلد3 صفحہ 706 الناشر دارالکتب العلمیہ بیروت 1415ھ

☆خلاصه کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ تقوٰی یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی میں بھی شئ کو چھوڑ دینا افضل ہے،اور اس پر ثواب ہے اور اسی میں اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول اللہ ﷺ کی رضاء اور خشنودی ہے فلہٰذا غیر منصوص علیہ پندرہ چیزوں میں مرجوح قول کے مطابق اگر مکروہ تنزیہی کو بھی مدنظر رکھا جائے تو تب بھی ان میں علت خبث کے قوّی احتمال کے پائے جانے کی جہ سے اوجھڑی کھانے سے بچنا افضل ہے،اور اسی میں تقوٰی ہے،اور اسی میں نجات ہے،اور اسی میں ثواب ہے،اور اسی میں اللہ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی رضاء اور خوشنودی ہے:

☆ پهلا دعوٰی ☆

دعوٰی یہ ہے کہ منصوص علیہ میں علت خبث پائی جاتی ہے اس کی وجہ سے ایک چیز حرام اور چھ چیزیں مکروہ تحریمی ہیں کیوں کے خبیث چیزوں سے قلب سلیم نفرت کرتی ہے اور گھن کھاتی ہے

(القلب السليم هو السالم من الشرك والبدعة والآفات والمكروهات وليس فيه الامحبة الله :

ترجمہ: قلب سلیم وہ ہے جو شرک اور بدعت اور آفات اور مکروہات سے بچار ہے اور اس قلب میں صرف از صرف اللہ تعالی کی محبت اور اس کا خوف ہوتا ہے (ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الاحکام 4/16))

بالفاظ دیگر

ہرنجاست خبیث چیز ہے ....ہر خبیث چیز سے دلی نفرت ہوتی ہے...... فلہٰذا ہر نجاست سے نفرت ضروری ہے (بالفاظ دیگر) ہرنجاست خبیث چیز ہے ....ہر خبیث چیز سے اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ اور مومن طبیعتِ سلیمہ جبلی فطرت رکھنے کی وجہ سے نفرت کرتے ہیں...فلہٰذا ہرنجاست سے نفرت ضروری ہے:

اگر خبیث چیز کا خبث قطعی دلیل سے ثابت ہوتو خبیث چیز حرام ہے :اگر خبیث چیز کا خبث دلیل ظنی (یعنی خبر واحد یا علت جامعہ مشترکہ کو بنیاد بناتے ہوئے قیاس شرعی) سے ثابت ہوتو وہ خبیث چیز مکروہ تحریمی ہے،اگر خبیث چیز کا خبث کسی مظبوط دلیل ظنی سے ثابت نہ ہو بلکہ انسان عادۃً اور فطرۃً نفرت کرتا ہوتو وہ خبیث چیز مکروہ تنزیہی ہے،اور مکروہ کی تحقیق پہلے گزرچکی ہے،علماء عظام کی چند عبارات ملاحظہ فرمائیں:

〈1〉 دلیل: اضواء البیان میں ھے

وَمِنْ ذَالِكَ حَشَرَاتُ الْاَرْضِ كَالْفَأرَةِ ،وَالْحَيَّاتِ، وَالْاَفَاعِيْ ،وَالْعَقَارِبِ وَالْخُنْفَضَاءِ وَالْعِظَايَةِ ،وَالضَّفَادِعِ ،وَالْجُرُذَانِ ،وَالْوَزْغِ وَالصَّرَاصِيْرِ،وَالْعَنَاكِبِ وسام ابرص وَالْجعْلَانِ وَبَنَاتِ ،وَرْدَانِ ،وَالدِّيْدَانِ ،وَحِمَارِ قُبَّانِ وَنَحْوِ ذَالِكَ:

فَجُمْهُوْرُ الْعُلَمَاءِ عَلٰى تَحْرِيمِ أَكْلِ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ لِاَنَّهَا مُسْتَخْبَثَةٌ طَبْعًا،قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ ،لِاَنَّهُ لَايَنْضَبِطُ لَامَعْنَى الْخُبْثِ مَعْرُوْفٌ عِنْدَهُمْ فَمَا

اِتَّصَفَ بِہٖ فَھُوَ حَرَامٌ ،وَیَدْخُلُ فِیْہِ اَیْضًا کُلُّ مَانَصَّ الشَّرْعُ عَلٰی اَنَّہٗ خُبُثٌ اِلَّاالدَّلِیْلُ عَلٰی اَبَاحَتِہٖ مَعَ اِطْلَاقِ اِسْمِ الْخُبُثِ عَلَیْہِ :

ترجمہ: حشرات الارض میں سے یہ ہے (چوہا، چھپکلی، گرگٹ، گونس، سانپ، بچھوں، بر، مچھر، پسو، کھٹمل، مکھی، کلی، مینڈک وغیرہ) اور انکی مثل، فلہٰذا جمہور علماء کا مذھب یہ ہے کا ان خبیث چیزوں کا کھانا حرام (مکروہ تحریمی) ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میرے محبوب علیہ السلام تم پر خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں، اور خبیث چیزوں کو شمار نہیں کیا جا سکتا (کہ سب کی حرمت نص صریح سے بیان کی جائے) اور یہ ناممکن ہے، فلہٰذا جو چیز بھی خبث کے ساتھ موصوف ہوگی وہ حرام ہوگی، اور (قاعدہ کلیہ) اس اصول اور قاعدہ کلیہ کے مطابق اس میں ہر وہ خبیث چیز داخل ہو جائے گی جس پر نص وارد نہ ہوئی ہو (مقیس علیہ اور مقیس دونوں میں علت جامعہ مشترکہ پائے جانے کی وجہ سے) کہ وہ مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ اس کے مباح ہونے پر کوئی نص صریح موجود نہ ہو: اضواء البیان فی ایضاح القران بالقران 7/128

﴿2﴾ دلیل: اسماعیل حقی بن مصطفی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ھیں

کَالدَّمِ وَلَحْمِ الْخِنْزِیْرِ...فَالْمُرَادُ بِالطَّیِّبَاتِ مَایَسْتَطِیْبُہُ الطَّبْعُ وَیَسْتَلِذُّہٗ وَبِالْخَبَائِثِ مَایَسْتَخْبِثُہُ الطَّبْعُ وَیَتَنَفَّرُمِنْہُ: فَیَکُوْنُ الآیَۃُ دَلِیْلًااَنَّ الْاَصْلَ فِیْ کُلِّ مَایَسْتَطِیْبُہُ الطَّبْعُ الْحِلَّ:وَکُلُّ مَایَسْتَخْبِثُہُ الطَّبْعُ الْحُرْمَۃَ اِلَّابِدَلِیْلٍ مُنْفَصِلٍ:

ترجمہ: حضرت اسماعیل حقی رحمہ اللہ اس کی ایت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ طیبات سے مراد وہ چیزیں ہیں جس کو طبعیت سلیمہ اچھا اور لذیذ سمجھے ....اور خبیث چیزوں سے مراد وہ خبیث چیزیں ہیں جن کو طبعیت سلیمہ برا سمجھے اور اسے نفرت کرے ....اور یہ آیت مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ طبعیت سلیمہ جس کو اچھا سمجھے وہ حلال ہے اور جس کو برا یعنی خبیث سمجھے وہ حرام ہے بشرطیکہ اس پر کوئی نص موجود نہ ہو (اگر ہوگی تو پھر نص کے مطابق حکم لگایا جائے گا)

تفسیر روح البیان.....3/190 الناشر دار التراث العربی بیروت

〈3〉**دلیل: علامہ محمدالوسی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ھیں**

فُسِّرَ الْاَوَّلُ بِالْاَشْيَاءِ الَّتِیْ تَسْتَطِيْبُهَاالنَّفْسُ وَيَسْتَلِذُّهٗ الطَّبْعُ كَالشُّحُوْمِ وَالثَّانِیْ بِالْاَشْيَاءِ الَّتِیْ يَسْتَخْبِثُهَاالنَّفْسُ كَالدَّمِ فَتَكُوْنُ الآيَةُ دَالَّةٌ عَلٰی اَنَّ الْاَصْلَ فِیْ كُلِّ مَاتَسْتَطِيْبُهٗ النَّفْسُ وَ يَسْتَلِذُّهٗ لِلطَّبْعِی الْحِلُّ :وَفِیْ كُلِّ مَايَسْتَخْبِثُهٗ النَّفْسُ وَيَكْرَهٗ الطَّبْعُ الْحُرْمَةَ اِلَّالِدَلِيْلٍ مُّنْفَصِلٍ:

ترجمہ: (طیبات سے مرادوہ چیزیں ہیں جن کوطبعیت سلیمہ اچھا سمجھے جیسے چربی وغیرہ،اور خبیث چیزوں سے مرادوہ چیزیں ہیں جن سے طبیعت سلیمہ نفرت کرے جیسے خون وغیرہ،اور یہ آیت مبارکہ اس بات پردلالت کرتی ہے کہ ہروہ چیز جوطبعیت سلیمہ کواچھی لگی وہ حلال ہے،اور طبعیت سلیمہ جس چیز سے نفرت کرے وہ چیز حرام ہے،بشرطیکہ اس شئی کی حرمت یا حلت پر نص وارد نہ ہوئی ہوورنہ نص کے مطابق عمل کیاجائے گا:

تفسیر روح المعانی 9/ 81 الناشر داراحیاء التراث العربی بیروت

〈4〉**دلیل: تفسیرحقی میں ھے**

فَالْمُرَادُبِالطَّيِّبَاتِ مَايَسْتَطِيْبُهٗ الطَّبْعُ وَيَسْتَلِذُّهٗ وَبِالْخَبَائِثِ مَايَسْتَخْبِثُهٗ الطَّبْعُ وَيَتَنَفَّرُمِنْهُ وَمَدْلُوْلُ الْاٰيَةِ حِيْنَئِذٍاِنْ كَانَ مَا يَحْكُمُ الشَّرْعُ بِحِلِّهٖ فَهُوَحَلَالٌ وَمَايَحْكُمُ الشَّرْعُ بِحُرْمَتِهٖ فَهُوَحَرَامٌ :

ترجمہ: طیبات سے مرادوہ چیزیں ہیں جن کوطبعیت سلیمہ اچھااورلذیذ سمجھے....اورخبیث چیزیں وہ ہیں جن کوطبعیت سلیمہ گندا سمجھے اوراسے نفرت کرئے ....اوراس آیت مبارکہ کامدلول یہ ہے کہ شریعت مطہرہ جس کوحلال کاحکم دے وہ حلال ہے،اوراگرحرام کاحکم دےتووہ حرام ہے(عام ازیں کہ یہ حکم دلیل قطعی سے ہویادلیل ظنی سے ہو) تفسیرحقی 4/ 289 مؤلف حقی

〈5〉 **دلیل : ایقاظ الافھام میں ھے**

اَلْقَلْبُ السَّلِيْمُ هُوَالسَّالِمُ مِنَ الشِّرْكِ وَالْبِدْعَةِ وَالْاٰفَاتِ وَالْمَكْرُوْهَاتِ وَلَيْسَ فِيْهِ اِلَّا مَحَبَّةُ اللّٰهِ

ترجمہ: قلب سلیم وہ ہے جو شرک اور بدعت اور آفات اور مکروہات سے بچا رہے اور اس قلب میں صرف از صرف اللہ تعالی کی محبت اور خوفِ خدا ہوتا ہے:

ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الاحکام 4/16

⟨6⟩ دلیل : تفسیر القطان میں ھے

اَلطَّيِّبَاتُ كُلُّ مَاتَسْتَطِيْبُهُ الْاَذْوَاقُ مِنَ الْاَطْعِمَةِ وَتَسْتَفِيْدُمِنْهُ التَّغْذِيَةُ النَّافِعَةُ

اَلْخَبَائِثُ كُلُّ حَرُمَ مَااُكُلُهُ وَذَبْحُهُ:

ترجمہ : ہر وہ شئ جس کا کھانا حرام اور ذبیحہ حرام ہے وہ خبیث ہے: تفسیر القطان 2/80

⟨7⟩ دلیل: تفسیر المنتخب میں ھے

وَيُحِلُّ لَهُمْ ..اَلْاَشْيَاءَ الَّتِى يَسْتَطِيْبُهَاالطَّبْعُ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْاَشْيَاءَ الَّتِى يَسْتَخْبِثُهَا

الطَّبْعُ كَالدَّمِ وَالْمَيْتَةِ:

ترجمہ: حلال چیزیں وہ ہیں جن کو طبعیت سلیمہ اچھا نہ سمجھے....اور خبیث چیزیں وہ ہیں جن کو طبعیت سلیمہ خبیث سمجھے جیسے خون اور مردار وغیرہ: تفسیر المنتخب 1/271

⟨8⟩ دلیل: ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الکلام میں ھے

وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ:وَالْاَبْوَالُ وَالْاَرْوَاثُ كُلُّهَانَجِسَةٌ وَهٰذَاعَامٌّ يَّدْخُلُ فِيْهِ جَمِيْعُ

الْاَبْوَالِ وَ لِحَدِيْثِ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَاِنَّ عَامَّتَهٗ عَذَابُ الْقَبْرِ:

ترجمہ : ہر قسم کا پیشاب اور ہر قسم کی گوبر نجس ہے اور یہ حکم عام ہے اور اس حکم میں ہر قسم کا پیشاب داخل ہے اور (دلیل) اس پر یہ ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیشاب کے چھینٹوں سے بچو اس

سے عذاب قبر ہٹتا ہے ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الکلام میں ہے 3/52

☆خلاصہ کلام☆

اَلْقَلْبُ السَّلِیْمُ ھُوَالسَّالِمُ مِنَ الشِّرْكِ وَالْبِدْعَةِ وَالْاٰفَاتِ وَالْمَكْرُوْھَاتِ وَلَیْسَ فِیْهِ اِلَّامَحَبَّةُ اللّٰهِ:

ترجمہ: قلب سلیم وہ ہے جو شرک اور بدعت اور آفات اور مکروہات سے بچار ہے اور اس قلب میں صرف از صرف اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف خدا ہوتا ہے (ایقاظ الافہام فی شرح عمدۃ الاحکام 4/16) خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مفسرین اور آئمہ عظام اور محدثین کے اقوال مبارکہ سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کی تائید میں یہ بات بالکل ثابت ہوگئی کہ خبیث چیزوں سے گھن اور نفرت کرنا یہ طبیت سلیمہ کا تقاضہ ہے ،اور اسے ان آئمہ کا مسلک بھی مضبوط تر ہوگیا جنھوں نے دلائل باہرہ سے علت خبث کو غیر منصوص علیہ پندرہ چیزوں میں ثابت کیا ہے کہ طبعیت سلیمہ ان چیزوں سے نفرت کرتی ہے فلہٰذا ہمیں اپنے آئمہ عظام کی پیروی کرنی چاہیے:

☆دوسرا دعویٰ☆

فرع اور اصل کے درمیان جامع مشترکہ اگر علت پائی جائے تو فرع پر اصل والا حکم نافذ کرنا ضروری ہوجاتا ہے یعنی مقیس علیہ اور مقیس میں جب ایک ہی طرح کی علت موجود ہو تو دونوں کا حکم ایک ہی ہوگا (بالفاظ دگر) اصل یعنی مقیس علیہ متبوع ہے اور فرع یعنی مقیس تابع ہے تو جو علت متبوع میں ہوگی وہی علت تابع میں ہوگی فلہٰذا جو حکم متبوع کا ہوگا وہی حکم تابع کا ہوگا ،اگر متبوع کا حکم حلال تو تابع کا حکم بھی حلال،اگر متبوع کا حکم حرام تو تابع کا حکم بھی حرام،اگر متبوع کا حکم مکروہ تحریمی تو تابع کا حکم بھی مکروہ تحریمی،اگر متبوع کا حکم مکروہ تنزیہی تو تابع کا حکم بھی مکروہ تنزیہی علی ھذ القیاس:

⟨1⟩دلیل: اصول

وَحُکْمُ التَّبْعِ لَایَقْطَعُ عَنِ الْاَصْلِ : **ترجمہ:** (اصول یہ ہے) تابع کا حکم اصل سے جدانہیں ہوسکتا : حاشیہ ردالمختار شرح تنویرالابصار ابن عابدین..جلد.2..صفحہ 288...مکان النشر بیروت

⟨2⟩دلیل: اصول

وَالضَّابِطَۃُ الَّذِیْ یُرَدُّ کُلُّ جِنْسٍ اِلٰی اَصْلِہٖ: **ترجمہ** :اصول یہ ہے کہ ہر جنس اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے: البحرالرائق.. کتاب المعاقل..جلد8..صفحہ 485..الناشر دارالمعرفۃ بیروت

⟨3⟩ دلیل: اصول

لِاَنَّ الْکَسَادَاَصْلِیٌّ وَالشَّیْءُ اِذَارَجَعَ اِلٰی اَصْلِہٖ :

ترجمہ: اس لیے کہ کسادا اصل ہے اور (اصول یہ ہے) شئ اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے

العنایۃ شرح الھدایۃ... کتاب الصرف...جلد6...صفحہ 106

⟨4⟩دلیل: اصول

فخرالدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی لکھتے ھیں

وَالشَّیْءُ اِذَارَجَعَ اِلٰی اَصْلِہٖ : **ترجمہ:** اس لیے (اصول ہے) شئ اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے:شرح کنزالدقائق .باب الخلع ..جلد4..صفحہ 143..الناشر دارالکتب الاسلامیہ القاہرہ

⟨5⟩ دلیل: اصول

علی بن عبدالکافی السبکی لکھتے ھیں

اِفْتَقَرَفَرْعٌ اِلَی الرُّجُوْعِ اِلٰی اَصْلِہٖ :**ترجمہ:** اصول یہ ہے کہ فرع رجوع کرنے میں اپنے اصل کی محتاج ہوتی ہے:

فی شرح المنھاج علی منھاج الوصول الی علم الاصول للبیضاوی... جلد1... صفحہ 105... الناشر بیروت

‹6› دلیل: اصول

بدرالدین محمدبن بهادربن عبدالله الزرکشی متوفی 793 ھ رحمه الله لکھتے هیں

وَرُدَّتْ کُلُّ فَرْعٍ اِلٰی أَصْلِهٖ: ترجمہ: **اصول یہ ہے کہ ہر فرع اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے**

البحر المحیط فی اصول الفقه..**جلد 1..صفحہ 4...الناشر لبنان...بیروت**

‹7› دلیل: اصول

بدرالدین محمدبن بهادربن عبدالله الزرکشی متوفی 793 ھ رحمه الله لکھتے هیں

وَاِنَّمَــاالْحَقُّ اَنَّهٗ رَدُّالْفَرْعِ اِلٰی اَصْلِهٖ : **ترجمه :** حق یہی ہے (اصول یہ ہے) کہ ہر فرع اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے: البحر المحیط فی اصول الفقه..جلد 1..صفحہ 141...الناشر لبنان...بیروت

‹8› دلیل: اصول

علاء الدین ابوالحسن علی بن سلیمان الحنبلی متوفی لکھتے هیں

فَـقَالَ الْقَاضِیُ وَاَبُوْالْخَطَّابِ وَابْنُ الْبَنَاهُوَرَدُّالْفَرْعِ اِلٰی اَصْلِهٖ بِعِلَّةٍ جَامِعَةٍ وَفِی التَّمْهِیْدِ اَیْضًاتَحْصِیْلُ حُکْمِ الْاَصْلِ فِی الْفَرْعِ لِاِشْتِبَاهِهِمَافِیْ عِلَّةِ الْحُکْمِ وَاخْتَارَهٗ اَبُو الْحَسَنِ الْبَـصْرِیُّ حَـمْلَ فَرْعٍ عَلٰی أَصْلٍ فِیْ حُکْمٍ بِجَامِعٍ(بَیْنَهُمَا) وَهُوَقَرِیْبٌ اَیْضًامِنَ الْاَوَّلِ فَاِنَّ مُرَادَهٗ بِمُسَاوَاةِ (معلوم)الْفَرْعِ وَمُرَادَهٗ لِمَعْلُوْمِ :الْاَصْلِ :

ترجمه: قاضی اور ابوالخطاب اور ابن البنا (رحمهم الله) فرماتے ہیں (اصول یہ ہے) کہ جامع علت کی وجہ سے فرع اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے.....اور تمہید میں بھی اسی طرح ہے،اور حضرت ابوالحسن بصری نے اسی کو اختیار کیا کہ فرع اور اصل کے درمیان جامع علت پائے جانے کی وجہ سے فرع کو اصل پر محمول کیا جائے گا...اور یہ بھی اصول ہے کہ فرع اور اصل کے درمیان مساوات کے پائے جانے کی وجہ سے فرع کو اس کی اصل کی طرف لٹایا جائے گا:

التحبیر شرح التحریر فی اصول الفقه ..باب القیاس...جلد 1....صفحہ 3120،الناشر السعودیہ..الریاض

‹9›دلیل: اصول

علاء الدین ابوالحسن علی بن سلیمان الحنبلی متوفی لکھتے ھیں

تَرْجِیْحُ الْقِیَاسِ بِحَسْبِ اَصْلِهٖ مِنْ وُجُوْهٍ بِاَنْ یَّکُوْنَ دَلِیْلُ أَصْلِهٖ اَقْوٰی

ترجمہ : قیاس کو ترجیح کئی وجوہ سے ہوتی ہے ان وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اصل میں دلیل جس قدر زیادہ مضبوط ہوگی اور قیاس شرعی کو اس قدر ترجیح ہوگی:

التحبیر شرح التحریر فی اصول الفقه..باب القیاس..جلد1..صفحہ 4226..الناشر السعودیہ..الریاض

‹10› دلیل: اصول

اَلتَّرْجِیْحُ فِیْهِ (اِلٰی أَصْلِهٖ)اَیِ الْاَصْلِ مَقِیْسِ عَلَیْهِ (وَفَرْعِهٖ)اَیِ الْفَرْعِ الْمَقِیْسِ

ترجمہ: مقیس علیہ میں اگر ترجیح ہوگی تو اس کی فرع میں بھی ترجیح حاصل ہوگی

الکوکب المنیر شرح مختصر التحریر...جلد3....صفحہ 58

‹11›دلیل: اصول

رَدُّالْفَرْعِ یَعْنِیْ اِرْجَاعَهٗ اِلٰی اَصْلِهٖ اَصْلُهٗ الْمَنْصُوْصُ عَلَیْهِ لِاَنَّ الْفَرْعَ غَیْرُ مَنْصُوْصٍ عَلَیْهِ وَلِاِجْتِمَاعِهِمَاوَاشْتِرَاکِهِمَافِیْ عِلَّةٍوَاحِدَةٍ....حَکَمْنَاعَلَی الْفَرْعِ بِحُکْمِ الْاَصْلِ لِمَاذَا؟..... لِاَنَّ الشَّرْعَ لَایَفْتَرِقُ مِنَ الْمُتَمَاثَلَاتِ کَمَااَنَّهٗ لَایَجْمَعُ بَیْنَ مُخْتَلَفَاتٍ .....فَاِذَاتَحَقَّقَ وُجُوْدُالْعِلَّةِ فِی الْفَرْعِ مِثْلُ وُجُوْدِهَافِی الْاَصْلِ اَلْحَقْنَالَهٗ حُکْمًا:

ترجمہ: فرع کو اس کی اس اصل کی طرف لوٹایا جائے گا جس پر نص وارد ہوئی ہے، اس لیے کہ فرع پر کوئی نص وارد نہیں ہوتی، فرع کو اس کی اصل کی طرف اس لیے لوٹایا جاتا ہے کہ اصل اور فرع میں علت واحدہ مشترکہ پائی جاتی ہے......جب علت مشترکہ ثابت ہو جائے تو فرع پر اصل کا حکم نافذ کر دیتے..اس لیے کہ شریعت مطہرہ متماثلات کے درمیان فرق نہیں کرتی جس

طرح مختلفات کے درمیان اجتماع نہیں کرتی ، فلہٰذا جب فرع میں علت کا وجود ثابت ہو جائے اسی طرح جس طرح اصل میں علت کا وجود پایا جاتا ہے تو یقیناً ہم اصل میں جو حکم پایا جاتا ہے اس کو فرع میں بھی جاری کر دیں گے: شرح متن الورقات فی اصول الفقه ..جلد 1.. صفحہ 365

〈12〉 دلیل: اصول

ابراهیم بن موسیٰ بن محمداللحمی الغرناطی متوفی 790 ھ لکھتے هیں

فَالْاَصْلُ اَنَّ الْجُزْئِیَّ رَاجِعٌ فِی التَّرْجِیْحِ اِلٰی اَصْلِهِ الْکُلِّیْ فَاِنْ کَانَ رَجَحَ کُلِّیٌّ فَکَذَالِکَ جُزْئِیُّهٗ اَوْلَمْ یَرْجَحْ فَجُزْئِیُّهٗ مِثْلُهٗ ..... لِاَنَّ الْجُزْئِیَّ مُعْتَبَرٌ بِکُلِّیَّةٍ وَّقَدْثَبَتَ تَرْجِیْحُهٗ فَکَذَالِکَ یَتَرَجَّحُ جُزْئِیُّهٗ وَاَیْضًا فَقَدْتَقَدَّمَ اَنَّ الْجُزْئِیَّ خَادِمٌ لِکُلِّیَّةٍ وَّلَیْسَ الْکُلِّیُّ بِمَوْجُوْدٍ فِی الْخَارِجِ اِلَّافِی الْجُزْئِیِّ فَهُوَالْحَامِلُ لَهٗ:

ترجمہ: اصول یہ ہے کہ ترجیح میں جزئی اپنی اصل کلی کی طرف لوٹتی ہے.... پس اگر کلی راجح ہوگی تو جزئی بھی راجح ہوگی... اگر کلی راجح نہیں ہوگی تو جزئی بھی راجح نہیں ہوگی ، اس لیے کہ جزئی اپنی کلی کی وجہ سے معتبر ہوتی ہے (بالفاظ دگر) جزئی کلی کی خادم ہے اور خارج میں کلی اپنی جزئی کے ساتھ موجود ہوتی ہے : الموافقات الناشر دارابن عثمان جلد 5.. صفحہ 352

☆خلاصه کلام☆

فقہی اصولوں سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مسلم قانون ہے اگر مقیس علیہ اور مقیس کے درمیان کوئی جامع علت موجود ہو تو مقیس کو اس کے مقیس علیہ کی طرف لوٹایا جائے گا، اور مقیس علیہ کا جو حکم ہے وہی حکم مقیس کا ہوگا:

فلہٰذا تسلیم کرنا پڑے گا

مثانہ مقیس علیہ ہے..............اوجھڑی مقیس ہے

مثانہ: متبوع ہے...............اوجھڑی تابع ہے

مثانہ: اصل منصوص علیہ.............اوجھڑی فرع غیر منصوص علیہ

جامع علت مشترکہ دونوں میں خبث (پیشاب) ہے

مثانہ کا حکم مکروہ تحریمی ہے........اوجھڑی کا حکم بھی مکروہ تحریمی ہے

کتبہ: م،م،م

☆تیسرا دعویٰ ☆

دعویٰ یہ ہے کہ حلت اور حرمت میں اگر تعارض واقع ہو جائے یعنی دونوں متعارض ہو جائیں یعنی دونوں میں حکم مشتبہ ہو جائے تو امام اعظم اور جمہور آئمہ عظام رحمہم اللہ کے نزدیک حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی یعنی مبنی بر احتیاط حرام کا چھوڑنا واجب ہوگا اور حلال کا ترک جائز ہوگا: دلائل ملاحظہ فرمائیں:

⟨1⟩دلیل: اصول ❧ حدیث ❧

لِقَوْلِهٖ ﷺ مَااُجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اِلَّاغَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ:

ترجمہ: حضو ﷺ کا فرمان ہے کہ جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی: ادلۃ القائلین بالتوقف جلد3۔ صفحہ 233 الناشر دارالکتب العلمیہ بیروت

⟨2⟩دلیل: اصول ❧ حدیث ❧

شیخ زین العابدین بن ابراهیم بن نجیم رحمه الله لکھتے هیں

مَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اِلَّاغَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ اَخْرَجَهٗ عَبْدُالرَّزَاقِ مَوْقُوْفًا عَلٰی اِبْنِ

مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ:

ترجمہ: حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی.... اس حدیث کو امام عبدالرزاق نے موقوفاً حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا:

(اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں چند ملاحظہ فرمائیں)

⟨3⟩ دلیل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ

وَمِنْ ثِقَةٍ قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَمَّا سُئِلَ عَنِ الْجَمْعِ بَیْنَ اُخْتَیْنِ بِمِلْكِ الْیَمِیْنِ (قَالَ) اَحَلَّتْ هُمَا آيَةٌ وَحَرَّمَتْهُمَا آيَةٌ فَالتَّحْرِیْمُ اَحَبُّ اِلَیْنَا:

ترجمہ:⟨مسئلہ⟩ ثقہ راوی سے ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ملک یمین میں اگر دو بہنیں جمع ہو جائیں تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

⟨الجواب⟩ فرمایا ایک آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں بہنیں مالک پر حلال ہیں ...دوسری آیت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونوں بہنیں مالک پر حرام ہیں مگر میں ان دونوں بہنوں کو ان کے مالک پر حرام سمجھتا ہوں:

⟨4⟩ دلیل: وَذَکَرَ بَعْضُهُمْ اَنَّ مِنْ هٰذَا النَّوْعِ حَدِیْثاً (لَكَ مِنَ الْحَائِضِ مَافَوْقَ الْاِزَارِ) وَحَدِیْثاً (اِصْنَعُوْا کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا النِّکَاحَ) فَاِنَّ الْاَوَّلَ یَقْتَضِیْ تَحْرِیْمَ مَابَیْنَ السُّرَّةِ وَالرُّکْبَةِ ...وَالثَّانِیَ یَقْتَضِیْ اِبَاحَةَ مَاعَدَا الْوَطْءِ فَرُجِّحَ التَّحْرِیْمُ اِحْتِیَاطاً وَّهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَبِیْ یُوْسُفَ وَمَالِكٍ وَّالشَّافِعِیِّ رَحِمَهُمُ اللّٰہُ:

ترجمہ:⟨مسئلہ⟩ ایک حدیث میں ہے عورت کے ایام خاص (حیض) میں ازار کے اوپر سے نفع حاصل کر سکتے ہیں، دوسری حدیث میں آتا ہے کہ وطی کے علاوہ اپنی بیوی سے جس

طرح چاہیں نفع حاصل کر سکتے ہیں (خواہ کپڑے کے اوپر سے ہو یا بغیر کپڑے کے ہو) پہلی حدیث مبارکہ اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ ناف اور گھٹنوں کے درمیان سے نفع حاصل کرنا حرام ہے ،دوسری حدیث اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ وطی کے علاوہ مکمل وجود سے نفع حاصل کیا جا سکتا ہے اس صورت میں احتیاط کی بنا پر حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہو گی یعنی ناف اور گھٹنوں کے درمیان ازار کے بغیر نفع حاصل نہیں کر سکتے ..یہی امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے:

〈5〉**دلیل:** فَاِذَانَزَاکَلْبٌ عَلٰی شَاۃٍ فَوَلَدَتُ لَایُؤکَلُ الْوَلَدُ :

ترجمہ مسئلہ: اگر بکری پر کتا کودا تو وہ حاملہ ہو گئی اور بچہ پیدا ہوا تو اس کا کھانا حلال نہیں ہو گا

〈6〉**دلیل:** وَکَذَااِذَانزَاحِمَارٌعَلٰی فَرَسٍ فَوَلَدَتُ بَغْلًالَمْ یُؤْکَلُ:

ترجمہ: مسئلہ اگر گھوڑی پر گدھا کودا اور وہ حاملہ ہو گئی تو اسنے خچر کو جنم دیا (اب گھوڑی حلت کا تقاضہ کرتی ہے اور گدھا حرمت کا تقاضہ کرتا ہے تو حرمت کو حلت پر ترجیح دیتے ہوئے فرمایا) تو اس کا کھانا حلال نہیں ہو گا:

〈7〉**دلیل:** لَوْشَارَكَ الْکَلْبُ الْمُعَلَّمُ غَیْرَالْمُعَلَّمِ حَرُمَ:

ترجمہ: مسئلہ اگر شکاری کتے کے ساتھ غیر شکاری کتا شکار میں شریک ہو گیا تو (اب سیکھا ہوا شکاری کتا حلت کا تقاضہ کرتا ہے اور غیر سیکھا ہوا شکاری کتا حرمت کا تقاضہ کرتا ہے تو حرمت کو حلت پر ترجیح دیتے ہوئے فرمایا) وہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا:

〈8〉**دلیل:** لَوْاِخْتَلَطَ لَبَنُ بَقَرٍبِلَبَنِ أَتَانٍ اَوْمَاءٌ وَبَوْلٌ عَدَمُ جَوَازِالتَّنَاوُلِ وَ لَا بِالتَّحَرِّیْ

ترجمہ: مسئلہ: اگر گائے کا دودھ گدھی کے دودھ میں مل گیا یا پانی اور پیشاب آپس میں مل گئے تو (اب گائے کا دودھ اور پانی حلت کا تقاضہ کرتے ہیں اور گدھی کا دودھ اور پیشاب

حرمت کا تقاضہ کرتے ہیں تو حرمت کو حلت پر ترجیح دیتے ہوئے فرمایا) دودھ اور پانی نجس ہو جائیں گے اور اس میں غور وفکر کی اجازت ہرگز نہیں ہوگی:

الاشباہ والنظائر، جلد 1، صفحہ 109، الناشر دار الکتب العلمیہ بیروت

﴿9﴾ دلیل: اصول: حدیث

علی بن محمد آمدی ابوالحسن رحمہ اللہ لکھتے ہیں

اَحَدُھُمَا مَارُوِیَ مِنْ قَوْلِہٖ ﷺ مَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اِلَّا غَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ وَھُوَ حَدِیْثٌ .... وَالثَّانِیْ اَنَّ الْاَخْذَ بِالتَّحْرِیْمِ اِحْتِیَاطٌ لِاَنَّ الْفِعْلَ اِنْ کَانَ حَرَاماً فَفِیْ اِرْتِکَابِہٖ ضَرَرٌ وَاِنْ کَانَ مُبَاحاً فَلَا ضَرَرَ فِیْ تَرْکِہٖ وَھٰذَا مَا اعْتَمَدَ عَلَیْہِ الشَّیْخُ اَبُوْ اِسْحَاقَ :

ترجمہ: اصولوں میں سے ایک اصول حضور ﷺ سے نقل کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی، اور دوسری دلیل یہ ہے کہ حرام کو حلال پر ترجیح احتیاطاً ہوتی ہے اس لیے کہ فعل اگر حرام ہوگا اس کے کرنے میں نقصان ہے، اور اگر فعل مباح ہوگا تو اگر اس پر عمل نہیں کیا تو اس میں کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہے حضرت ابو اسحاق نے بھی اسی پر اعتماد کیا ہے: الاحکام فی اصول الاحکام...، جلد 4... صفحہ 269.. الناشر دار الکتب العربی بیروت

﴿10﴾ دلیل: اصول

علی بن محمد آمدی ابوالحسن رحمہ اللہ لکھتے ہیں

وَلِھٰذَا فَاِنَّہٗ لَوِ اجْتَمَعَ فِی الْعَیْنِ الْوَاحِدَۃِ حَضَرٌ وَّاِبَاحَۃٌ کَالْمُتَوَلِّدِیْنَ مَا یُؤْکَلُ وَمَالَا یُؤْکَلُ قُدِّمَ التَّحْرِیْمُ عَلَی الْاِبَاحَۃِ ،وَکَذَالِکَ اِذَا طَلَّقَ بَعْضَ نِسَائِہٖ بِعَیْنِھَا ثُمَّ اُنْسِیَھَا حَرُمَ الْوَطْءُ الْجَمِیْعَ تَقْدِیْمًا لِلْحُرْمَۃِ عَلَی الْاِبَاحَۃِ ،وَاِلَیْہِ بِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اِلَّا غَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ :

ترجمہ:(مسئلہ :) اور اسی وجہ سے ایک آنکھ میں حلال اور حرام پائے جائے جیسے کسی بچے کے بارے میں اختلاف ہوگیا کہ آیا اس کا کھانا حلال ہے یا حرام تو اس صورت میں حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی فلہذا اس کا کھانا حرام ہوگا، **(مسئلہ :)** اور اسی طرح اگر کسی نے اپنی بیویوں میں سے معین کرکے ایک کو طلاق دی بعد میں بھول گیا کہ اس نے کس کو طلاق دی تھی تو تمام بیویوں سے وطی کرنا اس پر حرام ہوجائے گا اس لیے کہ مسلم اصول ہے کہ حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوتی ہے، اور حضور ﷺ کا اسی قانون کی طرف اشارہ ہے کہ جب حلال اور حرام ایک جگہ جمع ہوجائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی:

الاحکام فی اصول الاحکام..جلد 4...صفحہ 269..الناشر دار الکتب العربی بیروت

ـ(11)دلیل: اصول

محمدبن بهادربن عبدالله الزركشی ابوعبدالله رحمه الله لكهتے هيں

اِذَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اَوِ الْمُبِيْحُ وَالْمُحَرِّمُ غَلَبَ الْجَانِبَ الْحَرَامَ ،وَمِنْ ثَمَّ اِذَا تَعَارَضَ دَلِيْلَانِ يَقْتَضِى التَّحْرِيْمَ وَآخَرُيَقْتَضِى الْاِبَاحَةَ قُدِّمَ الْحَضْرُعَلَى الْاِبَاحَةِ تَغْلِيْباً لِلتَّحْرِيْمِ ،وَمِنْ هٰذَاقَالَ عُثْمَانُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَاسُئِلَ عَنْ اُخْتَيْنِ بِمِلْكِ الْيَمِيْنِ اَحَلَّتْهُمَاآيَةٌ وَ حَرَّمَتْهُمَاآيَةٌوَالتَّحْرِيْمُ اَحَبُّ اِلَيْنَا:

ترجمہ: (اصول یہ ہے) جب حرام اور حلال جمع ہوجائیں، یا مبیح اور محرم جمع ہوجائے تو حرام والی جانب غالب ہوگی (یعنی حرام سے بچنا واجب ہوگا، اور اسی وجہ سے جب ایک دلیل حرمت اور دوسری دلیل حرام کا تقاضہ کرے تو مفتی بہ قول کے مطابق حرمت کو حلت پر ترجیح ہوگی، اور اسی اصول کے بنیاد پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ملک یمین میں اگر دو بہنیں جمع ہوجائیں تو کیا وہ اپنے مالک پر حلال ہے یا حرام؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ایک آیت

مبارکہ سے ان کی حرمت اور دوسری آیت مبارکہ سے ان کی حلت ثابت ہو ہوتی ہیں لیکن میں حرمت کو محبوب سمجھتا ہوں:

المنشور فی القوعد..جلد 1 ... صفحہ 129..لناشر الکویت

〈12〉 دلیل:اصول ☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کافرمان ☆

شمس الدین ابوبکر محمدبن ابوسهل سرخسي متوفی 1421ھ لکھتے ھیں

وَکَانَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُرَجِّحُ آیَۃَ التَّحْرِیْمِ :

ترجمه: امام سرخسی نے فرمایا (ایک مسئلہ بیان کیا جس میں حلت اور حرمت میں تعارض واقع ہوگیا تو آپ نے فرمایا میں حرمت کو حلت پر ترجیح دیتا ہوں) اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حلت پر حرمت کو ترجیح دیتے تھے:

المبسوط للسرخسی/جلد 30 /صفحه 192 /الناشر دار الفکر بیروت /لبنان

〈13〉 دلیل: اصول

شمس الدین ابوبکر محمدبن ابوسهل سرخسی متوفی 1421ھ لکھتے ھیں

وَاَکْرَہُ فِیْ حَیَاتِہٖ لُبْسَ الْحُلِیِّ وَالْحَرِیْرِ لِاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ اَخَذَ الذَّھَبَ بِیَمِیْنِہٖ وَ الْحَرِیْرَ بِشِمَالِہٖ وَقَالَ ھٰذَانِ حَرَامَانِ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ حَلٌّ لِاُنَاثِھَا فَاِنَّمَا اَبَاحَ اللُّبْسَ بِشَرْطِ اُنُوْثَۃِ اللَّابِسِ ....وَھٰذَا الشَّرْطُ غَیْرُ مَعْلُوْمٍ فِی الْخُنْثٰی یَتَرَدَّدُ بَیْنَ الْحَضْرِ وَالْاِبَاحَۃِ یَتَرَجَّحُ مَعْنَی الْحَضْرِ فِیْہِ لِقَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَھُمَا اُمُوْرٌ مُتَشَابِھَاتٌ فَدَعْ مَایُرِیْبُكَ اِلٰی مَالَایُرِیْبُكَ ،وَتَرْكُ لُبْسٍ لَایُرِیْبُہٗ وَلُبْسُہٗ یُرِیْبُہٗ یُوْضِحُہٗ اَنَّ الْاِجْتِنَابَ عَنِ الْحَرَامِ فَرْضٌ وَالْاِقْدَامَ عَلَی الْمُبَاحِ لَیْسَ بِفَرْضٍ فَکَانَ الْاِحْتِیَاطُ فِیْ تَرْكِ لُبْسِ الْحَرِیْرِ لِکَیْلَایَکُوْنَ مُوَاقِعًا لِلْحَرَامِ :

ترجمہ: امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے اپنی زندگی میں کبھی زیور اور ریشم استعمال نہیں کی اس لیے کہ نبی ﷺ نے سیدھے ہاتھ میں سونا لیا اور الٹے ہاتھ میں ریشم لی اور ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں، اور میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہیں، تو ریشم اور سونا پہننے کے لیے عورت شرط ہے، اور یہ شرط مخنث (جو نامرد ہو نا عورت بلکہ ہیجڑا ہو) میں نہیں پائی جاتی اس میں تردد سا پیدا ہو گیا ہے کہ مخنث کے لیے سونا اور ریشم پہننا حلال ہے یا حرام، تو حرام کو حرمت پر ترجیح دی اس لیے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حلال واضح ہے، اور حرام واضح ہے، اور ان کے درمیان والا لے امور متشابہات ہیں اور ان میں سے انہیں پر عمل کرو جو تمہیں شک میں مبتلا نہ کریں، اور انہیں چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈال دیں، ریشم اور سونا کے ترک کرنے میں کوئی شک میں مبتلاء نہیں ہوتا، اور پہننے میں شک میں مبتلا ہوتا ہے آیا کہ مخنث کے حق میں یہ جائز ہے یا نہیں، یہ بات واضح ہے کہ حرام سے بچنا فرض ہے اور مباح کی طرف بڑھنا فرض نہیں ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ ریشم کو چھوڑ دے تا نکہ حرام کے طرف بڑھنے کا موقعہ ہی نہ ملے:

المبسوط للسرخسی جلد30 صفحہ192 الناشر دار الفکر بیروت /لبنان

〈14〉دلیل: اصول

علامہ علاء الدین الکاسانی متوفی 587ھ لکھتے ھیں

فَقَدِ احْتُمِلَ الْحِلُّ وَالْحُرْمَةُ فَيُرَجَّحُ جَانِبُ الْحُرْمَةِ احْتِيَاطًا لِاَنَّهٗ اِنْ اَكَلَ عَسٰى اَنَّهٗ اَكَلَ الْحَرَامَ فَيَأْثَمُ ،وَاِنْ لَّمْ يَأْكُلْ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ ،وَالتَّحَرُّزُ عَنِ الضَّرَرِ وَاجِبٌ عَقْلًا وَّشَرْعًا وَالْاَصْلُ فِيْهِ مَارُوِيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِوَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلْحَلَالُ

بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ فَدَعْ مَایَرِیْبُكَ اِلٰی مَالَایَرِیْبُكَ وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّاغَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ:

ترجمہ: اور بالتحقیق مسلم اصول ہے کہ جب حلال اور حرام باہم جمع ہو جائیں تو مبنی بر احتیاط جانب حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہوگی، اس لیے کہ اگر کھائے گا تو ممکن ہے کہ حرام کھا بیٹھا ہو تو گنہگار ہو جائے گا، اور نہیں کھایا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا (اور یہ مسلم اصول ہے) کہ حرام سے بچنا عقلاً اور شرعاً واجب ہے، اور اس پر دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت وابصہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ حلال اور حرام دونوں واضح ہیں اور ان دونوں کے درمیان کچھ امور شک میں ڈالنے والے ہیں، پس جن امور میں شک ہو جائے ان کو تو چھوڑ دے، اور وہ امور اختیار کر جن میں تمہیں شک نہ ہو، اور اس پر دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کسی چیز میں حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع جلد5 صفحہ58 مکان النشر بیروت

دلیل:(15) اصول

علامہ فخرالدین عثمان بن علی الزیلعی الحنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

لِاَنَّهٗ اِجْتَمَعَ فِیْهِ الْمُبِیْحُ وَالْمُحَرِّمُ فَیَغْلِبُ فِیْهِ جِهَةُ الْحُرْمَةِ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَااجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ اِلَّاغَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ لِاَنَّ الْحَرَامَ وَاجِبُ التَّرْكِ ،وَالْحَلَالَ جَائِزُ التَّرْكِ فَكَانَ الْاِحْتِیَاطِ فِی التَّرْكِ:

ترجمہ: (یہ مسلم قانون ہے کہ) جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی (اس لیے کہ آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام

کوحلال پر ترجیح حاصل ہوگی)اس لیے کہ حرام کا چھوڑنا واجب ہے اور حلال کا چھوڑنا جائز ہے،

فلہٰذا حرام کو چھوڑنے میں ہی احتیاط ہے:

تبین الحقائق شرح کنز الدقائق جلد6 صفحہ56 الناشر القاھرہ

‹16›دلیل: اصول

اَلصَّحِیْحُ اَنَّ الْعِلَّۃَ فِی الْاِفْسَادِ الْجَمْعُ بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَغَلَبَ الْحَرَامُ

ترجمہ : اور فتویٰ اسی قول پر ہے کہ جب فساد میں حرام اور حلال کے درمیان علت مشترکہ موجود ہو تو حرام کو حلال پر ترجیح ہوگی: المشور فی القوعد جلد1 صفحہ129 الناشر الکویت

‹17› دلیل: اصول

اَلْقَاعِدَۃُ الْکُلِّیَّۃُ اِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ وَ کَذَا الْمَانِعُ وَالْمُقْتَضِیُ غَلَبَ الْمَانِعُ:

ترجمہ: قاعدہ کلیہ ہے کہ جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح حاصل ہوگی اور اسی طرح جب مانع اور مقتضی آپس میں جمع ہو جائیں تو مانع کو مقتضی پر ترجیح حاصل ہوگی:

المنہاج فی علم القواعد الفقہ جلد1 صفحہ13

‹18›دلیل: اصول

اَلْقَاعِدَۃُ الْکُلِّیَّۃُ وَمَا حَرُمَ اِسْتِعْمَالُہٗ حَرُمَ اِتِّخَاذُہٗ وَحَرُمَ اِعْطَاؤُہٗ کَالنِّجَاسَاتِ:

ترجمہ: قاعدہ کلیہ ہے کہ جس کا استعمال حرام ہو تو اس کا لینا اور دینا بھی حرام ہے جیسے نجاسات وغیرہ: المنہاج فی علم القواعد الفقہ جلد1 صفحہ13

‹19›دلیل: اصول

خالدبن ابراهیم صعقی رحمه الله لکھتے هیں

اُصُولُ الشَّرِیْعَةِ مُقَرَّرَةٌ عَلٰی اَنَّ کَثْرَةَ الْحَرَامِ اَوِاسْتَوَاءَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ یُوْجِبُ تَغْلِیْبَ حُکْمِهٖ بِالْمَنْعِ:

ترجمہ: شریعت کا اصول مقرر ہے کہ حرام زیادہ ہو یا حلال اور حرام دونوں برابر ہوں تو حکم میں حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہوگی: شرح منظومة القوعدالفقهية جلد1 صفحه 47

☆خلاصه کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مذکورہ احادیث اور صحابہ کرام رضوان الله تعالی علیهم اجمعین اور جمیع آئمه کرام کے فرمودات سے واضح طور پر یہ ثابت ہوگیا کہ شرعی مسلم اور حتمی قانون ہے کہ جب کسی مسئلہ میں شک ہوجائے، اس پر نص یا علت صحیحہ جامعہ مشترکہ نہ ملنے کی صورت میں بعض علماء کرام فرمائیں کہ یہ حلال ہے یا مکروہ تحریمی ہے، اور بعض علماء عظام فرمائیں کہ یہ حلال ہے یا مکروہ تنزیہی ہے تو مذکورہ مسلم قانون کے مطابق علماء پر واجب ہے کہ فتویٰ حرام یا مکروہ تحریمی پر دیں اس لیے (وَالتَّحَرُّزُعَنِ الضَّرَرِوَاجِبٌ عَقْلاًشَرْعاً) (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع) (اِنَّ الْاِجْتِنَابَ عَنِ الْحَرَامِ فَرْضٌ) کہ حرام سے بچنا عقلا اور شرعا واجب ہے، اور (لِاَنَّ الْحَرَامَ وَاجِبُ التَّرْکِ ،وَالْحَلَالَ جَائِزُالتَّرْکِ (تبیین الحقائق) حرام کا ترک واجب ہے اور (وَالْاِقْدَامُ عَلَی الْمُبَاحِ لَیْسَ بِفَرْضٍ) حلال کا ترک جائز ہے اور (لِاَنَّ الْفِعْلَ اِنْ کَانَ حَرَامٌ فَفِی ارْتِکَابِهٖ ضَرَرٌ) حرام کہ ارتکاب میں نقصان ہی نقصان ہے، اور (وَاِنْ کَانَ مُبَاحاً فَلَاضَرَرَفِی تَرْکِهٖ) حلال کے ترک پر کوئی گناہ نہیں ہے تو (فَکَانَ الْاِحْتِیَاطُ فِی التَّرْکِ

)مبنی براحتیاط حرام کا چھوڑنا واجب ہوگا:

مکمل تحقیق کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ مفتی اعظم قاضی بدیع الدین/مفتی اعظم قہستانی/مفتی اعظم احمد مصری رحمہم اللہ نے منصوص علیہ سات چیزوں پر تفریع بیٹھاتے ہوئے علت خبث کی بناپراضافہ کرتے ہوئے حرام مغز/گردن کے دو پٹھے جوشانوں تک ممتد ہوتے ہیں ان کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ دیا،اور علت خبث کی بناپر علامہ شمس الدین قہستانی اور علامہ سید احمد مصری نے منصوص علیہ سات چیزوں پر اضافہ کرتے ہوئے خون جگر/خون طحال/خون گوشت یعنی خون بہ جانے کے بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے ان کے مکروہ تحریمی ہونے کے فتوے دیئے،اور علت خبث کی بناپر سات منصوص علیہ پر اضافہ کرتے ہوئے حلیۃ محلی شرح منیۃ المصلی میں دل کے خون کے مکروہ تحریمی ہونے پر فتویٰ دیا،اور علت خبث کی بناپر سات منصوص علیہ پر اضافہ کرتے ہوئے حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی میں مرہ (زرد پانی جو پتہ میں ہوتا ہے) کے مکروہ تحریمی ہونے پر فتویٰ دیا،عقود الدریہ میں رحم سے جو خون نکلتا ہے اس کے مکروہ تحریمی ہونے پر فتویٰ دیا،اور علت خبث کی بناپر سات منصوص علیہ پر اضافہ کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے (6) دل کا خون (7) پتہ کا زرد پانی (8) ناک کی رطوبت جو بھیڑ میں اکثر پائی جاتی ہے (9) دبر کا مقام (پخانہ) (10) اوجھڑی (11) آنتیں (12) نطفہ یعنی منی (13) وہ نطفہ جو خون بن گیا (14) وہ نطفہ کہ لوتھڑا ہوگیا (15) وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بغیر ذبح کے نکلا، یا بغیر ذبح کے مرگیا ان کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ دیا،اوران تمام آئمہ عظام کے مذکورہ فتاویٰ جات آقاء علیہ السلام اور صحابہ عظام اور آئمہ مجتہدین کے بیان کردہ اصولوں اور قواعد کلیہ کے مطابق ہیں اوران عظیم فقہاء کرام کی شان مبارکہ بھی یہی تھی کہ علت خبث کی بناپران خبیث چیزوں کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتویٰ دیتے:

اور مرجوح قول کے مطابق بغیر مضبوط اور پختہ دلائل کے جو علماء ان خبیث چیزوں کے

مکروہ تنزیہی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں ان حضرات کی شان کے لائق یہی ہے:

اور بعض کا نظریہ کہ ہمیں فقہاء کی عبارت میں اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے پر کوئی جزیہ علت نہیں ملی اس وجہ سے ہم اس کو مکروہ تنزیہی یا جائز قرار دیتے ہیں:

یہ مقام محل نظر ہے

اس کا ایک جواب یہ ہے کے آپ کا یہ کہنا کہ ہمیں علت جزیہ نہیں ملی تو یہ آپ کی سوچ ہے ورنہ مثانہ اور دبر کے خبث اور مکروہ تحریمی ہونے پر علت پیشاب ہے، اور یہی علت پیشاب اوجھڑی میں ہوتی ہے اگر تو منصوص علیہ مثانہ علت بول خبث کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے، اور منصوص علیہ فرج اور ذکر گذرگاہ پیشاب اور منی خبث کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہیں، تو یہی علت پیشاب اوجھڑی میں موجود ہے جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ اور کثیر جماعت نے اس کو مکروہ تحریمی قرار دایا ہے فلہٰذا اس میں مزید غور کی جائے، اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کو عظیم فقیہ اور مجتہد مانتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں مانتے تو آپ اپنی کتب میں اپنے مئوقف کو مضبوط کرنے لیے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کی عبارات کو نقل کیوں کرتے ہو، اس سے معلوم ہوا کہ آپ آپ کو عظیم فقہاء میں سے شمار کرتے ہیں فلہٰذا آپ کا یہ فرمانا کہ ہمیں اس پر کوئی جزی فقہاء کی عبارت میں نہیں ملی تو اس میں غور فکر کی ضروت ہے مزید غور فکر کریں..

تیسرا جواب اس کا یہ ہے کہ ہاں آپ یوں فرما سکتے تھے کہ متقدمین فقہاء میں سے اس پر کسی نے کلام نہیں کیا اور متاخرین فقہاء میں اس پر کلام کیا ہے اور آپ کی بیان کردہ علت جو آپ نے متقدمین امام اعظم اور علامہ قاضی بدیع خوارزمی (غنیۃ الفقہاء) ءاور علامہ شمس الدین مصری (محشی درمختار) اور دیگر مجتہدین کی اتباع کرتے ہوئے بیان کی ہے، اگر قران اور احادیث اور آئمہ عظام کے خلاف کی ہے تو دلائل سے ثابت کر کے ان کو رد کیا جائے، اور مکروہ تنزیہی ہونے پر دلائل باہرہ بیان کریں جیسے (اعلیٰ حضرت عظیم البرکت) نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصول کے مطابق خبث (پیشاب) کو علت بنا کر اوجھڑی کے مکروہ تحریمی ہونے پر دلائل بیان کیئے ہیں:

کتبہ:م،م،م

★ تیسرا باب ★

(1) فتویٰ

★ علامہ مفتی اعظم عبدالمتین نقشبندی اَطَالَ اللّٰہُ عُمَرَہٗ
(مہتمم و صدر مدرس مدرسہ جامعہ فخر العلوم (بہاول پور)
کاادنیٰ شگرد الفقیر ابو رضوان محمداکرم نثاری مکی عفی عنہ
مدیر اعلیٰ جامعہ نثار العلوم یادگار کالن پیر سائیں
رحمہ اللہ تعالیٰ

مسئلہ ۸۹: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں بدن حیوان ماکول اللحم میں کیا کیا چیزیں مکروہ ہیں؟

الجواب

سات چیزیں توحدیث میں شمار کی گیں مرارہ یعنی پتہ... مثانہ پھنکا .... حیاء یعنی فرج..ذکر...انثیین...غدہ...دم مسفوح:

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُ فِی الْمُعْجَمِ الْاَوْسَطِ عِنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَوَابْنُ عَدِیٍّ وَالْبَیْھِقِی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعًا اَلْمَرَارَۃَ وَالْمَثَانَۃَ وَالْحَیَاءَ وَالذَّکَرَوَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغَدَۃَ وَالدَّمَ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاۃِ اِلَیْہِ مُقَدَّمَھَا:

ترجمہ: طبرانی نے معجم الاوسط میں عبداللہ بن عمراور ابن عدی سے روایت کیا کہ اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت کیا کہ حضور علیہ السلام ذبیحہ جانور کے سات اجزا کو مکروہ فرماتے ہیں سات یہ ہیں، مرارہ (پتہ)، مثانہ، حیاء (شرم گاہ)ذکر، خصیے، غدوداور خون، اور بکری کا مقدم حصہ پسند تھا (ت)

معجم الاوسط حدیث 9486 مکتبہ المعارف ریاض ج10 صفحہ 712

امام اعظم کا فرمان

ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا خون تو حرام ہے کہ قران میں اس کی تحریم منصوص اور باقی چیزیں میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ سلیم الطبع لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اور انھیں گندی سمجھتے ہیں:

〈دلیل〉 اور اللہ تعالی فرماتا ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبائِثَ **ترجمہ:** کہ نبی ﷺ ان پر سب گندی چیزیں حرام فرمائیگا **(دلیل)** حاشیہ علامہ طحطاوی میں ہے... قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَّاالدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِ وَاَکْرَهُ الْبَاقِیَةَ لِاَنَّهَامِمَّاتَسْتَخْبِثُهُ الْاَنفُسُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبائِثَ (القران 157/7)

ترجمہ : امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لیکن خون تو حرام ہے قرانی نص سے ثابت ہے اور باقی کو میں مکروہ سمجھتا ہوں کیونکہ ان سے نفوس نفرت کرتی ہیں اور جبکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبائِثَ:

حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار مسائل شتی دارالمعرفت بیروت

اسی طرح ینابیع میں ہے.... کماسیأتی (جیسا عنقریب آیگا) مختار اور معتمد یہ ہے کہ کراہت سے مراد مکروہ تحریمی ہے یہاں تک کہ امام ملک العلماء ابوبکر مسعود کاشانی قدس سرہ نے بلفظ حرمت تعبیر کی

☆ عالم گیری میں ھے ☆

اَمَّابَیَانُ مَایُحَرَّمُ اَکْلُهُ مِنْ اَجْزَاءِ الْحَیَوَانِ سَبْعَةٌ اَلدَّمُ الْمَسْفُوْحُ وَالذَّکَرُوَالْاُنْثَیَانِ وَالْقُبُلُ وَالْغُدَّةُ وَالْمَثَانَةُوَالْمَرَارَةُ:

ترجمہ: لیکن یہ بیان کہ حیوان کے اجزاء میں سے جن کا کھانا حرام ہے وہ سات ہیں: بہنے والا خون، ذکر، خصیے، شرم گاہ، غدود، مثانہ، اور پتہ (ت)

فتاوی هندیه بحواله البدائع کتاب الذبائح الباب الثالث نورانی کتب خانہ پشاور 4/290

☆تنوین الابصار میں ہے☆

کَرِهَ تَحْرِیْمًامِنَ الشَّاةِسَبْعٌ الخ **ترجمه:** بکری کے سات اجزاء مکروہ تحریمی ہیں:

☆درمختار میں ہے☆

وَقِیْلَ تَنْزِیْهًاوَالْاَوَّلُ اَوْجَهُ **:ترجمه** :بعض نے کہا مکروہ تنزیہی ہیں جبکہ پہلا قول زیادہ معتبر ہے :(ت)

درمختار شرح تنویر الابصار مسائل شتی مطبع مجتبائی دہلی 5/349

〈دلیل〉 ☆ ردالمختار میں ہے☆

وَهُوَظَاهِرُاِطْلَاقِ الْمَتُوْنِ الْكَرَاهَةُ یہی ظاہر ہے کہ متون نے کراہت کو مطلق ذکر کیا(ت)

ردالمختار دار احیاء التراث بیروت 5/477

〈دلیل:〉☆ مغنی المستقی عن سوال المفتی میں ہے☆

اَلْمَكْرُوْهُ تَحْرِیْمًامِنَ الشَّاةِ سَبْعٌ ترحمه: بکری کے سات اجزاء مکروہ تحریمی ہیں(ت)

مغنی المستفتی عن سوال المفتی

یہ سات تو بہت کتب متون وشروح وفتاوی میں مصرح ہیں

اور علامہ قاضی بدیع خوارزمی صاحب الغنیة الفقهاء اور علامہ شمس الدین محمدقهستانی شارح نقایه اور علامہ سیدی احمد مصری محشی نے دو چیزیں اور زیادہ فرمائی (8) نخاع الصلب یعنی حرام مغز اسکی کراہت نصاب الانصاب میں بھی ہے (9) گردن کے دو پٹھے جوشانوں تک ممتد ہوتے ہیں ،اور فاضلین اخیرین وغیرھما نے تین اور بڑھائیں (10) خون جگر (11) خون طحال (12) خون گوشت یعنی دم مسفوح نکل جانے کے

بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے:

بحرالمحیط میں ھے

اَلْـغَـدُ،وَالذَّکَرُوَالْاُنْثَیَانِ ،وَالْمَثَانَۃُ وَالْعَصْبَانِ الَّذَانِ فِی الْعُنُقِ وَالْمَرَارَۃُ وَالْقَصِیْدُمَکْرُوْہٌ

ملخصا **ترجمه**: غدود، ذکر، خصیے، مثانہ، گردن کے دو پٹھے، پتہ، پیٹھ کا گودا مکروہ ہے مل خصا(ت)

جامع الرموز بحوالہ المحیط کتاب الذبائح مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران 3/351

جامع الرموذ میں

اس کے بعد ہے وَکَذَاالدَّمُ الَّذِیْ یَخْرُجُ مِنَ اللَّحْمِ وَالْکَبَدِوَالطَّحَالِ یوں ہی وہ خون جو گوشت، جگر اور تلی سے نکلے: (ت)

جامع الرموز بحوالہ المحیط کتاب الذبائح مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران 3/351

اور علامہ قاضی بدیع خوارزمی صاحب الغنیۃ الفقہاء اور علامہ شمس الدین محمد قہستانی شارح نقایہ اور علامہ سیدی احمد مصری محشی نے دو چیزیں اور زیادہ فرمائی (8) نخاع الصلب یعنی حرام مغز اسکی کراہت نصاب الانصاب میں بھی ہے (9) گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں اور فاضلین اخیرین وغیرھما نے تین اور بڑھائیں (10) خون جگر (11) خون طحال (12) خون گوشت یعنی دم مسفوح نکل جانے کے بعد جو خون گوشت میں رہ جاتا ہے:

☆ بحرالمحیط میں ھے ☆

اَلْغَدۃُ،وَالذَّکَرُوَالْاُنْثَیَانِ ،وَالْمَثَانَۃُ وَالْعَصْبَانِ اللَّذَانِ فِی الْعُنُقِ وَالْمَرَارَۃُ وَالْقَصِیْدُ مَکْرُوْہٌ

ملخصا **ترجمه**: غدود، ذکر، خصیے، مثانہ، گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں

جامع الرموز بحوالہ محیط کتاب الذبائح ایران 3/351 مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران

ذبائح الطحاوی میں ھے

اَلذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَانِ وَالْمَثَانَةُ وَالْعَصَبَانِ الَّذَانِ فِی الْعُنُقِ وَالْمَرَارَةِ تَحِلُّ مَعَ الْکَرَاهَةِ وَکَذَا الدَّمُ الَّذِیْ یَخْرُجُ مِنَ اللَّحْمِ وَالْکَبِدِ وَالطِّحَالِ دُوْنَ الدَّمِ الْمَسْفُوْحِ وَهَلِ الْکَرَاهَةُ تَحْرِیْمَةٌ اَوْ تَنْزِیْهًا قَوْلَانِ:

ترجمہ: ذکر، خصیے، مثانہ، گردن کے دو پٹھے، پتہ کراہت کے ساتھ حلال ہے اسی طرح وہ خون جو گوشت، جگر اور تلی سے نکلے جو بہنے والے خون سے بچا ہوا کیا یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی، دوقول ہیں (ت) حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار..کتاب الذبائح..دار المعرفت بیروت 3/357

اسی میں مسائل شتی میں ہے وَزِیْدَ نُخَاعُ الصُّلْبِ (اور مزید پیٹھ کا گودا (ت)

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار...کتاب الذبائح..دار المعرفت بیروت 4/360

〈 مجتھد فی المسلک اعلی حضرت رحمہ اللہ کی نفیس تحقیق 〉

(اعلیٰ حضرت) اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ وَبِهِ الْوُصُوْلُ اِلٰی اَوْجِ التَّحْقِیْقِ (میں کہتا ہوں اور اللہ تعالی کی توفیق سے ہی تحقیق کی بلندی تک وصول ہے (ت) علماء کی ان زیادت سے ظاہر ہوگیا کہ سات میں حصر مقصود نہ تھا بلکہ صرف باتباع نظم حدیث ونص امام ان پر اختصار واقع ہوا، اور خود ان علماء زائدین نے بھی قصد استیعاب نہ فرمایا یہ امر انہیں مذکورہ عبارات سے ظاہر.......اور اس پر دوسری دلیل واضح یہ ہے جگر وطحال وگوشت کے خون گنے اور (۱۳) خون قلب چھوڑ گئے حلانکہ وہ قطعاً ان کے مثل ہے، یہاں تک کہ عتابیہ اور خزانہ وقنیہ وغیر ہا میں اس کی نجاست پر جزم کیا.

.......اور اسی طرح امام برہان الدین فرغانی صاحب ھدایہ نے کتاب التجنیس والمزید میں فرمایا، اگرچہ روضہ ناطفی ومراقی الفلاح و درمختار ورد المختار وغیرھا اسفار میں طہارت کو مختار رکھا اور ظاہر ہے کہ نجاست مثبت حرمت ہے اور طہارت مفید حلت نہیں ہے:

حلیہ میں ہے

فِی الْقِنْیَةِ دَمُ قَلْبِ الشَّاةِ نَجِسٌ وَاِلَیْهِ مَالَ کَلَامُ صَاحِبِ الْهِدَایَةِ فِی التَّجْنِیْسِ وَفِیْ

خِزَانَةِ الْفَتَاوٰی دَمُ الْقَلْبِ نَجَسٌ وَدَمُ الْکَبِدِ وَالطِّحَالِ لَا

ترجمہ: قنیہ میں ہے بکری کے دل کا خون نجس ہے تنجیس میں صاحب ہدایہ کا میلان اسی طرف ہے، اور خزانۃ الفتاوی میں ہے دل کا خون نجس ہے تلی اور جگر کا خون نجس نہیں ہے:

حلیة المحلی شرح منیة المصلی

رحمانیہ میں ہے

فِی الْعِتَابِیَةِ دَمُ الْقَلْبِ نَجَسٌ وَدَمُ الْکَلْبِ وَالطِّحَالِ

ترجمہ: عتابیہ میں ہے دل کا خون نجس ہے، جگر اور تلی اور جگر کا خون نجس نہیں ہے (ت)

رحمانیہ نیز عدم حصر پراور دلیل قاطع ہے کہ عام کتب میں دم مسفوح، اوران کتابوں میں دم لحم وکبد وطحال کوشمار کیا، تواس سے واضح کہ کلام اعضاء سے اختلاط متجاوز ہوا، اور بے شک اخلاط سے (۱۴) مرہ بھی یعنی وہ زرد پانی کہ پتہ میں ہوتا ہے جیسے صفرا کہتے، اور ہمارے علماء کتاب الطہارت میں تصریح فرماتے ہیں کہ اس کا حکم مثل پیشاب کے ہے بلکہ بعض نے تو مثل خون کے ٹھرایا ہے:

درمختار میں ھے مَرَارَةُ فِیْ حَیْوَانٍ کَبَوْلِهٖ: ترجمہ: حیوان کا پتہ پیشاب کی مانند ہے

درمختار کتاب الطہارۃ باب الاستنجاء مطبع مجتبائی ۱/ ۵۷

حلیہ میں ھے

قِیْلَ مَرَارَةُ الشَّاةِ کَالدَّمِ وَقِیْلَ کَبَوْلِهَا خَفِیْفَةٌ عِنْدَهُمَا طَاهِرَةٌ عِنْدَ مُحَمَّدٍ:

ترجمہ: بعض نے کہا ہے پتہ جانور کا خون کی طرح ہے، بعض نے کہا پیشاب کی طرح ہے، شیخین کے نزدیک نجاست خفیفہ ہے، امام محمد رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک پاک ہے حلیة المحلی شرح منیة المصلی

معجم الاوسط حدیث 9486 مکتبہ المعارف ریاض ج10 صفحہ 712

بہرحال کھانا اس کا بیشک ناجائز ہے کَمَاھُوَ الْمَذْھَبُ فِی الْبَوْلِ (جیسا کہ پیشاب کے بارے میں ان کا مذہب ہے (ت) باوجود اس کے یہاں شمار میں نہ آیا..... یوہی اخلاط سے بلغم ہے کہ جب براہ بینی مندفع ہو جیسے بھیڑ وغیرہ میں مشاہدہ ہے اسے عربی میں مخاط، اور فارسی میں آب بینی کہتے ہیں (۱۵) اس کا کھانا بھی یقیناً ناجائز ہے صرح بہ فی العقود الدریة تنقیح الفتاوٰی الحامدیہ میں ہے (ت) یہ بھی یہاں غیر معدود اور منجمد دماء (16) وہ خون بھی ہے جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے منجمد ہو کر علقہ نام رکھا جاتا ہے وہ بھی قطعاً حرام ہے:

نهایه وتبیین الحقائق اوررد المحتار وغیرها میں هے

اَلْعَلَقَةُ وَالْمُضْغَةُ نَجِسَانِ کَالْمَنِیِّ **ترجمه:** علقہ (منجمد خون) اور مضغہ (ابتداء تخلیق کا خون اور لوتھڑا) منی کی طرح ناپاک ہیں (ت):

ردالمحتار بحوالہ نہایہ وزیلعی کتاب الطہارۃ باب الانجاس دار احیاء التراث بیروت 1/208

یہ بھی نہ گنا گیا، تو واضح ہوا کہ عامۂ کتب میں لفظ سبع (سات) صرف باتباع حدیث ہے، جس طرح کتب کثیرہ میں شاۃ (بکری) کی قید کما مرعن تنویر الابصار اور مغنی المستفتی و مثلہ فی غیرھما (جیسا کہ تنویر الابصار اور مغنی المستفتی سے گزرا، اور اسی کی مثل ان کے غیر میں ہے (ت) حلانکہ حکم صرف بکری سے یقیناً سب جانوروں کا یہی حکم ہے:

حاشیهٔ طحطاویه میں هے

قَوْلُهٗ مِنَ الشَّاةِ ذِکْرُ الشَّاةِ اِتِّفَاقِیٌّ لِاَنَّ الْحُکْمَ لَایَخْتَلِفُ فِیْ غَیْرِھَا مِنَ الْمَأکُوْلَاتِ

ترجمه: بکری کا ذکر اتفاقی ہے کیونکہ دوسرے جانوروں کے مأکولات میں فرق نہیں ہے (ت)

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار مسائل شتی دار المعرفت بیروت 4/360

تو جیسے لفظ شاۃ محض باتباع حدیث واقع ہوا، اور اس کا مفہوم مراد نہیں ہے، یونہی لفظ سبعا اور اھل علم پر مستتر نہیں ہے کہ استدلال بالفحوی یا اجرای علت منصوصہ خاصہ مجتہد نہیں ہے کَمَانَصَّ عَلَیْہِ

اُلْعَلَّامَةُ الطَّحْطَاوِیُ تَبَعًا لِمَنْ تَقَدَّمَهٗ مِنَ الْاَعْلَامِ (جیسا کہ اس پر علامہ طحطاوی نے اپر گزر ہوئے بزگوں کی اتباع میں نص کی ہے (ت) اور یہاں خود امام مذہب رضی اللہ تعالی عنہ نے اشیاء ستہ کی علت کراہت پر نص فرمایا کہ خباثت ہے،

﴿مجدددین ملت مجتهدفی المسلک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمه الله کااجتهاد﴾

اب فقیر متوکل علی اللہ تعالی کوئی محل شک نہیں جانتا کہ (17) دبر پخانے کا مقام (18) کرش یعنی اوجھڑی (19) امعاء یعنی آنتیں بھی اس حکم کراہت میں داخل ہیں ......بیشک دبر فرج وذکر سے اور کرش وامعاء مثانے سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں ......فرج وذکر اگر گزرگاہ بول ومنی ہے دبر گزرگاہ سرگین ہے، مثانہ اگر معدن بول ہے شکمبہ ورُوده مخزن فرث ہے اب چاہے دلالت النص سمجھے خواہ اجراء علت منصوص،

الحمد لله بعد اس کے بعد فقیر نے ینابیع سے تصریح پائی کہ امام رضی اللہ عنہ نے دبر کی کراہت پر تنصیص فرمائی:

رحمانیه میں هے

فی الینابیع کَرِهَ النَّبِیُّ ﷺ مِنَ الشَّاةِ سَبْعَةَ اَشْیَاءَ اَلذَّکَرَ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْقُبُلَ وَالدُّبُرَ وَالْغُدَّةَ وَالْمَثَانَةَ وَالدَّمَ ،قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ اَلدَّمُ حَرَامٌ بِالنَّصِّ وَالسِّتَّةُ نَکْرَهُهَا لِاَنَّهَا تَکْرَهُهَا الطَّبَائِعُ:

ترجمه : ینابیع میں کہ حضور ﷺ نے بکری کے سات اجزاء ذکر، خصیے، مادہ کی شرم گاہ، پخانہ کی جگہ، غدود، مثانہ، اور خون کو مکروہ فرمایا، امام ابو حنیفة رضی الله عنہ نے فرمایا خون نص کے ذریعے حرام اور باقی چھ کو ہم مکروہ سمجھتے ہیں کیونکہ طبائع ان سے نفرت کرتی ہے (ت)

رحمانیه میں هے

(20) وہ گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفہ بنتا ہے جسے مضغہ کہتے ہیں اجزاء حیوان سے ہے، اور وہ بھی بلاشبہ حرام ہے عام ازیں مخلقہ ہو یا غیر مخلقہ، ہنوز اس میں اعضاء کی کلیا پھوٹتی ہوں یا صرف لوتھڑا ہو:

فَقَدْ اَسْلَفْنَا عَنِ السُّغْنَاقِی وَالزَّیْلِعِی وَالشَّامِی اِنَّھَا نَجِسَةٌ وَّمَعْلُوْمٌ اَنَّ کُلَّ نَجْسٍ حَرَامٌ، وَقَدْ قَالَ فِی الْھِدَایَةِ فِی الْجَنِیْنِ التَّامِ الْخَلْقَةِ اَنَّہٗ جُزْءٌ مِنَ الْاُمِّ حَقِیْقَةً لِاَنَّہٗ مُتَّصِلٌ بِھَا حَتّٰی یَفْصِلُ بِالْمِقْرَاضِ الخ قُلْتُ وَیَدُلُّ عَلَیْہِ صِحَّةُ الْاِسْتِثْنَاءِ وَھُوَ حَقِیْقَةٌ فِی الْاِتِّصَالِ وَاِذَا کَانَ ذَالِکَ کَذَالِکَ فَالْمُضْغَةُ اَوْلٰی بِالْجُزْئِیَّةِ، وَھٰذَا یَدُلُّ اَنَّ السَّبْعَ لَمْ تَسْتَوْعِبِ الْاَجْزَاءَ فَضْلًا مِنَ الْاِخْلَاطِ اِخْوَاتِ الدِّمَاءِ:

ترجمہ: ہم سغناقی، زیلعی اور شامی سے پہلے نقل کر چکے ہیں کہ وہ نجس ہے اور ہر نجس کا حرام ہونا معلوم ہے اور ہدایہ میں فرما چکے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں مکمل خلقت بچہ ماں کی جز ہے کیونکہ وہ حقیقی جز ہے حتی کہ اس کو کاٹ کر جدا کیا جاتا ہے الخ ......میں کہتا ہوں، اور استثناء کی حقیقت اتصال ہے تو جب معاملہ یوں ہے تو مضغہ بطریقہ اولی ماں کا جز ہے ....اور اسی سے اس بات پر دلالت ہے کہ سات کا عدد پورے اجزاء کو شامل نہیں چہ جائیکہ خون کی آمیزش سے پیدا ہونے والے امور کو شامل ہو: الهداية كتاب الذبائح مطبع یوسفی لکھنو 4/438

(21) امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بچہ تام الخلقہ بھی من وجہ جزو حیوان ہے یَتَّصِلُ بِالْاُمِّ وَیَتَغَزّٰی بِغِذَائِھَا وَیَتَنَفَّسُ بِتَنَفُّسِھَا (ماں سے متصل، ماں کی غذا سے غذا اور اس کی سانس سے سانس لیتا ہے (ت) حرام ہے خواہ اس کے پوست پر بال آئے ہوں یا نہیں مگر جبکہ زندہ نکلے اور ذبح کرلیں:

ہدایہ میں ہے

مَنْ نَحَرَ نَاقَةً اَوْ ذَبَحَ بَقَرَةً، فَوَجَدَ فِی بَطْنِھَا جَنِیْنًا مَیِّتًا لَمْ یُؤْکَلْ اَشْعَرَ اَوْلَمْ یَشْعَرْ

ترجمہ: جس نے اونٹنی یا گائے ذبح کی تو اس کے پیٹ میں بچہ مردہ ہو تو نہ کھایا جائے اس پر بال ہوں یا نہ ہوں (ت): الھدایہ کتاب الذبائح مطبع یوسفی دارالتراث العربی بیروت 4/438

شامی میں علقہ اور مضغہ کی نجاست لکھ کر فرماتے ہیں وَکَذَاالْوَلَدُاِذَالَمْ یَسْتَهِلَّ (یوہی بچہ جب نہ چیخے (ت (22) یوہی نطفہ بھی حرام ہے، خواہ نر کی منی مادہ کے رحم میں پائی جائے یا خود اسی جانور کی منی ہو:

ردالمحتار میں ھے

فِی الْبَحْرِوَ التَّتَارْخَانِیَة اِنَّ مَنِیَّ کُلِّ حَیْوَانٍ نَجُسٌ **:ترجمہ:** بحر اور تتارخانیہ میں ہے کہ ہر حیوان کی منی نجس ہے: ردالمحتار کتاب الطھارۃ باب الانجاس داراحیاء التراث 1/208

اب سات کے سہ گونہ سے بھی عدد بڑھ گیا اور ہنوز اور زیادات ممکن، وہ سات اشیاء حدیث میں آئیں......اور پانچ چیزیں کہ علماء نے بڑھائیں..........اور دس فقیر نے زیادہ کیں ان بائیس 22 مسائل اور باقی فروع اور تفاریع سب کی تفصیل تام و تحقیق فقیر کے رسالہ المنح الملیحة فیمانھی من اجزاء الذبیحة میں دیکھی جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَااَلْهَمُ .وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ

فتاوی رضویہ جلد 20 صفحہ 240 سیڈی صفحہ 162

کتبہ: م،م،م

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا اجمالی فتویٰ (م،م،م)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمہ اللہ مندرجہ ذیل اجزاء کو مکروہ تحریمی فرماتے ہیں

مسئلہ ۹۰ ....رگوں کا خون........پتا........پھکنا.....علامات مادہ ونر.....بیضے.....غدود.....

.....حرام مغز........جگر کا خون........تلی کا خون...گوشت کا خون کہ بعد ذبح گوشت سے نکلتا ہے

.....دل کا خون......پت، وہ زرد پانی جو پت میں ہوتا ہے........ناک کی رطوبت کہ بھیڑ میں

اکثر ہوتی ہے.....پاخانہ کا مقام.....اوجھڑی.....آنتیں.....نطفہ.....وہ نطفہ جو خون ہو گیا...وہ

کہ گوشت کا لوتھڑا ہو گیا..وہ کہ پورا جانور بن گیا اور مر گیا اور مردہ نکالا گیا. یا بے ذبح مر گیا:

نوٹ: اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے مندرج ذیل کتب سے استدلال کیا ہے

فتاوی عالم گیری جلد 5 صفحہ 290......درمختار شرح تنویر الابصار جلد 2 صفحہ 369 مطبوعہ مجتبائی

بحرالحیط.....جامع الرموز جلد 3 صفحہ 351 مکتبہ اسلامیہ ایران.....حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار

جلد 4 صفحہ 360 دار المعرفۃ بیروت.

فتاوہ رضویہ جلد 20 صفحہ 240 رضاء فاؤنڈیشن

اوجھڑی اور کپوروں کے بارے میں پاک وھند کے مفتیان اھل سنت والجماعت کے علماء فتاویٰ جات

تنبیہ: اِتِّقَاءُ الْجَنَانِ عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری) مذکورہ کتاب میں اوجھڑی اور کپوروں کی شرعی حیثیت کے متعلق ہندستان کے اجل علماء کرام کے فتاویٰ جات اس میں موجود ہیں اس کی تقریظ دار العلوم نعیمیہ (لاہور) کے مفتی صاحب نے کی ہے فتاویٰ جات کے بیان کرنے سے پہلے ایک نظر توجہ سے مفتی صاحب کی تقریظ کا مطالع فرماءلیں:

☆ تقریظ رفیع ☆

عَیْنُ الْعُلَمَاءِ فَخْرُ الْاَمَاثِلِ حضرت قبلہ مفتی محمد عبد اللطیف صاحب

مجددی جلالی شیخ الحدیث جامعہ (نعیمہ لاہور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَعْدُالْحَمْدِوَالصَّلٰوةِ :اَحْكَامُ شَرْعِيه فرعيه متعلقه بالحلة والحرمة مسائل پر مولانا کا رسالہ دیکھنے کا اتفاق ماشاء اللہ: مملو بالتحقیق مزین بالدلائل شدید الحاجہ عوام تو عوام خواص کے لیے بھی لائق مطالعہ، اس پُرفتن دور میں مسلمانوں کا حال عجیب جس قدر تاسف کیا جائے کم ہے مساجد ہدایت سے خالی، دارالعلوم میں علوم نوحہ خواں خانقاہوں میں مسند نشین اکثر علوم شرعیہ سے ناواقف ،اشیاء حرام کی خرید وفروخت ہو رہی ہے کپورے بر سر عام کھا جاتے ہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں اس پر خطر دور میں اس قسم کے رسائل کا آجانا غنیمت اور امر مستحسن ہے اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مولانا کو مزید دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور شرور فتن سے محفوظ فرمائے

امين والحمدلله على ذالك احقرفقيرجلالى 4 جمادى اولى 1420ه

★ فتویٰ ★

غازی ملت حضرت علامه مولٰنامفتی محبوب علی خان قبله رضوی لکھنوی رحمة الله تعالی علیه خطیب سابق سنی بڑی مسجدمدن پوره بمبئی

الجواب

اَللّٰهُمَّ هِدَايَةُ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا ناجائز ہے وَاللّٰهُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فقط: ابوالمظفر محبّ الرضا محمد علی قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ سنی بڑی مسجد مدن پورہ یکم ذی الحجہ 1382ھ منقول از استقامت ہفتہ کان پور جلد 2، صفحہ نمبر 49 جمعہ 3 ربیع الآخر 1383ھ بمطابق 23 اگست 1963ء

اِتِّقَاءُ الْجَنَانِ عَمَّا كُرِهَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَيَوَانِ ص2 ناشر مدينة العلوم جامعه نبويه (شرق پورى)

☆فتوٰی☆

حضرت علامہ مولٰنامفتی سیدمحمدافضل حسین شاہ صاحب
سابق مفتی مرکزی دارالافتاء منظراسلام بریلی شریف

الجواب

سات چیزیں تو حدیث شریف میں شمار کی گئی ہیں (1) مرارہ یعنی پتہ، (2) مثانہ یعنی پھکنا (3) حیا یعنی مادہ کی شرم گاہ (4) ذکر یعنی نر کی شرم گاہ (5) انثیین دونوں خصیے یعنی کپورے (6) غدہ یعنی غدود (7) دم یعنی خون جاری:

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْمُعْجَمَةِ الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَوَ ابْنِ عَدِیٍّ وَالْبَیْهِقِیُّ عَنْ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَکْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًاالْمَرَارَةُ وَالْحَیَاءُ وَالذَّکَرُوَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغَدَةُ وَالدَّمُ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاةِ اِلَیْهِ مُقَدَّمَهَا:

اورعلامہ قاضی بدیع خوارزمی صاحب غنیۃ الفقہاء وعلامہ شمس الدین محمد قہستانی شارح نقایہ اور علامہ قاضی سیداحمد مصری محشی درمختاروغیرہم علماء نے دو چیزیں اورزیادہ فرمائی (8) احرام مغز (9) گردن کے دو پٹھے جو شانوں تک ممتد ہوتے ہیں، اورفاضلین اخرین وغیرہما نے تین اور بڑھائیں (10) خون جگر (11) خون تلی (12) خون گوشت یعنی جاری خون نکلنے کے بعد جوخون گوشت میں رہ جاتا ہے (13) دل کا خون (14) پتہ کا زرد پانی (15) بھیڑوغیرہ کی ناک کی بلغم (16) وہ خون جورحم میں نطفہ سے بنتا ہے (17) دبر پخانہ کا مقام (18) کرش یعنی اوجھڑی (19) آنتیں (20) وہ گوشت کا ٹکڑا جورحم میں نطفہ سے بنتا ہے (21) جانور کا بچہ جس کے اعضاء مکمل ہو چکے ہوں اس کے جسم پر بال آئے ہو یا نہ، مگر جبکہ وہ بچہ زندہ نکلے اورذبح کرلیں تو پھر حلال ہوگا۔

اِتِّقَاءُالْجَنَانِ عَمَّاکُرِهَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ ص3 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مولانامفتی محمدافضل الدین صاحب قبلہ
جامع مسجد درگ مفتی اعظم صوبہ ایم پی

الجواب

بِعَوْنِ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجِعُ وَالْمَآبُ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

زید کا قول اس بارے میں کہ اوجھڑی آنتوں کا کھانا جائز اور درست ہے بدتر از بول ہے زید کا اوجھڑی کھانے کا جواز پر حکم دینا ناشی از جہالت فاحشہ ہے، زید کی دلیل اس کے بارے میں ہے کہ میں نے بعض ذمہ دار علماء کو کھاتے ہوئے دیکھا ہے اس دلیل علیل سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اوجھڑی کھانا جائز ہے، کسی کے کسی عمل اور فعل کو صرف دیکھ کر قطع نظر اس سے کہ یہ عمل وفعل نفس الامر میں کسی دلیل شرعی پر مبنی ہے یا نہیں، جواز کا حکم دینا یا جائز سمجھ لینا سخت جہالت فاحشہ اور جرأت بے سہارا ہے، نیز احکام شرعیہ مصطفویہ میں اپنی اٹکل کو دخل دینا ہے اور من گھڑت حکم شرعی بیان کرنا ہے، زید مذکورہ کا جاہلانہ قول کہ میں نے بعض ذمہ دار علماء کو ڈاڑھی منڈاتے دیکھا ہے وغیرہ وغیرہ تو کیا اس کے دیکھنے سے ڈاڑھی منڈانا، اور فوٹو لینا تصویر کھینچانا جائز ہوگا حاشا حاشا ہرگز نہیں، اس کے خلاف عمرو کا قول کہ اوجھڑی مکروہ ہے تو یہ بالکل درست ہے کہ عمرو نے کچھ بھی اپنی اٹکل و من گڑھت سے نہیں کیا بلکہ اس کا معتمد دلیل فقہی ہے کہ امام الائمہ ابو حنفیہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے لِاَنَّہٗ مِمَّاتَسْتَخْبِثُہُ الْاَنْفُسُ الخ یعنی انسان کپورے، اوجھڑی وغیرہ کو پلید جانتے ہیں اور بلاشبہ یہ علت فقہی ہے اور یہی مدار حکم شرعی ہے:

کتبہ: علامہ مفتی محمدافضل الدین

دارالافتاء 13 ذی الحجۃ الحرام بمطابق 15 نومبر 1978ء صوبہ ایم پی

اِتْقَاءُ الْجَنَانِ عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیْوَانِ ص 4 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

فتوىٰ

حضرت علامه مفتی محمدشریف الحق صاحب قبله امجدی نائب مفتی اعظم هندجامعه اشرفیه مبارک پورضلع اعظم گڑھ

الجواب

اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ کا ارتکاب ناجائز اور گناہ ہے درمختار ہے

كُلُّ مَكْرُوْهٍ اَىْ كَرَاهَةُ تَحْرِيْمٍ حَرَامٌ اَىْ كَالْحَرَامِ فِى الْعَقُوْبَةِ بِالنَّارِ:

ہر مکروہ تحریمی استحقاق جہنم کا سبب ہونے میں حرام کی مثل ہے۔متداول کتب فقہ میں اوجھڑی اور آنتوں کا کوئی حکم نہیں ملتا مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں بدلائل ثابت فرمایا کہ اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہے:

☆〈خلاصہ کلام〉☆

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں سات چیزوں کی ممانعت وارد ہے زنانہ مردانہ عضو تناسل، خصیے ،غدود، مثانہ پتہ اور خون ....نیز عامہ کتب میں انہیں سات پر اکتفاء فرمایا، مگر بہت سی کتب میں ان پر اضافہ بھی مثلاً حرام مغز وغیرہ اسے مستفاد ہوا کہ کراہت انہیں میں منحصر نہیں ہے بلکہ کراہت کے پائے جانے کے بعد دوسری چیزیں بھی مکروہ ہونگی اور ظاہر ہے علت کراہت ان میں خبیث (جس سے گھن اور نفرت کی جائے) ہونا ہے لہذا جو چیز بھی (مثلاً اوجھڑی کپورے وغیرہ) ان کی طرح گندی گھناؤنی ہوں گی مکروہ تحریمی ہوں گی

کتبه.......................محمدشریف الحق رضوی

خادم دارالافتاء اشرفیہ مبارک پو.........ر18صفر1399ھ

اِتِّقَاءُ الْحِنَانِ عَمَّا کُرِهَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ 5 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

حضرت مولانامفتی سیدمحمدافضل حسین صاحب
قبلہ مع تصدیق حضرت مفتی اعظم ہندقبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
مرکزی دارالافتاء محلہ سوداگران بریلی شریف یوپی انڈیا،

《الجواب》

طَحَاوِیْ عَلَی الدُّرمیں ہے قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ مَاالدَّمُ حَرَامٌ بِالنَّصِ وَاُکْرِہُ الْبَاقِیَۃَ (اَلْمَرَارَۃُ ،وَالْمَثَانَۃُ وَالْحَیَاءُ ،وَالذَّکَرُ،وَالْاُنْثَیَیْنِ ،وَالْغَدَۃُ لِاَنَّہَامِمَّاتَسْتَخْبِثُہُ الْاَنْفُسُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْہِمُ الْخَبَائِثَ، کرش وامعاء (اوجھڑی اور آنتیں) اگر خبائث میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں، مثانہ اگر معدن بول ہے شکنبہ وروده مخزن فرث ہیں اب چاہے دلالۃ النص سمجھے یا اجراء علت منصوصہ کرش وامعاء یعنی اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا جائز نہیں هذاخلاصة مافی الفتاوی الرضو یه:

واللہ تعالی اعلم

کتبہ:.....مفتی سیدمحمدافضل حسین شاہ غفرلہ..10 شوال / 1338ھ

اِتِّقَاءُ الْجَنَان عَمَّاکُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَان ص6 ناشر مدینة العلوم جامعه نبویه (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

حضرت مولانامفتی قاضی عبدالرحیم صاحب قبلہ مفتی مرکزی دارالافتاء
منظراسلام بریلوی شریف،
مع تصدیق ......حضرت مفتی اعظم ہندقبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

الجواب

〈دلیل〉 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ (القران)

〈ترجمہ〉 یہ نبی ﷺ گندی چیزیں حرام فرمائیں گے....اور خبائث سے مراد وہ ہیں کہ سلیم الطبع لوگ جن سے گھن کریں اور انہیں گندی جانیں:

〈دلیل〉 امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان

امام اعظم ہمام اقدم سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اَلدَّمُ حَرَامٌ بِالنَّصِ وَاُکْرِهُ الْبَاقِیَةَ لِاَنَّهَامِمَّاتَسْتَخْبِثُهَاالْاَنْفُسُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَی وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ :

اسے معلوم ہوا کہ حیوان ماکول اللحم کے بدن میں جو چیزیں مکروہ ہیں ان کا مدار خبث کی بنا پر ہے اور حدیث میں مثانہ کی کراہت منصوص ہے اور بے شک اوجھڑی اور آنتیں مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں ہے تو کسی طرح کم بھی نہیں بلکہ حضور علیہ السلام نے گردہ کو ناپسند فرمایا، اس بنا پر کہ گزرگاہ بول ہے تو پھر اوجھڑی اور آنتیں کیوں نہ مکروہ ہوں گی، اس بنا پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اوجھڑی اور آنتوں کے مکروہ ہونے کا حکم فرماتے ہیں اب چاہے دلالۃ النص سمجھے خواہ اجرائے علت منصوصہ، اور مثانہ کی کراہتہ سے مراد کراہتہ تحریمہ ہے:

〈دلیل〉 تنویر الابصار میں ہے کُرِهَ تَحْرِیْمًامِنَ سَبْعٍ الخ

درمختار میں فرمایا قِیْلَ تَنْزِیْهاًوَالْاَوَّلُ اَوْجَهُ ،: ردالمختار میں ہے ظَاهِرُاِطْلَاقِ الْمُتُوْنِ هُوَالْکَرَاهَةُ اور مزید تفصیل کے لیے رسالہ المنح الملیحۃ فیمانھی عن اجزاء الذبیحۃ مطالع فرمائیں:

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

کتبہ: قاضی عبدالرحیم غفرلہ ھو

الجواب صحیح وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

〈تصدیق کنندہ〉

فقیر مصطفٰی رضا قادری غفرلہ

دارالافتاء بریلوی شریف 11 ربیع الاول شریف 1386

اِتِقَاءُ الْجَنَان عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیْوَان ناشر مدینة العلوم جامعه نبویه (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مولانامفتی بدرالدین احمدصاحب قبلہ قادری رضوی صدرالمدرسین مدرسہ غوثیہ بڑھیاسابق فیض الرسول براؤن شریف:

الجواب اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِ وَالصَّوَابِ

صورت مسئولہ میں زید کا قول کہ بڑے بڑے علماء اوجھڑی کھاتے ہیں صحیح نہیں ہے زمانہ ماضی میں جب سرکار اعلیٰ حضرت حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا کہ جمعہ کی اذان ثانی مسجد کے اندر جائز نہیں ہے، تو بعض علماء نے اپنی کسرِ شان سمجھتے ہوئے اس فتویٰ کو قبول کرنے سے انکار کیا، سرکار اعلیٰ حضرت نے ان کی تفہیم کی خاطر حدیث وفقہ سے حوالہ جات پیش کر کے خوب واضح کر دیا کہ پنج گانہ نماز کی طرح اذان خطبہ بھی مسجد کے اندر نا جائز ہے، ان علماء کا ہاتھ دلیل فقہی سے خالی تھا ان کو چاہیئے تھا کہ سرکار اعلیٰ حضرت کے فتویٰ قبول کر لیتے مگر وہ ضد اور ہٹ پر آمادہ ہو گئے اور یہی بولتے رہے کہ ہمارے پیران کرام اور اساتذہ جو جیّد عالم دین تھے ان کی موجوگی میں اذان خطبہ مسجد کے اندر منبر سے قریب دو ہاتھ کہ فاصلہ پر

ہوتی رہی لہذا اذان خطبہ مسجد کے اندر جائز ہے ،زید صاحب غور فرمائیں جو دلیل آذان علماء جواز خطبہ پیش کرتے رہے وہی دلیل اوجھڑی کی حلت پر آپ پیش کر رہے ہیں پھر اگر آپ کی دلیل سے اوجھڑی کی حلت ثابت رہے تو اذانی علماء کی مذکورہ بلا دلیل سے مسجد کے اندر اذان خطبہ کا جواز ثابت ہو جائے گا،تو کیا زید کو اذان خطبہ کا مسجد کے اندر جائز ہونا تسلیم ہے پھر انصاف اور ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ بعض علماء نے اوجھڑی جو جانور کی گوبر کی تھیلی ہے اس کو استعمال کیا،تو زید کو اس کا تذکرہ ہرگز نہیں چاہیئے مگر چونکہ زید کا جوش اس کے ہوش پر غالب ہے اس لیے وہ اذانی مولویوں کی بولی بول رہا ہے مولیٰ عزوجل زید کو اذانی علماء کی ہٹ اور ضد سے بچائے:

کتبہ: بدرالدین احمدقادری الرضوی

خادم المدرسة الغوثیرنی بڑھیا ﴿15ربیع النور/1399ھ﴾

اِتِّقَاءُ الْجَنَانِ عَمَّا کُرِهَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ ص9 ناشر مدینة العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مولانامفتی قاضی محمدعبدالرحیم صاحب

قبلہ بستوی مفتی مرکزی دارالافتاء منظراسلام بریلوی شریف

الجواب

اوجھڑی اور آنتیں مکروہ تحریمی ہیں عمر کا قول صحیح ہے اور اس پر بارہا لکھا جاچکا ہے اور کسی ذمہ دار عالم دین کا فعل نصوص قطعیہ کے مقابل لائق ترجیح نہیں جبکہ علماء نے اہل سنت

بالخصوص فقیہ اعظم اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت رضی اللہ عنہ کی صاف تصریح موجود ہے

رسالہ مبارکہ المنح فیمانهی عن اجزاء الذبیحۃاور حاشیہ درالمختار میں یہی تحقیق فرمائی ہے اور میرا سابقہ فتویٰ اسی رسالہ کی تلخیص ہے اور حضور سیدی مفتی اعظم ہند دامت بر کاتهم القدسیه کی تصدیق کے ساتھ بار ہابار ہا فتویٰ شائع ہو چکا ہے

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء منظراسلام محلہ سوداگران بریلوی 18ذی الحجہ1398ھ

اِتّقاءُالْحنَان عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبحِ الْحَیَوَان ص10 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

☆فتویٰ☆

حضرت علامہ مفتی محمدعنایت احمد

قبلہ نعیمی صدرالمدرسین دارالعلوم ضیاء الاسلام اترولہ ضلع گونڈہ بھارت

الجواب

اللھم هداية الحق والصواب

صورت مستولہ میں عمرو کا قول حسن وصحیح ہے، زید بے قید کا قول باطل ومردود ہے، ماکول اللحم جانوروں میں سات چیزوں کے عدم جواز کی تصریح ہے :عالم گیری ج 5 مصری کتاب الذبائح ص323 پر ہے

وَاَمَّـا بَیَانُہٗ یُحَرَّمُ اَکْلُہٗ مِنْ اَجْزَاءِ الْحَیَوَانِ سَبْعَۃٌ اَلدَّمُ الْمَسْفُوْحِ ،وَالذَّکَرُ،وَالْاُنْثَیَانِ وَالْغُدَّۃُ ،وَالْمَثَانَۃُ وَالْمَرَارَۃُ:

بدائع شامی جلد 5 مصری کتاب الذبائح ص304وَفِی الطَّحَـاوِیْ قَـالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ

اَمَّاالدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِ وَاُکْرِہُ الْبَاقِیَۃَ الْمَرَارَۃَ وَالْمَثَانَۃَ ،وَالْحَیَاءَ وَالذَّکَرَ،وَالْاُنْثَیَیْنِ ،وَالْغُدَۃَ:

اوران سب میں عدم جواز کی علت خبائث ہے شامی ج5 مصری ص224 میں

قُلْتُ وَفِی الْخَانِیَۃِ اَدْخَلُ الْمَرَارَۃَ فِیْ اِصْبَعِہٖ لِتَّدَاوِیْ رُوِیَ عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ کَرَاھَۃٌ وَّعَنْ اَبِیْ یُوْسَفَ عَدْمُھَاوَھُوَعَلَی الْاِخْتِلَافِ فِیْ شُرْبِ الْبُوْلِ مَایُؤْکَلُ لَحْمُہٗ

(وضاحت) اس عبارت سے ظاہر وباہر کہ کراہت مرارہ کی علت بول ہے....طحاوی زیر عبارت مذکور لانھامماتستخبثہ الانفس فرامایا جس سے واضح کہ ان سب میں عدم جواز کی علت خبائث ہی ہے نہ کچھ اور......وفی الشامی الجزء الخامس ص20

قَالَ فِیْ مِعْرَاجِ الدِّرَایَۃِ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی اَنَّ الْمُسْتَخْبَثَاتِ حَرَامٌ بِالنَّصِ وَھُوَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ

لہذا جن اشیاء میں یہ علت خبیثہ پائی جائی گی وہ جائز نہ ہوگی

فتاوی رضویہ جلد8 ص327 مطوعہ کراچی

(مسئلہ) اور خنثی جانور کی خرید فروخت جائز ہے قربانی جائز نہیں ہے

بہار شریعت جلد2 ص15 / 117

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: نائب مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ لاھور

اِتِّقَاءُ الْجَنَانِ عَمَّاکُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ ص12 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

نقلہ :سید شوکت حسین نقشبندی نثاری عفی عنہ (مدرس مدرسہ حسنیہ نور القرآن آڑے والا موضع خوجہ)

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مفتی ابوالبرکات سیداحمدقادری رحمۃ اللہ علیہ

بانی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور

الجواب

بکرے وغیرہ حیوانات ماکول اللحم (جن کا گوشت کھانا حلال ہے) کے (1) کپورے (2) دم مسفوح (جاری خون) (3) نر (4) مادہ کی شرم گاہ (5) غدہ (6) مثانہ (پھکنا) (7) پتہ مکروہ تحریمی یعنی قریب الحرام ہیں اور خون کی حرمت قطعی ہے

بدائع الصنائع میں

علامہ ملک العلماء علاؤ الدین ابوبکر کاسانی حنفی (المتوفی 58ھ) فرماتے ھیں

اَلَّذِیْ یُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ وَھٰذَالاَشْیَاءُ السَّبْعَۃُ مِمَّاتَسْتَخْبِثُہُ الطِّبَاعُ السَّلِیْمَۃُ فَکَانَتْ مُحَرَّمَۃٌ........

اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے بکری وغیرہ میں ان چیزوں سے کراہت کی:

قَالَ کَرِہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الشَّاۃِ اَلذَّکَرُ، وَالْاُنْثَیَیْنِ، وَالْقُبُلُ وَالْغُدَّۃُ، وَالْمَرَارَۃُ وَالْمَثَانَۃُ، وَالدَّمُ فَالْمُرَدُ کَرَاھَۃُ التَّحْرِیْمِیُ الخ:

اور پنجاب میں وباء عام پائی جاتی ہے اکثر جگہ کپورے بے تکلف کھاتے ہیں حالانکہ حرام ہیں اور ستم ظریفی یہ کہ کپورے جس کڑھائی میں تلتے ہیں اسی میں کباب اور تکہ بھی تلتے ہیں کپوروں کا عرق جب کباب وغیرہ میں ملاوہ بھی مکروہ اور حرام ہوگیا مولی کریم حرام خوری سے بچائے

ماہنامہ رضوان نومبر 1954ء

اِتِّقَاءُ الْجَنَانِ عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ ص 11 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

★ فتویٰ ★

مفتی عبدالعلیم صاحب جامعہ نعیمہ لاہور

الجواب

حلال جانور میں سات اشیاء حرام اور مکروہ تحریمی ہیں دم مسفوح، کپورے، شرم گاہیں، مثانہ، پتا، غدود، اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمہ اللہ نے فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم ص 327 میں 22 اشیاء کو شمار کیا جن کا کھانا مکروہ ہے سترہ نمبر اوجھڑی کو شمار کیا:

کتبہ: محمد عبدالعلیم دارالافتاء جامعہ نعیمہ لاہور

★ فتویٰ ★

نائب مفتی ﴿جامعہ نظامیہ لاہور﴾

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(الجواب)

مسئولہ صورت میں اوجھڑی مکروہ ہے اور آنتیں بھی مکروہ......اور خرید و فروخت دیگر ضروریات

★ فتویٰ ★

احمد رضا خان ابن مفتی غلام محمد شرق وپوری بندیالوی نائب ناظم مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ ناظر کالونی شرق پور روڈ شیخوپورہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الاستفتاء:

علمائے شرع متین سے ایک مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے کہ اوجھڑی اور کپوروں کے کھانے عام رواج ہو چکا ہے، اوجھڑی کھانے والے حضرت یہ کہتے ہیں کہ ہم اوجھڑی کو اچھی طرح صاف کر کے اس کی بدبو ختم کر کے کھاتے ہیں نیز اوجھڑی کو اتنا صاف کیا جائے کہ اس کی بدبو ختم ہو جائے اس صورت میں اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں نیز حلال جانور میں کل کتنی اشیاء ہیں جن کا کھانا جائز ہے یہ ایک مسئلہ تحقیق وتشریح دلائل صحیحہ کی روشنی میں فرمائیں........ بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا

المستفتی

احمد رضا خان ابن مفتی غلام محمد شرق وپوری بندیالوی نائب ناظم مدینة العلوم جامعہ نبویہ ناظر کالونی شرق پور روڈ شیخوپورہ

اَلْجَوَابَ بِعَوْنِ الْوَهَّابِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ

امابعد: احکام اسلامیہ کا ہر حکم غیر محدود حکمتوں سے اراستہ اور مصالح انسانیہ کا مخزن ہے ہمارے عقول ضعیفہ اور اذہان ناقصہ اسلام کے اوامر ونواہی کے فوائد ظاہریہ وباطنیہ پر مطلع ہونے سے قاصر ہیں اور ہمارے افکار اور انظار کے راستوں میں خطائیں حائل ہونے کی وجہ سے حاصل کردہ نتائج غیر یقینیہ ہیں لہذا مسائل شرعیہ کی حلت اور حرمت کی حکمتوں کو معلوم کرنا امر دشوار ہے اگرچہ بعض احکام کی حلت اور حرمت کی حکمت تک عقل کی رسائی ممکن ہے، ہمارے اذہان کی تدابیر کی حکمتوں تک رسائی نہیں ہے کیونکہ بڑے بڑے حکماء اور عقلاء اپنی عقلوں کو میزان اور فیصل سمجھ کر ضلالت وکفر کی وادیوں میں ہلاک ہو گئے، انسان کی عقل کتنی ناقص اور ضعیف ہے کہ ایک ڈاکٹر یا حکیم کسی شئی کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کر دے کہ فلاں شئی سے بیماری عارض ہوتی ہے تو اس کی تحقیق کو حرف آخر سمجھ کر اس کے قریب بھی نہیں جاتا بلکہ اس شئی کا استعمال اپنے اوپر حرام سمجھ لیتا ہے مگر افسوس ہے انسان کی عقل ودانش پر ایسے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ والہ وسلم

طبیب روح وجسم جن کی زبان کا ہر لفظ اللہ رب العزت کی وحی ہو اور جوامت کے لیے رحیم وکریم ہیں ،اگر کسی شئی کو اپنی امت پر حرام کردیں جبکہ یقیناً اس میں بہتری ہوتی ہے مگر اس شئی سے پرہیز نہیں کیا جاتا ،حلانکہ مخبر صادق علیہ السلام کے حکم کے بعد اس پر عمل نہ کرنا اور اپنی عقل کو دخل دینا ایمان کی توہین ہے اللہ تعالی ہمیں رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے ان نقوش کو قرطاس کے حوالے کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ لوگ اوجھڑی اور کپورے بڑے شوق اور مزے سے کھاتے ہیں اور کوئی برائی محسوس نہیں کرتے ....لہذا ہم ان کی شرعی حیثیت ناظر کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے چھ ابحاث کا ذکر کیا جاتا ہے

البحث الاول........،حدیث نبوی ﷺ میں سات چیزوں کا حکم

البحث الثانی.........سات چیزوں کے مکروہ ہونے کا سبب اور حکمت

البحث الثالث......حلال جانور کی پندرہ چیزوں کے بیان میں آراء فقہاء

البحث الرابع..................مکروہ تحریمی اور حرام میں فرق

البحث الخامس..........اوجھڑی اور کپوروں کی خرید وفروخت کا شرعی حکم

البحث السادس.......................سوالات وجوابات

المبحث الاول

حدیث نبوی ﷺ میں حلال جانور کی سات چیزوں کا حکم:

سات چیزیں تو منصوص ہیں ،لہذا ابلا ریب وشک ناجائز ہیں

حدیث شریف کی اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُ فِی الْمُعْجَمِ الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍووَابْنِ عَدِیٍّ وَالْبَیْهِقِیُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَکْرَهُ مِنَ الشَّاةِسَبْعاًاَلْمَرَارَةُ وَالْمَثَانَةُ وَالْحَیَاءُ وَالذَّکَرُوَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغَدَةُ وَالدَّمُ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاةِ اِلَیْهِ مُقَدَّمَهَا طَبْرَانِی بَیْهِقِی

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکری کے گوشت سے سات چیزوں کومکروہ فرماتے تھے (1) پتہ (2) مثانہ (3) مادہ کی شرم گاہ (4) خصیے (کپورے) (5) غدود (6) خون جاری اور حدیث کے آخری جملہ کا مفہوم یہ ہے حضور ﷺ کوبکری کا اگلا حصہ زیادہ محبوب تھا

المبحث الثانی

سات چیزوں کے ناجائز ہونے کی حکمت

حکم شرعی کی حرمت میں ضرور حکمت ہوا کرتی ہے لہذا سات چیزوں کے ناجائز ہونے کی حکمت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے

حاشیہ طحطاوی میں مذکورھے

قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَّاالدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِ وَاُکْرِهُ الْبَاقِیَةَ لِاَنَّهَامِمَّاتَسْتَخْبِثُهُ الْاَنْفُسُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ

ترجمہ: امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خون کے حرام ہونے کی وجہ تو واضح ہے کیونکہ یہ نص قطعی (قران) سے ثابت ہے اور باقی چھ (پتہ، مثانہ، شرم گاہ) نرومادہ، کپورے غدود) اس لیے مکروہ جانتا ہوں کہ لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اوران کو پلید سمجھتے ہیں جبکہ اللہ تعالی فرماتا ہے

وَیُحَرِّمُ عَلَهِمُ الْخَبَائِثَ

(ترجمہ) رسول اللہ ﷺ ان لوگوں پر پلید چیزیں حرام فرمائیں گے،

☆چھ چیزیں مکروہ تحریمی☆

چھ چیزوں کی کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے جیسا کہ اکثر کتب میں اس کی تصدیق وتشریح کی گئی ہے،ہم بخوف طوالت صرف ایک کتاب کے ذکر پر اکتفاء کریں گے جیسا کہ

مغنی المستفی عن سوال المفتی میں مذکور ہے

اَلْمَكْرُوْهُ تَحْرِيْماًمِنَ الشَّاةِ سَبْعاًالخ‹**ترجمہ:**›یعنی بکری میں سات چیزیں مکروہ تحریمی ہیں

☆ خلاصہ کلام ☆

خلاصہ بحث: ان چیزوں کی حرمت کی حکمت واضح ہوگئی کہ یہ پلید سمجھی جاتی ہیں لوگ ان سے گھن اور نفرت کرتے ہیں

☆ سات میں وجہ عدم حصر ☆

حدیث شریف میں جو سات اشیاء کا ذکر ہے حرمت کا ان میں حصر نہیں ہے کیونکہ ہمیں جب علت معلوم ہوگئی تو پھر دوسری اشیاء بھی ان پر قیاس کی جاسکتی ہیں جبکہ یہی علت ان اشیاء میں بھی پائی جاتی ہے جیسے صاحب اصول شاشی نے قیاس

✿ قیاس شرعی کی تعریف ✿

اَلْقِيَاسُ الشَّرْعِيُّ هُوَتَرَتُّبُ الْحُكْمِ فِيْ غَيْرِالْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ مَعْنًى هُوَعِلَّةٌ لِذٰلِكَ الْحُكْمِ فِي الْمَنْصُوْصِ عَلَيْهِ

ترجمہ: قیاس شرعی کی منصوص علیہ کی غیر پر حکم لگایا جاتا ہے ایسی علت کی وجہ سے جو منصوص علیہ میں پائی جاتی ہے :منصوص علیہ سات چیزیں ہوں گی اوران میں علت یہ ہے کہ لوگ ان سے گھن اور نفرت کرتے ہیں اور دیگر چیزوں (پندرہ) میں بھی جب یہ علت جائے گی وہ بھی مکروہ سمجھی جائیں گی یا یہ کہ پندرہ اشیاء دلالت النص سے مکروہ سمجھی جائیں گی

☆ البحث الثالث ☆

حلال جانوروں کی پندرہ چیزوں میں آرائے فقہاء

خلاصہ بحث : حلال جانور میں سات چیزیں تو حدیث میں شریف میں آچکی ہیں ان سات چیزوں پر فقہاء نے اضافہ فرمایا اور وہ مندرجہ ذیل ہیں (1) حرام مغز (2) گردن کے دو پٹھے جو کندھوں تک آتے ہیں (3) جگر کا خون (4) تلی کا خون (5) خون گوشت جو ذبح کے بعد نکلتا ہے (6) دل کا خون (7) پتہ کا زرد پانی (8) ناک کی رطوبت جو بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے (9) دبر کا مقام (پخانہ) (10) اوجھڑی (11) آنتیں (12) نطفہ یعنی منی (13) وہ نطفہ جو خون بن گیا (14) وہ نطفہ کہ لوتھڑا ہوگیا (15) وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا، اور مردہ نکال لیا یا بغیر ذبح کے نکلا، یا بغیر ذبح کے مرگیا:

☆ توضیح بحث ☆

قابل وضاحت امر یہ ہے کہ ان پندرہ میں سے کن کن چیزوں کو کون کونسے فقہاء نے اضافہ فرمایا ہے ذیل میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں

☆ قاضی بدیع خوازمی، شمس الدین قہستانی اور علامہ سید احمد مصری وغیرہم نے دو چیزوں کا اضافہ فرمایا ہے (1) حرام مغز (2) گردن کے دو پٹھے جو گردن میں موجود ہوتے ہیں اور کتاب الذبائح میں کی گئی کہ وَالْعَصَبَانِ الَّذَانِ فِی الْعُنُقِ یعنی دو پٹھے جو گردن میں ہوتے ہیں اور کتاب الذبائح طحاوی میں ہے زِیْدَ نُخَاعُ الصُّلْبِ یعنی حرام مغز کا بھی اضافہ کیا گیا ہے:

☆ اور شمس الدین قہستانی اور سید احمد مصری وغیرھما نے تین اور چیزوں کا بھی اضافہ کیا (1) خون جگر (2) خون تلی (3) خون گوشت جو بعد ذبح کے نکلتا ہے جیسا کہ ذبائح طحاوی میں ان

چیزوں کی وضاحت ان الفاظ سے کی گئی ہے کَذَاالدَّمُ الَّذِیْ یَخْرُجُ مِنَ اللَّحْمِ وَالْکَبِدِ وَ الطِّحَالِ ﴿ترجمہ﴾ وہ خون جو گوشت سے ذبح کرنے کے بعد نکلتا ہے، جگر اور تلی کا خون:

☆امام اهل سنت اعلیٰ حضرت رضی الله عنه کااستدلال☆

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی علت سے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے دس چیزوں کا اضافہ کرتے ہوئے استدلال فرمایا ہے ﴿1﴾ خون دل بھی پلید ہے جیسا کہ حلیہ میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ دَمُ قَلْبِ الشَّاةِ نَجَسٌ یعنی بکری دل کا خون نجس ہے ﴿2﴾ پتہ میں زرد پانی جسے سفرا کہا جاتا ہے جیسا درمختار میں تصریح کی گئی ہے مَرَارَةُ کُلِّ حَیَوَانٍ کَبَوْلِهٖ ﴿ترجمہ﴾ یعنی جانور کا پتہ جانور کے پیشاب کی طرح پلید ہے ﴿3﴾ ناک کی رطوبت جو جانور کی ناک سے نکلتی رہتی ہے جیسا کہ العقود الدریہ تنقح الفتاویٰ الحامدیہ میں اس کا واضح ثبوت موجود ہے:

﴿4﴾ جانور کا وہ خون جو رحم میں نطفہ کے قرار پانے سے بنتا ہے اور جم کر لوتھڑا کی شکل بن جاتا ہے جیسا کہ ردالمختار میں اس کو اس عبارت سے نقل کیا گیا ہے اَلْعَلَقَةُ وَالْمُضْغَةُ نَجَسَانِ کَالْمَنِیِّ ﴿ترجمہ﴾ اور وہ لوتھڑا اور گوشت کا ٹکڑا جو جانور کے رحم میں خون سے بنتے ہیں جانور کی منی کی طرح پلید ہے (5) دبر یعنی پخانہ کا مقام جیسا کہ رحمانیہ میں ہے فِی الْیَنَابِیْعِ کَرِهَ النَّبِیُّ ﷺ (الی) اَلْقُبُلُ وَالدُّبُرُ ﴿ترجمہ﴾ رحمانیہ میں دبر کا بھی ذکر ہے یعنی پاخانہ کا مقام بھی مکروہ ہے (6) اوجھڑی اور (7) آنتیں بھی مکروہ تحریمی کے حکم میں شامل ہیں ان کی کراہت کی حکمت یہ ہے کہ حدیث پاک میں جب شرم گاہ نر اور مادہ اس لیے مکروہ ہیں کہ پیشاب اور منی کی گزرنے کا راستہ ہے تو دبر بھی گوبر کے گزرنے کا راستہ ہے لہذا واضح طور پر یہ بھی مکروہ ماننا پڑے گی، اسی طرح جب مثانہ مکروہ اس لیے ہے کہ وہ مرکز بول ہے، تو پھر اوجھڑی مرکزیت اور مخزنیت گوبر اور لید ہونے میں مثانہ سے کم درجہ تو نہیں رکھتیں، لہذا اوجھڑی اور آنتوں کی کراہت بلاشک وریب ثابت ہوگئی ﴿8﴾ وہ گوشت کا ٹکڑا جو نطفہ کی وجہ سے بنتا ہے وہ بھی مکروہ ہے، جیسا ردالمختار میں ابھی

ابھی گزر چکا ہے ‹9› جانور کا بچہ بھی مکروہ تحریمی کے حکم میں ہے جیسے ہدایہ اور فتاوی شامی میں اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ علامہ شامی کہ علامہ شامی عَلْقَہٗ اور مُضْغَہٗ کی نجاست لکھ کر فرماتے ہیں وَکَذَاالْوَلَدُاِذَالَمْ یَسْتَحِلّ ‹**ترجمہ**› جانور کا وہ بچہ بھی پلید ہوگا جو مردہ نکلے ‹۱۰› نطفہ بھی یعنی نر اور مادہ دونوں کی منی مطلقا ناپاک ہے جیسے ردالمختار میں ہے اِنَّ مَنِیَّ کُلِّ حَیَوَانٍ نَجْسٌ یعنی ہر جانور کی منی پلید ہے:

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی نَعَمَائِہٖ الشَّامِلَۃِ وَعَلٰی تَکْمِیْلِ الْبُحْثِ

☆البحث الرابع☆

حرام اور مکروہ تحریمی میں فرق

حدیث شریف میں خون کی حرمت تو نص سے ثابت ہے، اور باقی اشیاء مکروہ شمار کی گئی ہیں لہذا پہلے ناظرین کی خدمت میں حرام اور مکروہ تحریمی واضح کرنا اشد ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان مکروہ اشیاء کا استعمال کا حکم یکساں ہے یا ان میں فرق ہے:

☆ تعریف حرام ☆

مَاثَبَتَ بِدَلِیْلِ قَطْعِیٍّ لَاشُبْھَۃَ فِیْہِ ‹**ترجمہ**› جو ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جس میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو

☆حرام کا حکم☆

حرام کا ایک بار بھی قصد کرنا گناہ کبیرہ ہے، اور اس سے بچنا فرض ہے جیسے خون جاری کہ نص قطعی سے اس کی حرمت ثابت ہو چکی ہے:

☆ تعریف مکروہ☆

مَاھُوَرَاجِحُ التَّرْکِ فَاِنْ کَانَ اِلٰی حَرَامٍ اَقْرَبَ تَکُوْنُ کَرَاھَتُہٗ تَحْرِیْمَۃً فَاِنْ کَانَ اِلَی الْحِلِّ اَقْرَبَ تَکُوْنُ تَنْزِیْھَۃً وَلَایُعَاقَبُ عَلٰی فِعْلِہٖ (جامع العلوم)

ترجمہ: مکروہ اسے کہتے ہیں کہ جس کا چھوڑنا بہتر ہو پھر آگے دو صورتیں ہیں کہ دیکھیں گے اگر وہ حرام کے قریب ہے تو مکروہ تحریمی ہوگا، اور اگر وہ حلال کے قریب ہے تو مکروہ تنزیہی ہوگا، اور اس کے کرنے پر عذاب نہیں دیا جائے گا:

☆ مکروہ تحریمی کا حکم ☆

اس کا کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگر چہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے:

☆حرام اور مکروہ تحریمی میں فرق ☆

حرام اور مکروہ تحریمی سزا میں دونوں برابر ہیں، حرام اور مکروہ تحریمی کا مرتکب ہر ایک سزا میں یکساں ہیں درمختار میں اس مسئلہ کا بیّن ثبوت پایا جاتا ہے جیسا کہ کُلُّ مَکْرُوْہٍ اَیْ کَرَاھَۃُ تَحْرِیْمٍ حَرَامٌ کَالْحَرَامِ فِی الْعُقُوْبَۃِ بِالنَّارِ:

〈**ترجمہ**〉 ہر مکروہ تحریمی سزا میں حرام کے برابر ہے، لہٰذا اوجھڑی کپورے اور خون کا کھانا اور استعمال حکم سزا میں برابر ہیں:

☆اوجھڑی اور کپورے کھانے سے دعاء قبول نہیں ہوتی☆

حلال اور طیب کھانا دعاء کی قبولیت کا سبب ہوا کرتا ہے جیسا

(حدیث) کہ ایک دفعہ حضرت سعد بن وقاص بارگاہ مصطفوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیں کہ میں مستجاب الدعوات ہو جاؤں، ارشاد ہوا کہ اے سعد پاک روزی کھاؤ تو مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ بندہ ایک لقمہ حرام کھاتا ہے تو چالیس روز تک دعاء قبولیت سے محروم رہتی ہے: (کنز الایمان)

ثابت ہوا کہ جو آدمی اوجھڑی یا کپورے وغیرہ کھائے گا قبولیت دعاء سے محروم رہے گا اس لیے کہ یہ پاکیزہ چیزیں نہیں بلکہ خبیث اور ناپاک چیزیں ہیں جب کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ یعنی

محبوب ﷺ ناپاک چیزوں کو حرام فرمائیں گے:

﴿خلاصہ بحث﴾

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ناپاک چیزوں کو حرام فرمادیا، مگر ہم حرام بھی کھاتے ہیں اور دعاء کے مستجاب الدعوات ہونے کی رب سے امید بھی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ تعالی ہمیں بچنے کی توفیق عطاء فرمائے:

☆البحث الخامس☆

اوجھڑی اور کپورے وغیرہ کی خریدوفروخت کاشرعی حکم

خلاصہ بحث: اوجھڑی اور کپورے وغیرہ کی خریدوفروخت جائز ہوگی البتہ ان کا کھانا مکروہ تحریمی ہوگا ان کی دلیل وہی ہے جو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے سات چیزوں کے مکروہ ہونے کی علت اور سبب یہ فرمایا ہے کہ ان سے لوگ گھن اور نفرت کرتے ہیں اور انہیں گندگی اور پلید سمجھتے ہیں اور اوجھڑی اور کپوروں میں بھی یہی علت ہے اور سبب پایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نبی ﷺ ناپاک چیزوں کو ان پر حرام فرائیں گے:

الـغـرض ان میں سے خون تو حرام ہے اور اشیاء مکروہ تحریمی ہوں گی یعنی ان کا کھانا مکروہ تحریمی ہوگا البتہ ان اشیاء کی خریدوفروخت دیگر فوائد کے لیے جائز ہوگی مثلاً انتڑیاں استعمال میں آتی ہے بعض اشیاء ایسی ہیں کہ وہ پلید ہے ان کا کھانا حرام یا مکروہ تحریمی ہے مگر ان اشیاء کی خریدوفروخت جائز ہے..........

ترجمہ: یعنی کتے کا کھانا حرام ہے مگر خریدفروخت جائز ہے کیونکہ کتے سے شکار اور گھر کی حفاظت مقصود ہوتی ہے اس مذکور عبارت سے معلوم ہوا کہ بعض اشیاء ایسی ہیں جو خود تو پلید ہے اور ان کھانا حرام ہے مگر ان کی خریدوفروخت جائز ہے کیونکہ لوگ کھانے کے ماسواء ان چیزوں سے فوائد حاصل کرتے ہیں جیسے گوبر اور مینگنی کی خریدوفروخت جائز ہے کیونکہ لوگ ان سے نفع اٹھاتے

چلے آتے ہیں اور کسی زمانہ میں انکار نہیں ہوا مگر یہ چیزیں خود پلید ہیں

وَاللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

☆ البحث السادس ☆

سوالات وجوابات

☆ خلاصہ بحث ☆

☆ السوال الاول ☆

بحث اول میں حدیث شریف میں ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بکری کے گوشت سے سات اشیاء مکروہ ہیں، حدیث شریف میں بکری کے گوشت کو خاص کیا گیا ہے جس کا ظاہراً مفہوم تو یہ ہے کہ یہ سات چیزیں بکری کی ہی مکروہ ہیں۔ دیگر حلال جانوروں کی یہ چیزیں مکروہ نہیں ہیں:

☆ الجواب الاول ☆

بکری کے ذکر سے یہ مراد نہیں ہے کہ سات چیزیں بکری میں ہی مکروہ ہیں دوسرے جانورں میں نہیں، بلکہ بکری کا ذکر قضیہ اتفاقی ہے:

خلاصہ جواب یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے بکری کا ذکر کسی قسم کی تخصیص کے لیے نہیں کیا بلکہ بکری کا ذکر اتفاقی ہے ہر جانور جو حلال ہے یہی سات چیزیں اس کی بھی مکروہ ہیں:

☆ السوال الثانی ☆

حدیث شریف میں صرف سات چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے باقی پندرہ اشیاء کو دیگر علماء نے مکروہ قرار دیا ہے جیسا کہ ہم نے تیسری بحث میں ان علماء کے نام اوران اشیاء کے نام بھی ذکر کر دیے ہیں ....نیز کتاب وسنت سے علت معلوم کر کے مسائل کا استنباط کرنا مجتہد فی الشرع کا کام ہوا

کرتا ہے جب کہ پندرہ چیزوں کو مکروہ جاننے والے علماء مجتہد فی الشریعت نہیں ہیں لہذا یہ چیزیں مکروہ کیسے ہو سکتی ہیں تو پھر اوجھڑی اور کپورے وغیرہ کا کھانا جائز ہونا چاہیے نہ کہ مکروہ

الجواب الثانی

اسے پہلے بطور تمہید تین چیزیں ناظرین کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں ان کو ذہن میں محفوظ کرنے بعد جواب سمجھنا آسان ہو جائے گا:

اجتہاد......استقراء.....تمثیل

اِجْتِهَادٌ:فِی اللُّغَةِ تَحَمُّلُ الْجُهْدِ اَیِ الْمُشَقَّةِ ...وَفِی الْاِصْطِلَاحِ اِسْتِفْرَاغُ الْفِقِیْهِ الْوُسْعُ لِتَحْصِیْلِ ظَنٍّ لِحُکْمِ الشَّرْعِیِّ (جامع العلوم)

〈ترجمہ〉 اجتہاد کا لغوی معنی ہے کہ مشقت برداشت کرنا، اور اصطلاح فقہ میں اجتہاد ایسے مفہوم کو کہتے ہیں کہ فقیہ کا حکم شرعی میں ظن حاصل کرنے کے لیے اتنی قوت اور طاقت صرف کرنا، اس کے بعد اور طاقت پہلے سے خرچ کرنے عاجز آجائے یعنی اپنی پوری طاقت خرچ کر دینا کہ اس کے بعد اس کے پاس مزید طاقت باقی نہ رہے:

وعبارة اخری: بَذْلُ الْجُهُوْدِ لِنَیْلِ الْمَقْصُوْدِ **〈ترجمہ〉** بالفاظ دیگر، ایسے مفہوم کا نام ہے کہ مقصود کو حاصل کرنے کے لیے اپنی پوری طاقت کو خرچ کرنا:

☆استقراء☆

فِی اللُّغَةِ التَّحَفُّصُ وَالتَّتَبُّعُ وَفِیْ اِصْطِلَاحِ الْمَنْطِقِیِّیْنَ هُوَ الْحُجَّةُ الَّتِیْ یُسْتَدَلُّ مِنْ اِسْتِقْرَاءِ حُکْمِ الْجُزْئِیَّاتِ عَلٰی حُکْمِ کُلِیِّهَا

〈ترجمہ〉 استقراء کا لغوی معنی تلاش کرنا ہے اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ ایسی حجت کا نام ہے، جس سے استدلال کیا جاتا ہے، اکثر جزئیات کے حکم سے ان جزئیات کی کلی پر یعنی ان جزئیات کے تمام افراد پر

☆ تمثیل ☆

یَقَعُ فِیهِ بَیَانُ مُشَارَکَةِ جُزئِیٍّ آخَرَ فِی عِلَّةِ الحُکمِ لِیَثبُتَ ذَالِكَ الحُکمُ فِی الجُزئِی الاَوَّلِ

(ترجمہ) ایسی حجت کا نام ہے جس میں یہ بیان ہوا کرتا ہے کہ ایک جزئی دوسری جزئی کے لیے حکم کی علت میں شریک ہوتی ہے تا نکہ یہ حکم پہلی جزئی میں بھی ثابت ہوجائے:

مثلانبیذ (چھوارے وغیرہ کا بگویا ہوا پانی) حرام ہے جبکہ سکر پیدا ہوجائے اس نبیذ کو قیاس کیا جاتا ہے شراب کی حرمت پر اور شراب کی علت سکر (نشہ) ہے اور یہ علت (سکر) نبیذ میں پائی جاتی ہے لہذا جس چیز میں نشہ ہوگا وہ حرام ہوجائے گی، اور جہاں یہ علت اس (سکر) پائی جائے گی وہ چیز حرام ہوگی، مگر شراب کی حرمت قطعی اور یقینی ہے بقیہ اشیاء جن میں سکر پایا جائے گا ان کی حرمت ظنی ہوگی، ان تینوں کی (اجتہاد.. استقراء... اور تمثیل) کی تعریف کو ذہین نشین کرنے کے بعد ناظرین کی خدمت میں سوال کا جواب پیش کیا جاتا ہے کہ احکام شرعیہ کی علتوں کو معلوم کرنا یہ مُجتَهِدُفِی الشَّرعِ کا خاصہ ہے اور جب مجتہد کسی حکم کی علت بیان کردے اور اس علت کو کسی اور چیز میں نافذ کردے کہ حکم منصوص کو اس پر بھی نافذ کردینا مجتہد کا خاصہ نہیں ہے جیسا کہ علامہ طحطاوی نے اس بات کی تصریح کی ہے،

اوجھڑی وغیرہ اس وجہ سے مکروہ ہے کہ امام اعظم جو مجتہد فی الشرع ہیں، انھوں نے چھ چیزیں کو مکروہ سمجھا، ساتھ ہی ان اشیاء کی کراہت کی علت اور سبب بھی بتادیا جیسا کہ اس عبارت سے واضح معلوم ہورہا ہے وَاُکرِهُ البَاقِیَةَ لِاَنَّهَا مِمَّا تَستَخبِثُهُ الاَنفُسُ یعنی میں چھ چیزوں کو مکروہ سمجھتا ہوں اس لیے کہ سلیم الطبع لوگ ان سے گھن کرتے ہیں اور انہیں گندی سمجھتے ہیں.....

الغرض امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ان چیزوں کی کراہت کی علت گندا اور پلید ہونا بتایا ہے اب اس علت کا دوسری چیزوں میں اجرا کرنا اور پھر حکم نافذ کرنا یہ مجتہد کا خاصہ نہیں ہے لہذا یہ لوگ اگرچہ مجتہد نہیں ہیں لیکن پھر بھی علت کو دوسری اشیاء میں نافذ کرسکتے ہیں لہذا اوجھڑی وغیرہ

کودوسری اشیاء میں نافذ کرسکتا ہے کیونکہ استقراء اور تمثیل کا باب تو مفتوح ہے جیسا کہ ان کی تعریفات پیچھے گزرچکی ہے لہذا اوجھڑی کو غیر مجتہد بھی مکروہ قرار دے سکتا ہے:

☆ السوال الثالث ☆

اکثر لوگوں کی زبانوں پر یہ کلمات جاری ہیں کہ اوجھڑی اور کپورے سیکڑوں سالوں سے کھائے جارہے ہیں نیز بڑے بڑے مولوی بھی کھاتے ہیں مگر آج کے نئے نئے مفتی کہ جنہوں نے اوجھڑی اور کپوروں کے بارے میں بھی مکروہ کا فتویٰ دیا اوران لوگوں اور مولویوں کا یہ فعل قابل حجت ہو سکتا ہے یا نہیں؟

☆ الجواب الثالث ☆

حدیث شریف میں جب سات چیزوں کو مکروہ قرار دیا گیا اور امام اعظم نے ان سات اشیاء کی کراہت پر علت کا بیان فرمایا اور فقہاء نے ان علت کا دوسری اشیاء میں اجراء کرکے حکم کراہت جاری کردیا ہمارے لیے حدیث شریف قابل حجت ہے لوگوں کا کپورے اوراوجھڑی کھانے سے جائز نہیں ہوسکتے کیونکہ ایک چیز حرام ہے یا مکروہ ہے وہ قیامت تک مکروہ یا حرام رہے گی اگرچہ لوگوں میں اس کا استعمال عام ہوجائے مثلاً سود، زنا حرام ہیں قیامت تک حرام ہی رہیں گے اگرچہ اکثر لوگ بالفرض انکا ارتکاب کرنا شروع کردیں تو یہ مکروہ ہی رہیں گے لوگوں کے تعامل سے ہر حکم حرام یا بدل نہیں سکتا نیز اوجھڑی اور کپورے وغیرہ کا فتویٰ کوئی نیا نہیں بلکہ فتویٰ تو پرانا ہے مگر جن لوگوں کو کسی چیز کی کراہت کا اب علم ہو تو ان کے ذہن کو نیا لگے گا حقیقت میں یہ مسئلہ پرانا ہے

واللہ تعالی ورسولہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہ

ابعدالضعیف ....غلام محمدبن محمدانورشرق پوری بندیالوی

اِتِّقَاءُ الْحَنَانِ عَمَّا کُرِہَ مِنْ اَجْزَاءِ ذِبْحِ الْحَیَوَانِ صفحہ 13 تا 30 ناشر مدینۃ العلوم جامعہ نبویہ (شرق پوری)

کتبہ

م،م،م

★ فتویٰ ★

دارالعلوم نعیمیہ کراچی

علامہ مفتی منیب الرحمن طَالَ اللّٰہُ عُمَرَہٗ ‹مدیر اعلیٰ دارالعلوم نعیمیہ کراچی .... چیرمین ہلال کمیٹی پاکستان›

سوال

ایسا حلال جانور جسے شریعت کے مطابق ذبح کیا گیا ہو اس کے بعض اجزاء ایسے بھی ہیں جنہیں کھا نا شرعاً منع ہے بعض لوگ بڑے شوق سے کھاتے ہیں: **‹سید ذاکر شاہ ،بٹگرام›**

جواب

شریعت کے مطابق ذبح کئے ہوئے حلال جانور کے مندرجہ ذیل اجزاء کھانا منع ہے دم مسفوح (ذبح کے وقت بہنے والا خون) ذکر، گائے بکری یعنی مادہ جانور پیشاب کی جگہ، خصیتین (کپورے) دبر (پخانے کی جگہ) مثانہ، حرام مغز، اوجھڑی اور آنتیں ان میں دم مسفوح حرام قطعی ہے اور باقی مکروہ ہیں :تفہیم المسائل جلد 2 صفحہ 237 ضیاء القران پبلی کیشنز .لاہور .کراچی: پاکستان

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مفتی اعظم فیض احمداویسی طال اللہ عمرہ

(جامعہ اویسہ بھاول پور)

فقہ کا مسلّم قاعدہ ہے کہ علت حرمت وکراہت شئے کی جس جنس میں پائی جائے گی، وہ اصل شئے کی طرح حکم لیتی جائے گی۔ مثلاً عضوتناسل ومثانہ وغیرہ کے ناجائز ہونے کی علت ان کا خبیث ہونا ہے یعنی گندا اور گھناؤنا پن۔ تو ہر وہ چیز جس میں خبیث اور گھناؤنا ہونے کی علت پائی جائے گی وہ ضرور ناجائز ہوگی۔ عضوتناسل اس لئے ناجائز ہے کہ وہ پیشاب کا مخزن ہے تو اوجھڑی اور آنتیں عضوتناسل سے خباثت میں بڑھکر ہیں کہ وہ صرف گذرگاہ نجاست ہے اور یہ گذرگاہ ہی نہیں بلکہ نجاست کے مخزن ہیں۔ اور اوجھڑی اور آنتیں مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں کہ مثانہ اگر پیشاب کی تھیلی ہے تو اوجھڑی اور آنتیں، لید وگوبر کا خزانہ ہیں۔ تو اس علت خباثت کے سبب اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا جائز نہیں۔ اوجھڑی اور آنتیں کا کھانا مکروہ تحریمی (قریب بحرام) گناہ ہے

(اوجھڑی کی کراہیت، ص، 33، 34)

پنجاب میں یہ وباعام پائی جاتی ہے اکثر جگہ کپورے بے تکلف کھاتے ہیں حالانکہ حرام ہیں اور ستم ظریفی یہ کہ کپورے جس کڑاہی میں تلتے ہیں اسی میں کباب اور ٹکیہ بھی تلتے ہیں، کپوروں کا عرق جب کباب وغیرہ میں ملاوہ بھی مکروہ وحرام ہوگیا۔ مولیٰ کریم حرام خوری سے بچائے۔

(اوجھڑی کی کراہیت، ص، 21، 22)

★ فتویٰ ★

شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خانؒ

عرض: اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟ ارشاد: مکروہ ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص، ۳۵۸)

عرض: حضور یہ مانا ہوا ہے کہ نجاست اپنے محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں جو فضلہ ہے وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ؟ ارشاد: اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا، اگر نجاست کو اس کے محل میں نجس مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہو جاتی:

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص358

کتبہ

م،م،م

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مفتی اعظم غلام رسول سعیدی صاحب طال اللہ عمرہ

〈جامعہ نعیمہ کراچی〉

اس حدیث میں چونکہ اوجھڑی کا ذکر آ گیا ہے اس لیے اوجھڑی کھانے کا شرعی حکم بیان کرنا چاہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ذبح شدہ سات اجزاء کا کھانا حرام قرار دیا ہے، اوران کے سواء کو حلال

قرار دیا ہے اور اجھڑی چونکہ ان سات اعضاء میں شامل نہیں اس لیے بظاہر اس کا کھانا حلال ہے اسی طرح فقہاء نے بھی ذبح شدہ جانور کے سات اجزاء کو حرام قرادیا ہے اوران میں اوجھڑی شامل نہیں، اسے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اوجھڑی حلال ہے،،،

لیکن نظر دقیق سے یہ معلوم ہوتا ہے اوجھڑی مثانہ کی طرح مکروہ تحریمی ہے:

امام عبدالرزاق بیان کرتے ہیں اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُ فِی الْمُعْجَمِ الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوابْنِ عَدِیٍّ وَالْبَیْہِقِیُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِسَبْعاًاَلْمَرَارَۃُ وَالْمَثَانَۃُ وَالْحَیَاءُ وَالذَّکَرُوَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغُدَۃُ وَالدَّمُ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاۃِ اِلَیْہِ مَقَدَّمَھَا : طَبْرَانِی بَیْھِقِی

ترجمہ :مجاہد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بکری کی سات چیزوں کو مکروہ تحریمی قرار دیتے تھے (۱) خون (۲) فرج (۳) خصیتین (۴) غدود (۵) ذکر (۶) مثانہ (۷) پتہ اور بکری کے اگلے حصے کے گوشت کو پسند فرماتے ہیں :اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے (سنن کبری ۱۰/۷)

اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے (مراسیل ابودوٗد ۱۹)

علامہ ابن ابی شامی لکھتے ہیں مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے سات اجزا کو مکروہ قرار دیا ہے ذکر، خصیتین ،فرج ،غدوۃ ، پتہ ،مثانہ ،اور خون،

امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں خون حرام ہے اور باقی چھ چیزیں مکروہ ہیں کیونکہ خون کی حرمت قران مجید نص قطعی سے ثابت ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ الایۃ اور باقی چھ چیزیں مکروہ ہیں کیونکہ ان کو انسان مکروہ سمجھتا ہے اور قران عظیم میں ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ یعنی رسول اللہ ﷺ خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور یہ چھ چیزیں خبیث ہیں ان سے گھن آتی ہے.....

حضرت مجاہد کی روایت میں جو کراہت کا لفظ ہے اسے مراد مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ان چھ

(ردالمختار 5...556)
چیزوں اور خون کو کراہت میں جمع کیا ہے
ملک العلماء علامہ کسانی حنفی نے بھی ذبح شدہ جانور کے ان سات اجزاء کو مکروہ تحریمی لکھا ہے
(بدائع الصنائع 5/61)

اور چونکہ اوجھڑی ان سات چیزوں میں شامل نہیں ہے اس لیے اس کا کھانا بظاہر مکروہ تحریمی نہیں ہے....
البتہ قیاس کا تقاضہ یہی ہے کہ مثانہ میں پیشاب ہوتا ہے اور اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے
اسی طرح اوجھڑی میں گوبر ہوتا ہے اس لیے اس کا کھانا بھی مکروہ تحریمی ہونا چاہیے.
نیز ان چھ چیزوں کی کراہت کی دلیل یہ ہے کہ یہ اشیاء خبیث ہیں انسان ان سے گھن کرتا ہے
اور متنفر ہوتا ہے اور قران مجید میں ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ یعنی رسول اللہ ﷺ خبیث چیزوں کو
حرام کرتے ہیں اور اوجھڑی سے انسان گھن کرتا ہے اس لیے یہ بھی خبیث اور مکروہ تحریمی ہے:
میں نے مذاہب اربع کی کتب میں بالخصوص اوجھڑی کا جزیہ تلاش کیا لیکن مجھ کو یہ جزیہ نہیں مل سکا
اس لیے میں نے یہ بیان کیا ہے کہ بظاہر حدیث اور عبارات فقہاء کا تقاضا یہ ہے کہ یہ بلا کراہت حلال ہے
اور قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے لہذا تعارض ادلہ کی وجہ سے (اگر اس کو کوئی مکروہ تحریمی تسلیم نہ کرے
تو) اوجھڑی کو مکروہ تنزیہی (تو ضرور) قرار دینا چاہیے
شرح صحیح مسلم جلد 5 صفحہ 565 فرید بک سٹال

☆خلاصہ کلام☆

کلام کا ماحاصل یہ ہوا کہ مفتی علامہ غلام رسول سعیدی طال اللہ عمرہ کے فتوی سے ظاہر ہوتا ہے کہ
اوجھڑی کے بارے میں دو قول ہیں ایک مکروہ تحریمی دوسرا قول مکروہ تنزیہی مکروہ تحریمی ہونے
پر آپ نے مع الدلائل قیاسی شرعی سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے ...اور مکروہ تنزیہی
ہونے پر کوئی دلیل پیش نہی کی فلہٰذا مکروہ تحریمی حرمت کا تقاضا کرتا ہے اور مکروہ تنزیہی عدم
اولویت کی بنا پر حلت اور بنا بر تقوی حرمت کا تقاضا کرتا ہے اور حدیث پاک اور دوسرے محققین

آئمہ مجتہدین (تفصیل دوسرے باب میں گزر چکی ہے) کرام اور علامہ فیض احمد اویسی صاحب نور اللہ مرقدہ نے مسلم اور مشہور قاعدہ بیان کیا ہے کہ اگر حلت اور حرمت کے درمیان تعارض واقع ہو جائے تو حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہوگی

فلہٰذا ماننا پڑے گا کہ مکروہ تحریمی کو مکروہ تنزیہی پر ترجیح حاصل ہے تو اس سے یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اوجھڑی مکروہ تحریمی ہے **واللہ اعلم بالصواب** (م،م،م)

★ فتویٰ ★

مرکزی خانگاہ نقشبندیہ (کراچی)

حضرت علامہ مفتی محمد صدیق نقشبندی چنیوٹی اَطال اللہ عمرہ

یا اللہ عزوجل ☆ بسم اللہ الرحمن الرحیم ☆ **یا رسول اللہ** ﷺ

اوجھڑی اور کپورے کھانا مکروہ ھے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ** (سورہ اعراف: ۱۵۷)

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی یہ صفت بیان کی ہے کہ (ہمارا یہ پیارا حبیب) صاف چیزیں ان کے لیے (یعنی اپنی امت کے لیے) حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا"۔

علامہ اسماعیل حقی حنفی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اَلطَّیِّبَات سے وہ اشیاء مراد ہیں جو طبائع کو پسند اور وہ ان سے لذت پائیں:

اَلْخَبَائِث سے اشیاء مراد ہیں وہ ہیں جن سے طبائع کراہت و نفرت کریں۔

(تفسیر روح البیان، پارہ ۹، ص ۱۳۵)

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْمُعْجَمِ الْاَوْسَطِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍوٌ اِبْنِ عَدِیٍّ وَالْبَیْھِقِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعًا اَلْمَرَارَۃُ وَالْمَثَانَۃُ وَالْحَیَاءُ وَالذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْغُدَّۃُ وَالدَّمُ وَکَانَ اَحَبُّ الشَّاۃِ اِلَیْہِ مُقَدَّمَھَا: طَبْرَانِی بَیْھِقِی

ترجمہ: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکری کی سات چیزوں کو مکروہ (تحریمی) قرار دیتے تھے: (1) خون، (2) فرج، (یعنی مادہ کی پیشاب والی جگہ) (3) خصیتین، (یعنی کپورے) (4) غدود، (5) ذکر، (یعنی آلہ تناسل) (6) مثانہ، (7) پتہ

(رواہ امام محمد فی الآثار ،ص،۳۴۹،)(امام عبدالرزاق بن ہمام فی المصنف ، ج،4،ص،535،)(امام احمد بن حسین بیہقی فی السنن کبریٰ ،ج،10،ص،7)امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث فی مراسیل ابوداؤد،ص،19)

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: بکری کی سات چیزوں کو کھانا مکروہ تحریمی ہے: (1) فرج ،(2) خصیہ، (3) غدود، (4) مثانہ، (5) پتہ، (6) بہنے والا خون، اور (7) ذکر۔ (ردالمحتار علی درالمختار، ج،5،ص،655) علامہ ابن عابدین شامی حنفی مذکورہ بالا حدیث کے بعد لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں خون حرام ہے اور باقی چھ چیزیں مکروہ ہیں، کیونکہ خون کی حرمت قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ. (المائدہ:3) تم پر مردار اور خون حرام کیا۔ اور خون کے علاوہ بقیہ چیزوں کے مکروہ ہونے کی علت یہ ہے کہ ان سے سلیم الطبع لوگوں کو گھن آتی ہے اور یہ ناپسندیدہ ہیں اور کسی کا گھناؤنا ہونا کراہت کا سبب اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ. یعنی رسول اللہ ﷺ خبیث چیزوں کو حرام کرتے ہیں؟ اور یہ چھ چیزیں خبیث ہیں، ان سے گھن آتی ہے حضرت مجاہد کی روایت میں جو کراہت کا لفظ ہے اس سے مراد مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ ان چھ چیزوں اور خون کو کراہت میں جمع کیا گیا ہے:

اور ملک العلماء حضرت علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی نے بھی حلال جانور میں ان مذکورہ اجزاء کو مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

(ردالمحتار علی درالمختار، ج،۵،ص،۶۵۵)

(بدائع الصنائع، ج،۴،ص،۱۹۰)

اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی ان سات مذکورہ اجزاء کو کھانا حرام لکھا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج،۸،ص،۳۸۰)

عرض: اوجھڑی کھانا کیسا ہے؟ ارشاد: مکروہ ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم،ص،۳۵۸)

عرض: حضور یہ مانا ہوا ہے کہ نجست اپنے محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں جو فضلہ ہے وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ؟

ارشاد: اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا، اگر نجاست کو اس کے محل میں نجس مانا جاتا تو اوجھڑی مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہو جاتی۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم،ص،۳۶۰)

مفتی علامه فیض احمداویسی عفی عنه کانظریه

فقہ کا مسلّم قاعدہ ہے کہ علت حرمت و کراہت شئے کی جس جنس میں پائی جائے گی، وہ اصل شئے کی طرح حکم لیتی جائے گی۔ مثلاً عضو تناسل و مثانہ وغیرہ کے ناجائز ہونے کی علت ان کا خبیث ہونا ہے یعنی گندا اور گھناؤنا پن۔ تو ہر وہ چیز جس میں خبیث اور گھناؤنا ہونے کی علت پائی جائے گی وہ ضرور ناجائز ہوگی۔ عضو تناسل اس لئے ناجائز ہے کہ وہ پیشاب کا مخزن ہے تو اوجھڑی اور آنتیں عضو تناسل سے خباثت میں بڑھکر ہیں کہ وہ صرف گذرگاہ نجاست ہے اور یہ گذرگاہ ہی نہیں بلکہ نجاست کے مخزن ہیں۔ اور اوجھڑی اور آنتیں مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی

طرح کم بھی نہیں کہ مثانہ اگر پیشاب کی تھیلی ہے تو اوجھڑی اور آنتیں، لید و گوبر کا خزانہ ہیں۔تو اس علت خباثت کے سبب اوجھڑی اور آنتوں کا کھانا جائز نہیں۔اوجھڑی اور آنتیں کا کھانا مکروہ تحریمی (قریب بحرام) گناہ ہے۔ (اوجھڑی کی کراہیت، ص،۴۳،۴۴)

پنجاب میں یہ وبا عام پائی جاتی ہے اکثر جگہ کپورے بے تکلف کھاتے ہیں حالانکہ حرام ہیں اور ستم ظریفی یہ کہ کپورے جس کڑاہی میں تلتے ہیں اسی میں کباب اور تکیہ بھی تلتے ہیں، کپوروں کا عرق جب کباب وغیرہ میں ملا وہ بھی مکروہ و حرام ہو گیا۔مولیٰ کریم حرام خوری سے بچائے۔

(اوجھڑی کی کراہیت، ص،۲۱،۲۲)

کتبہ: علامہ مفتی اعظم صدیق صاحب چنیوٹی

☆فتویٰ☆

حضرت علامہ مفتی اعظم وقارالدین نوراللہ مرقدہ

حضرت علامہ مفتی اعظم وقارالدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مثانہ، اور پخانہ کا مقام اس لیے مکروہ ہے کہ ان سے نجاستوں کا گزر رہتا ہے جبکہ اوجھڑی اور آنتوں میں نجاست کا اجتماع ہوتا ہے لہذا اوجھڑی کا حکم یہی ہے کہ اوجھڑی کھانا مکروہ تحریمی ہے: وقارالفتاوی جلد1 صفحہ 268

کتبہ

خادم اھل سنت والجماعت ابو رضوان محمد اکرم عفی عنہ

صدر مدرس جامعہ نثار العلوم یاد گار کالن پیر سائیں رحمہ اللہ علیہ

خطیب جامعہ مسجد قاضیوں والی / دربار پیر امام شاہ صاحبؒ

★ فتویٰ ★

حضرت علامہ مفتی شیخ الحدیث سلیم اختر صاحب طال اللہ عمرہ

جامعہ نثارالعلوم مجددیہ ستاریہ (کھروڑپکا)

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظیم اس مسئلہ کے بارے میں اوجھڑی کھانا جائز ہے یانہیں

الجواب

ابوداؤدشریف کی حدیث مبارکہ ہے

عن مجاھدقال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَکْرَہُ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعاًالدَّمُ ،وَالْحَیَاءُ،وَالْاُنْثَیَیْنِ ،وَالْغُدَۃَ ، وَالذَّکُرُ،وَالْمَثَانَۃُ ،وَالْمَرَارَۃُ،وَکَانَ یَسْتَحِبُّ مِنَ الشَّاۃِمُقَدَّمَھَا

ترجمہ: اس حدیث میں بکری کی ساتھ چیزوں کا کھانا مکروہ تحریمی قرار دیا ہے خون،فرج، خصیتین ،غدود،ذکر،مثانہ، پتہ،

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اھل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی فرماتے ہیں

اوجھڑی کھانا مکروہ ہے جس طرح پخانہ کا مقام،نر مادہ کی علامات ونطفہ وذکر کھانا مکروہ تحریمی ہے اسی طرح اوجھڑی کھانا بھی مکروہ تحریمی ہے: حوالہ فتاوی رضویہ جلد 20 صفحہ 241

حضرت علامہ مفتی اعظم وقارالدین رحمہ اللہ فرماتے ھیں

کہ مثانہ ،اور پخانہ کا مقام اس لیے مکروہ ہے کہ ان سے نجاستوں کا گزرہوتا ہے جبکہ اوجھڑی اورآنتوں میں نجاست کا اجتماع ہوتا ہے لہذا اوجھڑی کا حکم یہی ہے کہ اوجھڑی کھانا مکروہ تحریمی ہے

حوالہ وقارالفتاوی جلد 1 صفحہ 268

علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ فرماتے ھیں

میں نے اس مسئلہ کی پڑتال کی جس سے یہ ثابت ہوتا ہے جس کو کوئی مکروہ تحریمی نہ مانے تو تنزیہی تو ضرور ہے لہذا اوجھڑی نہ کھائی جائے حوالہ شرح صحیح مسلم جلد 5 صفحہ 567 کتاب الجہاد

☆خلاصہ کلام☆

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جب پخانہ کا مقام اس لیے مکروہ ہے کہ اس سے گوبر گزرتی ہے، ذکر اس لیے مکروہ ہے کہ اسیس پیشاب گزرتا ہے فلہذا جس جگہ گوبر جمع ہوتی ہے فطرۃً اس جگہ کو کھانے سے گھن آتی ہے فلہذا اس کو مکروہ تحریمی قرار دینا عقلاً اور نقلاً درست ثابت ہوا :

کتبہ

علامہ مفتی سلیم اختر نقشبندی عفی عنہ

وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

★ فتوٰی ★

علامہ مفتی اکمل صاحب کافتوٰی آف کراچی

سوال : ذبیحہ کی کن کن چیزوں کھانا حرام ہے؟

جواب : ☆رگوں کا خون ☆ پتا (جگر کے نیچے چھوٹی تھیلی جس میں کڑوا پانی ہوتا ہے) ☆ مثانہ ☆ علامات مادہ ونر (یعنی ان کی شرم گاہیں) ☆خصیے کپورے ☆ غدود ☆ حرام مغز ☆ گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں ☆ جگر کا خون ☆ تلی کا خون ☆ گوشت کا خون کہ بعد ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے ☆ دل کا خون (منجمد خون) پت یعنی وہ زرد پانی کہ

پتے میں ہوتا ہے ☆ پخانہ کا مقام ☆ اوجھڑی ☆ آنتیں ☆ نطفہ ☆ وہ نطفہ کہ خون ہو گیا ☆ وہ نطفہ کہ پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مر گیا:

عید قربان صفحہ 46 مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور پاکستان

★ فتویٰ ★

علامہ مفتی جلال الدین امجدی رحمہ اللہ

اوجھڑی اور آنتیں کھانا درست نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیۡهِمُ الۡخَبٰٓئِثَ

ترجمہ : اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا، یعنی نبی کریم ﷺ گندی اور حرام چیزیں ان پر حرام فرمائیں گے،

اور خبائث سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے عقل سلیم الطبع لوگ گھن کریں اور انہیں گندی جانیں ......امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَمَّا الدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِ وَاَکرَهُ البَاقِیَةَ لِاَنَّهَا مِمَّا تَستَخبِثُهَا الاَنفُسُ قَالَ تَعَالٰی :وَیُحَرِّمُ عَلَیهِمُ الخَبَائِثَ (بہر حال خون کی حرمت نص سے ثابت ہے اور باقی کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں اس لیے کہ انسان ان کو خبیث سمجھتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے محبوب علیہ السلام آپ ان پر خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ ایسے حیوان جن کا گوشت کھایا جاتا ہے وہ حلال ہیں اور ان کے بدن میں جو چیزیں مکروہ ہیں ان کا مدار خبث پر ہے...اور حدیث میں مثانہ کی کراہت منصوص ہے،

اور بے شک اوجھڑی اور آنتیں مثانہ سے خباثت میں زیادہ نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں

مثانہ اگر معدن بول ہے تو آنتیں اور اوجھڑی مخزن فرث ہیں دلالت النص سمجھیں یا اجرائے

علت منصوصہ.....بہر حال اوجھڑی اور آنتیں کھانا جائز نہیں ہے: فتاوی فیض الرسول جلد 3 صفحہ 227

★ فتویٰ ★

علامہ مفتی یوسف رضوی صاحب (لاہور: المروف ٹوکہ والی سرکار)

نوٹ: علامہ یوسف رضوی صاحب نے اپنے خصوصی خطاب میں ایک سوال کے جواب میں اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی:

خصوصی بیان

سوال: بڑے جانور کی اوجھڑی کے بارے میں بھائی یہ پوچھ رہے ہیں جن بڑے جانوارں کی قربانی کی جاتی ہے ان کی اوجھڑی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: یہاں بڑے لکھنے کی ضرورت نہیں تھی مرغی بھی اس میں شامل ہے اس کا بھی یہی حکم ہے جس طرح بڑے جانوروں کی یعنی گائے اور بھینسوں کی اوجھڑی ہوتی ہے اس طرح مرغی میں پوٹ ہوتی ہے

(دلیل) اس پر دلیل یہ ہے کہ میرے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت امام عاشقان غوث الوریٰ حضرت علامہ مولانا شاہ احمد رضا خان تاجدار بریلوی فتوی رضویہ جلد 20 صفحہ 142 ورق پاسہ بائیں 42 لائن میں لکھا ہوا ہے حدیث پاک بیان فرمائی کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا "آے میرے محبوب علیہ السلام آپ خبیث چیزیں اور پلید چیزیں ان کے لیے حرام کردیں: لہذا جو گندگی ہوتی ہے وہ پلید ہوتی ہے وہ حرام ہوتی ہے فرمایا یہ تو نص سے ثابت ہے، کیونکہ یہ گندگی کا مقام ہوتا ہے بڑے جانورں میں اوجھڑی ہوتی ہے اور مرغی اور مرغے میں پوٹ ہوتی ہے کیونکہ وہ گندگی کا ڈھیر ہوتا ہے اور اس میں گندگی جمع ہوتی ہے، گندگی کا کھانا حرام ہے دلیل

قطعی سے، اور جو اس کا مقام ہے جہاں وہ رہتی ہے اس کا کھانا حرام ہے دلیل ظنی سے، دلیل ظنی کا مفہوم بیان فرمایا کہ گندگی کا کھانا حرام ہے، گوبر کا کھانا حرام ہے، بیٹھ کا کھانا حرام ہے، جس جگہ وہ (گندگی) رہ کر آئی ہے اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے،

بعض علماء نے اس کو حرام لکھا ہے مگر امام اہل سنت نے اس کو مکروہ تحریمی لکھا ہے فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 214 پر صرف اوجھڑی بھی کا ذکر نہیں ہے اور چیزوں کا بھی ذکر ہے مثلا جانورں کی پیشاب والی نالی ہوتی ہے جہاں سے بیٹھ کرتے ہیں، جہاں سے گوبر کرتے ہیں، پتہ مثانہ یہ سات چیزیں ہیں: فتاویٰ رضویہ جلد 20 صفحہ 241 لائن 14 ورق کا پاسہ بائیں

بیان : علامہ مفتی یوسف رضوی صاحب

‹بگڑیں شہر تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان›

نوٹ : اس خطاب میں مندرجہ ذیل علماء عظام شریک تھے

(1) مولوی کوثر عباس (جو ہمیشہ اپنے باپ، دادا کی شریعت پر چلتا ہے) (آف میر املہ)

(2) استاذ العلماء فخر المدرسین زینۃ المدرسین رئیس الفقراء حضرت علامہ مفتی مولانا فدا حسین مہروی دامت برکاتہم العالیہ، صدر مدرس اور مدیر اعلیٰ جامعہ فیض العلوم (اڈہ پیر غائب تحصیل شجاع آباد روڈ جلال پور پیروالا):

(شیریں بیان استاذ العلماء حضرت علامہ مولنا ربنواز صاحب (کھاکھی پنجانیں)

(3) خطیب اعظم حضرت علامہ مولانا قاری فیاض صاحب:

(4) قاری علامہ خطیب پاکستان جناب قاری عبدالکریم دامت برکاتہم العالیہ

اس پروگرام میں حفاظ کرام اور قراء حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی مثلا

قاری غلام مرتضی صاحب ....قاری شاہد صاحب قاری محمد بلال صاحب (خطیب وامام

جامع مسجد صمدانیہ بکڑیں شہر)

ان علماء عظام اور مفتیان کرام کا مجمع عام میں علامہ مفتی یوسف رضوی صاحب کے بیان کردہ فتویٰ اوجھڑی کی حرمت پر خاموش رہنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان معظم شخصیات کا بھی یہی نظریہ ہے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا موقف درست اور اقویٰ اور راجح ہے فلہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں اور اسمیں نجات ہے

واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

کتبہ

م،م،م

★ فتویٰ ★

وھابیوں کاسرداراورپیشواء اشرف علی تھانوی

مولانااشرف علی تھانوی نے بھی ان چیزوں کو کھانے سے منع کیا ھے

مسئلہ نمبر 11۔ لکھتے ہیں کہ مثانہ۔ اوجھ۔ پتہ۔ پوست۔ سگندانہ۔ آنتیں۔ جھلیاں یہ سب چیزیں کھال کی طرح دباغت (دھوکر پھر رنگ دیا جائے تو) پاک ہوجاتی ہیں ان کو خارجی استعمال کرسکتے ہیں مگر کھانا منع ہے۔

تاج بہشتی زیور ص 112، نواں حصہ۔ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور۔

مسئلہ نمبر 22: پرندوں کے سوا حلال حیونات کا لعاب، پسینہ اور میل پاک ہے۔ اور

پیشاب۔ نجاست خفیفہ ہے اور باقی فضلات جیسے،، مافی معدۃ والامعاء ،، اور پاخانہ وغیرہ

سب نجس ہیں نجاست غلیظہ ہیں:

تاج بہشتی زیور ص 112، نواں حصہ۔ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

★مقالہ★

علامہ سیدسجاد حسین شاہ بن عبداللہ شاہ بخاری طَالَ اللّٰہُ عُمَرَہٗ

اللہ تعالیٰ نے حلال کھانے کا حکم فرمایا ھے

ارشاد ربانی ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلاً طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ

الشَّیْطٰنِ۔ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ؟ البقرۃ، 168

ترجمہ : اے انسانو، کھاؤ اس سے جو زمین میں ہے حلال اور پاکیزہ (چیزیں) ہیں اور شیطان

کے قدموں پر قدم نہ رکھو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

آج ترقی یافتہ دنیا میں کھانے اور استعما کی چیزوں میں صفائی کا اہتمام کیا جانے لگا ہے

لیکن حلال وحرام کی تمیز اب بھی نہیں۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو دونوں باتوں کے اہتمام

کا حکم دیا، یعنی ظاہری طور پر بھی غلیظ اور گندی نہ ہوں، تانکہ جسمانی صحت پر بُرا اثر نہ پڑے، اور

باطنی طور پر بھی نجس اور پلید نہ ہوں تانکہ ضمیرِ انسانی دم نہ توڑ دے، ظاہری صفائی کو قرآن نے

طیّب کے لفظ سے اور حقیقی پاکیزگی کو حلال کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے، اور حلال اُس چیز کو کہتے

ہیں کہ نہ تو ذاتی طور پر حرام ہو جیسے جانور، مُردار، شراب، وغیرہ اور نہ ایسے طریقوں سے حاصل کی

گئی ہو جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہو مثلاً چوری، جوا، خواہ وہ کلبوں میں ہو، رشوت، سود وغیرہ

وغیرہ: ضیاء القرآن، ص 114

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا اللّٰہَ اِنْ

كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ؟ البقرہ، 172

ترجمہ: اے ایمان والوکھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں، اور شکر ادا کیا کرو اللہ تعالیٰ کا اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔ ضیاء القرآن، ص116۔

مزید تفصیل کے لیے دیکھیں

تفسیر نعیمی ص 133، 144، جلد دوم۔ تبیان القرآن ص658، 661، جلد 1۔ تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان، ص61، پارہ دوم۔

☆ حدیث شریف ☆

عَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِعِرْضِهٖ وَدِيْنِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَّرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يُّوَاقِعَهٗ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِي اَرْضِهٖ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ:

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں اکثر لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص مشتبہ چیزوں سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا اور جو شخص ان مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہو گیا وہ اس جانور کی مانند (مثل) ہے جو ایسی چراگاہ (جس میں دوسروں کے جانوروں کے چرنے کی ممانعت ہوتی ہے) کے قریب چرتا ہے اور قریب ہے کہ (یعنی ہر وقت اس بات کا خطرہ ہے کہ) وہ اُس چراگاہ میں داخل ہو جائے۔ اے لوگو۔ یاد رکھو

ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کی زمین میں حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ خبر دار بلاشبہ جسم میں گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا ہے، جب وہ سُدھر جاتا ہے تو تمام بدن سدھر جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے آگاہ رہو وہ دل ہے۔۔

(حوالہ جات) تجرید بخاری ص 83۔ عربی، اردو، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی۔

مکتوبات امام ربانی، مکتوب 76، ص 100، دفتر اول، حصہ دوم، جلد اول۔ قوت القلوب ص 983، جلد دوم۔۔ مظاہر حق ص 6 جلد سوم۔ مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور۔ تفسیر ابن کثیر اردو، ص 19، مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی، مکاشفۃ القلوب ص 464، مطبوعہ لاہور۔ تاج بہشتی زیور ص 56، پانچواں حصہ۔ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور۔ فیضان شریعت ص 728، مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور۔

☆ مشتبہ چیزوں سے بچنا ضروری ہے ☆

حلال وحرام کے لحاظ سے چیزوں کی تین قسمیں ہیں (1) بالکل حلال جن کے متعلق شرع شریف میں صریحاً حلال ہونے کا حکم موجود ہو (2) بالکل حرام جن کے متعلق شرع میں حرام ہونے کا حکم موجود ہو (3) اس کے علاوہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو مشتبہات میں سے ہیں، یہ وہ چیزیں ہیں جن میں حلت وحرمت کے دلائل متعارض ہیں یعنی ان میں حلال یا حرام ہونے کی واضح دلیل نہیں ۔اس صورت میں شک والی چیزوں کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔ لہٰذا جو مشتبہ چیزوں میں پھنس جائے

لہٰذا وہ حرام میں پھنس جائے لہٰذا مشتبہات سے پرہیز کرنا ضروری ہے:

فیضان شریعت ص 728، مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور

☆ حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ کا فرمان ☆

حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حتی الامکان شبہ کی چیزوں سے بچنا چاہیئے۔ رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کرنے کو زور دیتے ہیں۔

مشتبہ کیا ہے۔ مشتبہ وہ ہے جس کو علمِ ظاہر مباح بتائے مگر علمائے باطن کو اس پر قلبی اطمینان

نہ ہوا اور وہ اسے مکروہ بتائیں۔ آج بھی علمائے ظواہر بتاتے ہیں کہ جان بچانے کے لیے مردار، کھا سکتے ہیں، شراب پی سکتے ہیں جانوروں کا پیشاب استعمال کر سکتے ہیں، حرام کھا سکتے ہیں۔

مگر اہل تقویٰ۔۔فرماتے ہیں کہ نہیں جان جاتی ہے تو جائے مگر ایمان کی سلامتی رہے

جان دے دی ہے یہ تو اس کی تھی .... مگر حق تو یہ کہ حق ادا نہ ہوا

اہل تقویٰ کے سردار امام الاولیاء تاجدار اصفیاء حضرت امام مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ تقویٰ کا اتنا خیال فرماتے تھے کہ آپ نے اپنے مریدوں کو دریا گنگا کے پانی سے وضو کرنے سے بھی منع فرما دیا تھا۔

☆ دین کا دارومدار تقویٰ اور پرہیز گاری پر ہے ☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مِلَاکُ دِیْنِکُمُ الْوَرَعُ،

ترجمہ: تمہارے دین کا دارومدار ورع وتقویٰ پر ہے، (مشکوٰۃ شریف۔)

انسان کو فرشتے پر فضیلت اس ورع (پرہیز گاری) کے سبب ہے اور مدارج قرب کی طرف ترقی بھی اس دوسرے جز ورع وتقویٰ کے باعث ہے کیونکہ ملائکہ جز واول (عبادت) میں انسان کے ساتھ شریک ہیں، مگر ان میں ترقی مفقود ہے، پس ورع وتقویٰ کے جزو کی رعایت اسلام میں سب سے اعلیٰ ترین مقاصد میں سے ہے اور دین کے نہایت ضروری امور میں داخل ہے، اور اس جزء کی رعایت جس کا مدار حرام چیزوں سے بچنے پر ہے، کامل طور پر اسی وقت میسر آ سکتی ہے جبکہ فضول، مباحات سے بھی اجتناب کیا جائے، اور مباحات میں سے بقدر ضرورت پر کفایت کی جائے، کیونکہ ارتکاب مباحات میں باگ ڈھیلا کرنا مشتبہ امور کے ارتکاب تک پہنچا دیتا اور مشتبہ سے تجاوز کر کے انسان حرام تک جا پہنچتا ہے۔

حدیث مبارکہ بخاری ومسلم بروایتِ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ، مَنْ حَامَ حَوْلَ الْحِمیٰ یُوْشِكُ اَنْ یَقَعَ فِیْهِ۔ جو چراگاہ کے گرد گھومتا ہے قریب ہے کہ ایک روز چراگاہ میں گھس جائے گا۔

پس کامل ورع وتقویٰ کے حصول کے مباحات میں بقدرضرورت پر کفایت کرنا ضروری ہے اور مباح بقدرضرورت بھی اس وقت مثمر نتائج ہے جبکہ وظائف بندگی کی ادائیگی کی نیت سے ہو، ورنہ بقدرضرورت مقدار بھی وبال (نقصان) ہے اور بامقصد تھوڑی مقدار میں مباح کا استعمال بھی زیادہ کے حکم میں داخل ہے۔ اور جب فضول مباحات سے بالکلیہ اجتناب خصوصًا آج کل بہت کامیاب ہے۔ تو حرام چیزوں سے اجتناب کرتے ہوئے بقدر طاقت فضول مباحات کے ارتکاب کو ترک کرنا چاہیئے، اور اس ارتکاب مباحات میں ہمیشہ شرمندہ اور استغفار کرنا چاہیے۔

۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب 76، ص 100، دفتر اول، حصہ دوم، جلد اول

۔مکتوبات امام ربانی، مکتوب 286، ص 90، دفتر اول، حصہ پنجم، جلد دوم

☆ ہمارے اندر تقوی ختم ہو گیا ھے ☆

قارین کرام ۔۔ ذرا غور فرمائیں جب تک ہمارے اندر تقویٰ تھا تو ہم نے حلال کھایا اور حرام سے پرہیز کیا تو بہترین مومن ومسلمان تھے، جب سے ہم نے حرام اور مشتبہ چیزوں استعمال شروع کیا تو یہ ہمارے لیے حجاب اور عذاب بن گیا۔ اللہ رسول ﷺ کا حکم چھوڑ کر اپنی من مانی کی تو کسی کام کے نہ رہے

☆ یہ ھمارا مذھب نہیں ھے ☆

حرام کھانا۔ سود کھانا۔ رشوت کھانا۔ ناجائز مال کمانا اور مرادر کھانا یا حرام جانور کھانا مثلًا کسی

مذہب نے گوا حلال کیا، کسی نے گوہ، تو کسی نے گرگٹ، کسی نے کتا و بلی اور گیدڑ وغیرہ یہاں تک کی اہلحدیثوں نے پیشاب و پاخانہ تک حلال قرار دیا، اور یہ لوگ تو اپنی بیوں کا دودھ بھی نہیں چھوڑتے وہ بھی نوش کر لیتے ہیں۔ یہ چیزیں غیر مذاہب میں ہیں، اور اہلسنت میں جائز نہیں:

کوے کی حلت وحرمت دیکھیں: ماہنامہ ترجمان القرآن ستمبر 1976ء۔ رمضان المبارک 1396ھ۔ مطبوعہ لاہور

وھابیوں کے نزدیک گوا کھانا ثواب ھے

سوال نمبر 20: یہ مشہور ہے کہ کوا جو بستیوں میں پھرتا ہے، نجاست بھی کھاتا ہے۔ عمومًا مسلمان اس کو حرام جانتے ہیں مگر ہم نے سنا ہے کہ علمائے دیوبند کے نزدیک یہ حلال ہے۔ اور اس کا کھانا جائز ہے کیا یہ بات ٹھیک ہے۔

جواب۔ دیوبندیوں کے نزدیک یہ کوّا بلاشبہ جائز ہے بلکہ بعض صورتوں میں تو علمائے دیوبند کے نزدیک اس کوّے کا کھانا ثواب ہے،

حوالہ۔۔ فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صفحہ نمبر 145،

سوال: جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو بُرا کہتے ہوں یوایسی جگہ اُس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا۔ یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب: ثواب ہوگا

المصباح الجدید ص 15، 22،۔ مطبوعہ حیدر آباد سندھ

حلال جانور کی دس چیزیں مکروہ ھیں

تفسیر روح البیان ص 67 پر لکھا ہے کہ حلال جانور کی دس چیزیں مکروہ ہیں۔ نمبر 1۔ خون۔ نمبر 2۔ غدود۔ نمبر 3۔ قُبل۔ نمبر 4۔ دُبر۔ نمبر 5۔ ذکر۔ نمبر 6۔ دونوں خصے۔ نمبر 7۔ پتہ۔ نمبر 8۔ مثانہ۔ نمبر 9۔ پیٹھ کی ہڈی۔ نمبر 10 اوجھڑی۔۔

"(ہر چیز نہ کھاؤ بلکہ بعض، یعنی حلال کیونکہ حرام چیزوں سے بچنا ضروری ہے اور حلال بھی بعض

کھائی جاتی ہیں نہ کہ کل، پھلوں کا گودا کھاؤ اور گٹھلی چھلکے پھینکو۔ بکری کا گوشت کلیجی وغیرہ کھاؤ۔ پتہ ومثانہ نہ کھاؤ نعیمی)

تلی اور پتہ نہ کھانے وجہ

حدیث شریف میں کہ شیخ الشہیر بافتادہ آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضورﷺ نے حلال جانور کی تلی کبھی بھی نہیں کھائی اور نہ ہی گردہ۔ اور نہ ہی لہسن، یعنی تھوم اگر چہ ان کے کھانے سے روکا بھی نہیں،

بہتر یہی ہے کہ یہ چیزیں نہ کھائی جائیں تاکہ آپﷺ کی تابعداری صحیح نصیب ہو

(ف) بعض لوگ کہتے ہیں کہ پتہ نہ کھانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ منی جب خروج کرتی (نکلتی) ہے تو سب سے پہلے اسی پتہ میں پہنچتی ہے۔ یہاں سے پھر خارج ہوتی ہے۔ اور تلی نہ کھانے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ جہنمیوں کا کھانا ہے۔ کذافی واقعات الہدائی قدس سرہ۔۔

☆لفظ اوجھڑی کی تشریح☆

اوجھڑی ہندی لفظ ہے اوجھ اور اوجھڑی دونوں طرح کہاجاتا، یہ مذکر بھی اور مونث بھی (جانوروں) کا معدہ۔ پیٹ یعنی جہاں جانور کے پیٹ میں اس کی زندگی بھر کا گوبر۔ گندگی جمع رہتی ہے (اردو ڈکشری) اوجھڑی خبائث میں سے ہے خبیث کی جمع یعنی ہر وہ شے جو طبیعت کو نا گوار ہو اس سے طبیعت گھن کرے وہ شے اگر چہ فی نفسہ حلال بھی ہو تب بھی طبیعت اس کے استعمال سے نہ صرف گھبرائے بلکہ طبیعت پر زور دے کر عمل میں لائے (جیسے ناک سے نکلے والا گاڑھا گندا پانی) (غیر کی بکری، چوری کا مال، رشوت اور سود کا پیسہ خبیث ہے طیب، پاک نہیں ہے

دیگر۔ ایک پیالہ، گلاس۔ یا کوئی برتن ایک آدمی اس میں روزانہ پیشاب وپاخانہ کرے اسے اگر چہ پاک بھی کر دیا جائے تب بھی طبیعت اس برتن میں کھانا پینا گوارہ نہ کرے گی۔

☆اوجھری گندگی کا برتن ھے☆

اوجھڑی بھی گندی کا برتن ہے اسے خوب دھویا۔صاف کیا جاتا ہے۔پھر فقہاء نے اسے حلال نہیں مکروہ فرمایا اور کراہت والی شے کا استعمال بوجہ ضرورت کے ہوتا ہے نہ کہ ہر وقت کا عمل۔ اوجھڑی ہر وقت عمل میں کیوں۔صرف اس لئے کہ یہ نمکین اور من بھاتی بوٹی ہے۔۔
(جیسے اپنی تھوک اور رینٹ، یعنی ناک سے نکلنے والا پانی حلال ہے مگر طیّب، پاک نہیں، س،)
(اوجھڑی کی کراہت)

کراہت اوجھڑی نص قرآنی سے ھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ، (پ9،الاعراف،157)
حضور نبی کریم ﷺ نے گندی چیزیں حرام فرمائی ہیں۔
الخبائث، خبیث، کی جمع ہے اور خبائث سے مراد وہ ہیں جو سلیم الطبع لوگ جن سے نفرت کریں اور انہیں گندہ جانے (پاک اور دل پسند چیزیں طیب ہیں اور طبیعت کو ناپسند چیزیں خبیث ہیں جن سے دل نفرت کرے وہ اگرچہ شرعاً حرام نہ بھی ہو طیب (پاک) نہیں بنی اسرائیل پر اونٹ کا گوشت، گائے، بکری کی کچھ چربیاں ان کی سرکشی کی وجہ سے حرام کردی گئی تھیں، اور شراب جیسی گندی چیز عیسائیوں پر حلال تھی، یہ مذکورہ حرمت وحلت خدا کا عذاب تھا حضور ﷺ نے جلوہ گر ہوکر اونٹ وغیرہ کو حلال کیا اور شراب کو حرام فرمایا یہ اللہ کی رحمت ہوئی اور یہ حضور ﷺ کا احسان ہے اللہ کا احسان ہے کہ اللہ نے حضور ﷺ کو حلال وحرام کا مالک بنایا ہے۔
دیکھ لو ایک فی صد چیزیں قرآن نے حرام وحلال کیں اور نناوے فی صد حدیث نے۔نعیمی)

حدیث شریف۔۔شامی میں ہے عن مجاهد قال كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَكْرَهُ مِنَ الشَّاةِ سَبْعًا اَلدَّمُ ،وَالْحَيَاءُ،وَالْاُنْثَيَيْنِ ،وَالْغُدَّةُ ، وَالذَّكَرُ،وَالْمَثَانَةُ ،وَالْمَرَارَةُ،وَكَانَ

یَسْتَحِبُّ مِنَ الشَّاۃِ مُقَدَّمَهَا:

ترجمہ: اس حدیث میں بکری کی ساتھ چیزوں کا کھانا مکروہ تحریمی قرار دیا ہے خون، فرج، خصیتین، غدود، ذکر، مثانہ، پتہ، اور بکری کا اگلا حصہ آپ ﷺ کو بہت زیادہ پسند تھا:

عام کتابوں میں انہیں سات چیزوں پر اکتفا کیا ہے۔ مگر بہت سی کتابوں میں ان پر اضافہ بھی کیا ہے۔ مثلاً حرام مغز۔ وہ پٹھے جو دونوں شانوں تک کھینچے ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کراہت انہیں سات میں منحصر نہیں۔ بلکہ علت کراہت کے پائے جانے کے بعد دوسری چیزیں بھی مکروہ ہوں گی اور ظاہر ان سات چیزوں میں علت کراہت انکا خبیث ہونا ہے یعنی گھناؤ پن ایسی گھناؤنی 22 چیزیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ ص324، تا 327، مطبوعہ کراچی۔ ملفوظات شریف ص25، جلد4۔

چند نمونے پیش خدمت ہیں

(1) خصیہ (2) فرج علامت مادہ (3) ذکر علامت نر (4) پاخانہ کا مقام (5) رگوں کا خون (6) گوشت کا خون جو کہ بعد ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے (7) دل کا خون (8) جگر کا خون (9) طحال کا خون (10) پتہ (11) پت یعنی وہ زرد پانی جو کہ پتہ میں ہوتا ہے (12) مثانہ یعنی پھکنا (13) غدود (14) حرام مغز جس کو عربی میں نخاع القلب کہتے ہیں (15) گردن کے دو پٹھے جو شانو تک کھنچے رہتے ہیں (16) اوجھڑی (17) ناک کی رطوبت یہ بھیڑ میں زیادہ ہوتی ہے (18) نطفہ خواہ نر کی منی مادہ میں پائی جاتی ہے یا خود اسی جانور کی منی ہو (19) وہ خون جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے (20) گوشت کا ٹکڑا جو رحم میں نطفہ سے بنتا ہے خواہ اعضا بنے ہوں یا نہ بنے ہوں (21) بچہ مقام الخلقت یعنی جو رحم میں پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذبح مر گیا (22) آنتیں۔۔

حلال جانور کے سب اجزاء حلال ہیں مگر بعض جو کہ حرام یا منع، مکروہ ہیں وہ یہی بائیس ہیں ان کا

کھانا جائز نہیں

دیگر۔۔۔ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم ص 321 پر ہے کہ

عرض۔۔اوجھڑی کھانا کیسا ہے۔....... **ارشاد**۔مکروہ ہے۔

نیز اسی ملفوظات کے حصہ چہارم ص 322 پر ہے

عرض۔۔حضور مانا ہوا کہ نجاست محل میں پاک ہے اور اوجھڑی میں فضلہ ہے وہ بھی نجس نہیں تو پھر کراہت کی کیا وجہ،

ارشاد اسی وجہ سے تو مکروہ کہا گیا اگر نجاست مانا جاتا تو اوجھری مکروہ نہ ہوتی بلکہ حرام ہو جاتی،،

فتاویٰ رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ھیں۔

الجواب ۔سات چیزیں تو حدیثوں میں شمار کی گئی ہیں (1) مرارہ یعنی پتہ (2) مثانہ یعنی پھکنا (3) حیاء یعنی فرج (4) ذکر (5) انثیین یعنی دونوں حصے یعنی کپورے (6) غدہ (7) خون مسفوح۔۔

☆ بدمذہبوں کی چال ☆

قرآن کو حدیث میں اوجھڑی کی تصریح نہیں فقہاء نے مکروہات میں اسے شمار کیا ہے اور مکروہات میں بھی مطلق کیا ہے اس سے تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے۔یہی حربہ بدمذاہب بنا رہے ہیں اسی سے مولوی رشید احمد گنگوہی نے استفادہ کیا اور اوجھڑی کو حلال کیا۔اب ہمارے دور کے ماڈرن مجتہدین انہی بدمذاہب کی چال چلنا چاہتے ہیں۔مثلاً۔۔اذان سے پہلے اور بعد میں درودوسلام کا ذکر قرآن وحدیث میں نہیں،فلہٰذا ناجائز ہے۔جنازہ کے بعد دعاء کا ذکر قرآن وحدیث میں نہیں،فلہٰذا ناجائز ہے،وغیرہ وغیرہ۔۔

☆ گندگی کا خزانہ ☆

مثانہ کی حرمت نص صریح سے ثابت ہے فلہٰذا علماء کرام فرماتے ہیں کہ مثانہ مقیس علیہ ہے (جس پر قیاس کیا جائے) اوجھڑی مقیس ہے (جس کا قیاس کیا گیا) علت جامع خبث ہے حکم کراہت اور اوجھڑی مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں، مثانہ اگر معدن بول (پیشاب) ہے تو اوجھڑی گندگی کا خزانہ ہے۔ یعنی جس طرح مثانہ کھانا مکروہ ہے تحریمی ہے ایسے ہی اوجھڑی کھانا بھی مکروہ تحریمی، کیونکہ دونوں کی علت جامع ہے اور وہ علت خبیث۔۔۔

سوال۔ جانور کا پتہ کیسا ہے۔

جواب۔ ہر جانور کا پتہ اس کے پیشاب کے حکم میں ہے، نجاست غلیظہ اور خفیفہ ہونے میں (عالمگیری) رکن دین، ص 62۔

مسئلہ۔ جانور کا بہتا ہوا خون۔ ذکر (نرکی) پیشاب گاہ۔ کپورے۔ شرم گاہ۔ غدود۔ مثانہ۔ پتہ۔ حرام ہے اور اوجھڑی کھانا مکروہ ہے۔

رضائے مصطفےٰ۔ ص 8، 1412ھ، ذوالحجہ۔ ص 8، ذوالحجہ، 1415ھ۔ ص 8، ذوالحجہ 1417ھ۔ مطبوعہ گوجرنوالہ۔

☆غلیظ کھانے والی گائے اور بکریوں کے احکام☆

مسئلہ۔ بعض گائیں، بکریاں غلیظ کھانے لگتی ہیں ان کو جلالہ کہتے ہیں اس کے بدن اور گوشت وغیرہ میں بد بو پیدا ہو جاتی ہے اس کو کئی دن تک باندھ رکھیں کہ نجاست نہ کھانے پائے جب بد بو جاتی رہے ذبح کر کے کھائیں: (عالم گیری)

☆مرغی کے بارے میں بعض احکام☆

اسی طرح جو مرغی غلیظ کھانے کی عادی ہو اسے چند روز بند رکھیں جب اثر جاتا رہے ذبح کر کے کھائیں جو مرغیاں چھوٹی پھرتی ہیں ان کو بند کرنا ضروری نہیں جب کہ غلیظ کھانے کی عادی نہ ہوں

اوران میں بدبو نہ ہو، ہاں بہتر یہ ہے کہ ان کو بھی بندر کھ کر ذبح کریں،،(عالمگیری۔)(تاج بہشتی زیور حصہ 3)

مسئلہ۔۔بکرا جو خصی نہیں ہوتا وہ اکثر پیشاب پینے کا عادی ہوتا ہے اور اس میں ایسی سخت بد بو پیدا ہو جاتی ہے کہ جس راستہ سے گزرتا ہے وہ راستہ کچھ دیر کے لیے بدبودار ہو جاتا، اس کا بھی حکم وہی ہے جو جلّالہ کا ہے اگر اس کے گوشت سے بدبو جاتی رہی تو کھا سکتا ہیں ورنہ ممنوع اور مکروہ تحریمی ہے،، عالمگیری۔1، بحوالہ قانون شریعت ص،390، 391 مطبوعہ فرید بک سٹال، ساہیوال۔تاج بہشتی زیور ص 117،نواں حصہ۔۔۔

☆اوجھڑی خوروں کو عبرت پکڑنی چاہیے☆

اوجھڑی خوروں کو عبرت پکڑنی چاہیے کہ جو گائے بکریاں، اور مرغیاں دنیا کی غلاظت کھائیں تو ان کا کھانا منع ہے ان کے لیے حکم ہے کہ پہلے ان کو باندھ کر رکھیں تا نکہ ان کا جسم گندگی سے پاک ہو جائے پھر کھائیں۔مگر افسوس کی بات ہے کہ یہ کیسے مسلمان ہیں کہ جس چیز کے اند سالہا سال گندگی جمع رہے، یہ لوگ اسکو بھی نہیں چھوڑتے ،اور بڑے شوق سے کھالیتے ہیں، گھن نہیں کرتے ،نفرت نہیں کرتے، بلکہ کپورے کھاتے ہیں اور تلی بھی اور پھیپھڑے بھی نہیں چھوڑتے۔کچھ تو خدا کا خوف کرو۔۔

☆گندی عادت☆

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اوجھڑی کھانا مکروہ ہی تو ہے حرام تو نہیں۔ان کے قدم گمراہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔کچھ دونوں کے بعد کسی سنت بلکہ وتر چھوڑ کر یوکہیں گے کہ واجب ہی تو ہے فرض تو نہیں۔بلکہ اور ترقی کر کے اوجھڑی اور آنتوں کے ساتھ لید، گوبر بھی کھائیں گے اور منع کرنے پر کہیں گے حرام ہی تو ہے کفر تو نہیں ہے۔کھاتے ہیں تو کیا ہوا۔کھانے کے باوجود ہم مسلمان ہیں کافر تو نہیں ہوئے،العیاذ باللہ،

عموماً۔۔آج کل کچھ ایسی گندی عادت عام ہو رہی ہے۔

☆اوجھڑی اور آب بینی☆

نادان بچہ آب بینی (ناک سے جو پانی یا ریشہ نکلتا ہے) اسکو چاٹتا ہے اسے جتنا بھی روکا جائے نہیں رکتا اسی لئے کہ وہ اسے نمکین محسوس کرتا ہے اسی لئے اسے مزیدار سمجھ کر چاٹتا ہے۔لیکن جب وہ بڑا ہو کر سمجھ دار بن جاتا ہے تو اس اس سے کراہت طبعی (پکی نفرت) کرتا ہے۔اب اگر اسے ہزاروں روپے بھی دیں کہ آب بینی چاٹے تو وہ نہیں مانے گا۔۔اسی طرح خدا کرے کہ ان مسلمانوں کو بھی دن کی سمجھ آجائے تو تم بھی اوجھڑی کو منہ نہ لگاؤ گے۔حالانکہ آب بینی کی کراہت اوجھڑی جیسی نہیں،لیکن دین کی سمجھ کب آئی گی۔۔

اوجھڑی کی کراہت ص39

رشیداحمد گنگوھی کے نزدیک کپورے حلال ھے

مولوی رشید احمد گنگوہی نے جہاں اورجھری کو حلال لکھا ہے وہاں کپوروں کو بھی حلال لکھا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اوجھڑی تو ہپ ہپ کر کے کھاتے ہو اور کپورے کیوں نہیں۔

ایک ہی فتویٰ ہے۔لیکن ایک حلال طیّب اور دوسرے سے نفرت وناگواری اور کراہت۔صرف اس لیے کہ اوجھری نمکین اور چسیلی ورسیلی ہے اور کپورے بچارے غریب کچھ اس طرح کے حسن وکمال سے محروم۔ اوجھڑی کی کراہت ص23

☆مولانا شرف علی تھانی☆

مولانا شرف علی تھانی صاحب نے بھی ان چیزوں کو کھانے سے منع کیا ہے۔

مسئلہ نمبر 11۔لکھتے ہیں کہ مثانہ۔اوجھ۔پتہ۔پوست۔سگندانہ۔آنتیں۔جھلیاں۔یہ سب چیزیں کھال کی طرح دباغت (دھو کر پھر رنگ دیا جائے تو) پاک ہوجاتی ہیں ان کو خارجی استعمال کر سکتے ہیں مگر کھانا منع ہے!۔

تاج بہشتی زیور ص112،نواں حصہ۔مطبوعہ تاج کمپنی لاہور۔

مسئلہ نمبر 22۔ پرندوں کے سوا حلال حیونات کا لعاب، پسینہ اور میل پاک ہے۔اور پیشاب۔نجاست خفیفہ ہے اور باقی فضلات جیسے،،مافی معدۃ والامعاء،،اور پاخانہ وغیرہ سب نجس ہیں نجاست غلیظہ ہیں۔۔

تاج بہشتی زیور ص 112 ،نواں حصہ۔مطبوعہ تاج کمپنی لاہور۔

☆حضرت علامہ مفتی ابوالبرکات کافتویٰ☆

سوال۔ بکرے کے کپورے حرام ہیں یہ فتویٰ رضوان میں شائع ہوا ہے مگر اس کے متعلق کوئی حدیث شائع کیجئے بعض لوگ حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں۔

جواب ۔۔بکرے وغیرہ حیونات ماکول اللحم (جن جانوروں کا گوشت کھانا حلال ہے) (1) کپورے اور دم مفسوح (خون جاری) اور نر و مادہ کی شرم گاہ اور غدود اور مثانہ (پھکنا) اور پتہ مکروہ تحریمی یعنی قریب الحرام ہیں۔اور خون کی حرمت قطعی ہے۔بدائع الضائع میں علامہ ملک العلماء علامہ علاءلدین ابوبکر کاسانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 587ھ) فرماتے ہیں

۔فَالَّذِیْ یُحَرَّمُ اَکُلُہٗ مِنْہُ سَبْعَۃٌ اَلدَّمُ الْمَسْفُوْحُ وَالذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَانِ وَالْقُبُلُ والدُّبُرُ وَالْمَثَانَۃُ وَالْمَرَارَۃُ لِقَوْلِہٖ عَزَّوَجَلَّ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبَاتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبَائِثَ وَھٰذِہٖ الْاَشْیَاءُ السَّبْعَۃُ مِمَّا تَسْتَخْبِثُہٗ الطَّبَاعُ السَّلِیْمَۃُ فَکَانَتْ مُحَرَّمَۃً اور حضرت مجاھد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے بکری وغیرہ میں ان چیزوں سے کراہت کی۔قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنَ الشَّاۃِ سَبْعٌ اَلذَّکَرُ وَالْاُنْثَیَیْنِ وَالْقُبُلُ وُالْغُدَّۃُ وَالْمَرَارَۃُ وَالْمَثَانَۃُ وَالدَّمُ فَالْمُرَادُ مِنْہُ کَرَاھَۃُ التَّحْرِیْمِ الخ:

☆ستم ظریفی☆

جہاں کپورے کھانے کی وبا ہے وہاں ساتھ یہ ظلم بھی کہ جس کڑاہی میں کپورے تلے جاتے ہیں

پھر اسی میں کباب اور تکیہ بھی تلتے ہیں۔ کپوروں کا عرق جب دوسری چیزیوں میں مل گیا تو وہ بھی حرام۔

اللہ تعالیٰ حرام چیزوں سے بچائے ، آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بارگاہ رب العزت میں التجا

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں صد عجز وانکساری سے التجا ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم رؤف الرحیم ﷺ کے طفیل اور ہمارے پیرومرشد ردیف کمالات ممنبع انوار وتجلیات۔ قطب الارشاد حضرت قبلہ صوفی نثار الحق نقشبندی مجددی الانصاری۔ وفیوض براکاتہم العالیہ کی خصوصی توجہ شریف اور آپ کی نظر کرم سے بندہ ناچیز پر تقصیر کی اس کوشش کو اپنی بارگا عالیہ میں شرف قبولیت فرمائے اور تمام غلطیاں معاف فرمائے ، آمین ،

گداگر درِ مرشد کریم

سید صوفی سجاد حسین

خانقاہ شریف نقشبندیہ مجددیہ نثاریہ بخاریہ

دربار شیخ المشائخ حضرت صوفی محمد عبداللہ شاہ صاحب نقشبندی مجددی نثاری بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بستی خوجہ تحصیل شجاعباد، ضلع ملتان۔ موبائل نمبر: 0301-7570722

☆فتویٰ☆

☆ علامہ مفتی ابوحامدخلیل احمدمدنی اطال اللہ عمرہ ﴿کراچی﴾☆

سوال: ذبیحہ کہ کون سے اجزاء ہیں جوحرام ہیں؟

جواب:اس طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حلال جانور کے سب اجزا حلال ہیں مگر بعض کہ حرام یاممنوع مکروہ ہیں (1)رگوں کا خون (2) پتا (3) پھکنا (یعنی مثانہ) (4)(5)علامات مادہ ونر(6)بیضے (یعنی کپورے) (7)غدود(8)حرام مغز(9)گردن کے دوپٹھے کہ شانوں تک کھینچے ہوتے ہیں (10)جگر (یعنی کلیجی) کا خون (11)تلی کا خون (12)گوشت کا خون کہ بعد ذبح گوشت میں سے نکلتا ہے(13)دل کا خون (14)پت یعنی وہ زرد پانی کہ پتہ میں ہوتا ہے(15)ناک کی رطوبت کہ بھیڑ میں اکثر ہوتی ہے(16)پخانہ کا مقام

﴿17﴾.....**اوجھڑی**.........(18)آنتیں(19)نطفہ(20)کہ وہ نطفہ کہ خون ہوگیا(21)وہ کہ گوشت کا لوتھڑا ہوگیا(22)وہ کہ پوراجانور بن گیااورمردہ نکلایابے ذبح مرگیا(فتاویٰ رضویہ ج 20ص240) سمجھدار قصاب بعض ممنوعہ چیزیں نکال دیا کرتے ہیں مگر بعض میں بھی ان کو معلومات نہیں ہوتی یابے احتیاطی برتتے ہیں....آج کل عموماً لاعلمی کی وجہ سے جوچیزیں سالن میں پکائی اورکھائی جاتی ہیں ان میں سے چند کی نشاندہی کی کوشش کرتا ہوں

﴿اوجھڑی پربحث﴾

سوال: مذکورہ سوال میں اوجھڑی اورآنتوں کا بھی ذکر ہے کیاان کا کھانا بھی منع ہے ہمارے یہاں اکثر لوگ جانور کی آنتوں صاف کرکے کھاتے ہیں؟

جواب: علامہ مفتی جلال الدین امجدی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"**اوجھڑی اور آنتیں** کھانا درست نہیں ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

ترجمہ :اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا، یعنی نبی کریم ﷺ گندی اور حرام چیزیں ان پر حرام فرائیں گے، اور خبائث سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے عقل سلیم الطبع لوگ گھن کریں اور انہیں گندی جانیں......امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَمَّاالدَّمُ فَحَرَامٌ بِالنَّصِ وَاَکْرَهُ الْبَاقِیَةَ لِاَنَّهَامِمَّاتَسْتَخْبِثُهَاالْاَنْفُسُ قَالَ تَعَالٰی :وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبَائِثَ (بہر حال خون کی حرمت نص سے ثابت ہے اور باقی کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں اس لیے کہ انسان ان کو خبیث سمجھتا ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے آے محبوب علیہ السلام آپ ان پر خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں) اسے معلوم ہوا کہ ایسے حیوان جن کا گوشت کھایا جاتا وہ حلال ہیں، اوران کے بدن میں جو چیزیں مکروہ ہے ان کا مدار خبث پر ہے...اور حدیث میں مثانہ کی کراہت منصوص ہے،

اور بے شک اوجھڑی اور آنتیں مثانہ سے خباثت میں زیادہ نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں ....مثانہ اگر معدن بول ہے تو آنتیں اور اوجھڑی مخزن فرث ہیں دلالت النص سمجھیں یا اجرائے علت منصوصہ .....بہر حال اوجھڑی اور آنتیں کھانا جائز نہیں ہے: فتاوی فیض الرسول جلد 3 صفحہ 227

قربانی کے مسائل صفحہ 37 الغنی پبلشرز...کراچی،، بہاول پور

رابطہ نمبر 0315/2717547

نوٹ مذکورہ فتوی پر تقریظ

بسم الله الرحمن الرحيم

(.............تقریظ.............)

حضرت علامه مولانامحمدعمران شامی مدنی سلمه الغنی

‹سینئرمدرس جامعه نعیمیه ولیکچرازشیخ زیدیونیورسٹی کراچی›

الحمد لله عزوجل و كفى سلام على عباده الذين اصفطى علم الله عزوجل کی بہت بڑی نعمت ہے اوراس کی برکت سے انسان اللہ عزوجل کی معرفت وپہچان کے ساتھ ساتھ رب کا برگزیدہ بندہ بن جاتا ہے ہر عاقل وبالغ مسلمان مرد وعورت پر جومسائل فرض اور جومسائل واجب ہیں انکا علم حاصل کرنا واجب ہے،لہذا جن مسلمانوں پرقربانی واجب ہوان پراس کے مسائل سیکھنا واجب ہیں اوراس ضروت کو پورا کرنے کے لیے مولانا خلیل احمد مدنی نے قربانی کے ضروری مسائل کومختصرا سوالا جوابا عام فہم انداز میں ترتیب دینے کی سعی کی ہے ..مارکیٹ میں قربانی کے موضوع پر بے شمار کتب موجود ہیں مگر آسان انداز میں جدید مسائل پر لکھے جانے والے رسائل وکتب کم وقت میں اہم بات تک پہنچنے کا ذریع ہوتے ہیں......انہوں نے اس مختصر کتاب میں قربانی کی تعریف سے لیکر قربانی کا وجوب،کس پرواجب ہوتی ہے اجتماعی قربانی کے مسائل،قربانی کا وقت اوراس کے علاوہ بہت اہم اورضروری مسائل (بالخصوص کپورے، اوراوجھڑی) کوجمع کیا ہے اس کتاب کوقربانی سے پہلے اول تا آخر پڑھ لینا انتہائی مفید ہے..کیونکہ بسا اوقات علم کی کمی کے باعث قربانی کرنے والا اپنی قربانی کوضائع کر بیٹھتا ہے اوراسے شعور تک نہیں ہوتا..

اللہ عزوجل ہمارے قربانیاں اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے (آمین)

اللہ عزوجل اس کاوش کواپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور دنیاوآخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے

آمین محمد عمران شامی مدنی

قربانی کے مسائل صفحہ 5 الغنی پبلشرز...کراچی،، بہاول پور

☆فتویٰ☆

مدرسہ جامعہ قادریہ اسرارالعلوم (دھنوٹ)

المعروف رمدرسہ پیرعبدالقادرشاہ رحمہ اللہ

حضرت علامہ پیرسیدباغ علی بن باقربن عبدالقادرشاہ بخاری اطال اللہ عمرہ

مسئلہ: اوجھڑی پر مختصر تحریر

زیر مسئلہ کا تعلق فقہی مسائل سے ہے ....جب بھی فقہ کا مسئلہ پیش آتا ہے تو ہمیشہ فقہ کے بڑے بڑے علماء کے بڑے فتاویٰ جات کی طرف نظر جاتی ہے .....مگر کچھ مسائل ایسے بھی ہیں جو کسی خاص مفتی یا عالم یا فقہی عالم کے ساتھ خاص ہو جاتے ہیں ہر مسئلہ کے اندر مختلف آراء ہوتی ہیں، اور ہر مسئلہ کے اندر مختلف علماء کے مختلف اقوال ہوتے ہیں مگر جب بھی کسی مسئلہ کی طرف نظر کرتے ہیں اور اس کی تحقیق شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے علماء کی آراء اور فتاوی جات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، مگر اس وقت جو مسئلہ زیر بحث ہے اس مسئلہ کو ایک امتیازی حیثیت حاصل ہے جب بھی اس کی طرف نظر کریں تو ذہن اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ احمد فاضل بریلوی رحمہ اللہ کی طرف چلا جاتا ہے، آپ نے اس کی اس قدر وضاحت کردی ہے کہ اب اس میں تحقیق کی ضرورت نہیں رہتی....

یہی وہ مسئلہ ہے من جملہ مسائل میں سے کہ جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ کو زمانے کے علماء نے مجتہد فی المسلک قرار دیا اور اتفاق کیا کہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ اجتہاد فی المسلک کے مقام پر فیض یاب ہیں ایک عظیم عالم اور مجتہد فی المسلک شخصیت کے فیصلہ کے بعد اس پر اپنی عقل کا استعمال بے جاء ہوگا :

اس وقت جو مسئلہ زیر بحث ہے اسکو امتیازی حیثیت حاصل ہے اور اسمیں اور بھی کئی علماء کے فتاویٰ جات موصول ہوئے ہیں تمام علماء نے اوجھڑی کو مکروہ تحریمی قرار دیا...اور عقل سے سمجھنے کی ایک بات ہے کہ جانور کے اعضاء کے متعلق علماء نے کتب کے اندر کئی ایسی چیزیں لکھی ہیں جو کہ جانور کے اندر ہوتی ہے مگر ان کا کھانا حرام ہے (جیسے خون) اور بعض چیزیں مکروہ تحریمی ہیں کتب حدیث اور کتب فقہ میں ان کی تعداد مختلف ہے کسی میں سات اور کسی میں پندرہ ہیں مگر بالاتفاق آنتیں حرام ہیں اور پیشاب کی نالیاں بھی حرام ہیں، اور عوام میں یہ بات رائج ہو چکی ہے کہ کوئی بھی شخص پیشاب کی نالیانہیں کھاتا ان کو پھینک دیا جاتا ہے یہ سوچ کر کہ یہ پیشاب کی نالیوں کی جو تروتازگی ہے یہ پیشاب کے گذرنے کی وجہ سے ہے ..پیشاب حرام ہے فلٰہذا جہاں سے گزرتا ہے وہ نالیاں بھی حرام ہیں.....مگر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ یہ کیسی نہ سمجھی ہے کہ جس جگہ سے صرف پیشاب گزرتا ہے وہ نالیاں صرف پیشاب گزرنے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہیں مگر جس جگہ ہر وقت پیشاب کھڑا رہتا ہے اس کا کھانا کیسے جائز ہو سکتا ہے،

اور یہ بات باسانی سمجھ میں آنے والی ہے کہ صرف پیشاب کہ گزرنے کی وجہ سے اگر پیشا کی نالیوں کا کھانا مکروہ تحریمی ہو سکتا ہے تو پیشاب کے ٹھہرنے کی وجہ سے اوجھڑی حلال کیسے ہو سکتی ہے

اور اگر کوئی کہے ہم تو اوجھڑی کھانے اور پکانے سے پہلے اسے اچھی طرح سے دھوتے ہیں....تو بندہ پوچھے کہ اس طرح نالیاں دھو کر پکا کر کیوں نہیں کھاتے.....جب ایک چیز تمہارے دھونے کی وجہ سے حلال ہو سکتی ہے تو دوسری چیز بھی تمہارے دھونے سے حلال ہو جانی چاہئے ....اور ویسے بھی اس تحقیق سے نظر ہٹالی جائے تو بھی ایک قاعدہ ہے اِذَاجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ الْحَلَالَ (کتب فقہ) یعنی جہاں حلت اور حرمت آپس میں مشتبہ

ہوجائیں تو حرمت کو حلت پر ترجیح حاصل ہوگی، اس سے صاف طور ظاہر ہوجاتا ہے کہ اگر سلف صالحین اوجھڑی کا حکم بیان نہ بھی کرتے تب بھی اوجھڑی کا حکم حلال اور حرام کے معروف قاعدہ کی وجہ سے اوجھڑی کے مکروہ تحریمی کو حلت ترجیح ہوگی......اور اس کے علاوہ خود بھی تو سوچو کہ علماء کے فتویٰ جات کی ایک کثیر تعداد جب اوجھڑی کے مکروہ تحریمی کے قائل ہیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اوجھڑی کھانا جائز ہو...

★ میرا خیال ★

تو میرا خیال یہ ہے کہ اس مسئلہ میں کثیر علماء کی پیروی کرنا ہی باعث نجات ہے جیسا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رحمہ اللہ بریلوی رحمہ اللہ کا یہی فیصلہ ہے، اور مفتی علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ کا بھی یہی فیصلہ ہے، اور اسی طرح محدث مفتی اعظم علامہ فیض احمد اویسی رحمہ اللہ کا بھی یہی فیصلہ ہے، اور دور حاضر کے بے حد عقلمند عالم دین مفتی پاکستان علامہ مفتی منیب الرحمان مدیر اعلیٰ دار العلوم نعیمہ کراچی) چیرمین حلال کمیٹی پاکستان) رحمہ اللہ کا بھی یہی فیصلہ ہے، اور علامہ مفتی وقار الدین رحمہ اللہ کا یہی فیصلہ ہے، اور **شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان کا بھی یہی فیصلہ ہے، اور مفتی جلال الدین احمد امجدی، آف بزاؤن شریف رحمہ اللہ کا بھی یہی فیصلہ ہے، اور مفتی بدر الدین، آف براؤن شریف کا یہی فیصلہ ہے اور مفتی غلام محمد شرقپوری، آف شیخوپورہ کا بھی یہی فیصلہ ہے:**

اَب کــون بد بخت ہے جو ان عظیم علماء کے نظریات فتویٰ جات کے خلاف ہو یہ سراسر بے وقوفی اور آپنے آپ پر ظلم کرنے کے جیسا ہے:

★ میری دعاء ★

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام سچے اور مسلکا اہل سنت والجماعت کے علماء کی تابع داری نصیب فرمائے آمین والسّلام

کتبہ

احقرالناس علامہ مفتی سیدباغ علی شاہ غفرلہ

صدرمدرس ومدیراعلی مدرسہ جامعہ قادریہ اسرارالعلوم ‹دھنوٹ›

☆ تقریظ ☆

علامہ ابن علامہ سید پیرطریقت سجادحسین شاہ بخاری اطالَ اللّٰہ عُمَرَہ

(سجادہ نشین: خانقاہِ نقشبندیہ مجددیہ نثاریہ بخاری۔بستی خوجہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان)

اَلْحَمْدُ اللّٰہِ الَّذِیْ نُوَّرَقُلُوْبَنَابِنُوْرِالْاِیْمَانِ وَزَیَّنَ نُفُوْسَنَابِطَاعَتِہٖ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ وَجَعَلْنَا فِیْ اُمَّۃِ حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ الْمَبْعُوْثِ فِیْ آخِرِالزَّمَانِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ ذَوِی الْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ وَشَرَّفَنَا بِتَقْلِیْدِالْاِمَامِ الْاَعْظَمِ حَضْرَتُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ النُّعْمَانِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَعَلٰی اَحْبَابِہٖ ذَوِی الْاَفْھَامِ ۔وھذافَیْضَانُ الْقَیُّوْمِ الْاَوَّلِ اَلْاِمَامِ الرَّبَّانِیْ اَلْمُجَدِّدِاَلْفِ الثَّانِیْ اَلشَّیْخَ الْاَحْمَدَالْفَارُوْقِیَّ السَّرْھِنْدِیْ قُدِّسَ سِرَّہٗ وَاَعْطَانَااَلشَّیْخُ الْکَامِلُ اَلْقُطْبَ الْاِرْشَادَ اَلْحَضْرَتُ اَلصُّوْفِیْ نِثَارُالْحَقْ اَلنَّقْشْبَنْدِیْ اَلْمُجَدِّدِیْ اَلْاَنْصَارِیْ طَالَ اللّٰہُ عُمَرَہٗ وَزَادَ فُیُوْضَاتِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْاِحْسَانُ

فَبَعْدُ الْحَمْدُوَالصَّلٰوۃ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اکرم صاحب نقشبندی مجددی صاحب کا بے حد مشکور وممنون ہوں کہ جنہوں نے اوجھڑی کی کراہت پر یہ رسالہ لکھا ہے، یہ رسالہ اس وقت کی بہت اہم ضرویات میں سے ہے، کیونکہ صدیاں گزر گئی ہیں کہ اس مسئلہ پر علما کی اکثریت خاموش ہے اگر چند حق پرست

علماء کرام نے کوئی آواز اُٹھائی تو نفس پرست اور پیٹ پرست، علماء اور عوام نے سنی ان سنی کر دی، یعنی ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے بات نکال دی، اس پر عمل نہ کیا نہ دوسروں کو کہا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک پاک نبی ﷺ عطا فرمایا اور ان کے وسیلہ سے پاک دین عطا فرمایا، اور حلال کھانے اور حلال کمانے کا حکم فرمایا، قرآن وحدیث میں بار بار حلال وطیّب کھانے کا ذکر آیا ہے، شیخ المشائخ حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قشیریہ میں تحریر فرماتے معدہ مختلف کھانوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے جب تو اس میں حلال پھینکے گا تو تمہارے اعضاء سے نیک اعمال صادر ہونگے اور مشتبہ (مشکوک) کھانا ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مشتبہ ہو جائے گا، اگر قابل گرفت چیزیں اس میں ڈالے گا، تو یہ تمہارے اور اللہ کے درمیان حجاب کا کام دیں گی، اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ حلال کھانے کی کوشش کریں حرام اور مشتبہ چیزوں سے ہر ممکن پرہیز کریں۔ یہ اوجھڑی، کپورے، مثانہ، نسیں، وغیرہ حرام ہیں اور اس کا کھانا حرام ہے۔ لہٰذا ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے، علامہ مولانا محمد اکرم صاحب نے بے حد کوشش کی ہے اور عرق ریزی سے محنت کر کے یہ کتاب تیاری کی ہے اور محدثین اور فقہا اور علماء کرام کے نظریات پیش کیئے۔ جبکہ نام نہاد علماء کرام حجت پیش کرتے ہیں کہ فلاں علامہ نے یہ کھائیں فلاں نے کھانے کی اجازت دی ہے۔ پیٹ پرست کھانے پینے کے حیلے تلاش کرتے ہیں حلال وحرام سے ان کو کوئی واسطہ نہیں۔ یہ سود، اور رشوت، کش وشبہات کی چیزیں نہیں چھوڑتے تو پاخانے والی چیزیں چھوڑ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ان نام نہاد علماء کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ عوام کی اصلاح کے لئے علامہ صاحب نے یہ رسالہ لکھ کر ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جس سے اکثر علما کرام کنارہ کش رہنا چاہتے۔ بد مذاہب کی طرح اپنی مطلب کی بات نکال کہہ دیتے ہیں فلاں نے ایسا کیا۔ جن لوگوں کو شریعت کی پاسداری نہیں ان کو حلال وحرام کی کا خیال ہوگا

اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور عوام الناس کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق

عطا فرمائے آمین۔۔

2070بکرمی ،بروز اتوار،بوقت سات بجے شام خانقاہ نقشبندیہ

مجددیہ نثاریہ بخاری بستی خوجہ تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان

مصنف کی دوسری تصنیفات

〈1〉 نثارالمیر اردو شرح نحمیر

〈2〉 شبینہ کی شرعی حیثیت

〈3〉 مکی نماز

〈4〉 مکی قاعدہ

〈5〉 بیمہ کی شرعی حیثیت

〈6〉 سکیموں کی شرعی حیثیت

پتہ: الجامعة الاسلامیہ النثاریہ یادگار کالن پیر سائیں رحمہ اللہ 〈تحصیل شجاع آباد، ضلع ملتان ڈاکخانہ بگڑیں روڈ جلال پور پیروالا اڈہ حسن آباد〉